

وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (سورہ طٰہٰ: ۹۹)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا کیا۔





مخزنِ ذکر

مراۃ التصوّف (حصہ سوئم)



بفیضانِ نظرِ عنایت

ضیاء العارفین، امام الکاملین، غریب پرور، قاسم نسبت مصطفیٰ ... مدظلہ العالی

قمر الاولیاء حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی

قادری چشتی، ابو العلائی، جہانگیری، شکوری

دربار عالیہ

قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، نقشبندیہ، ابو العلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ، محبوبیہ

... ضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

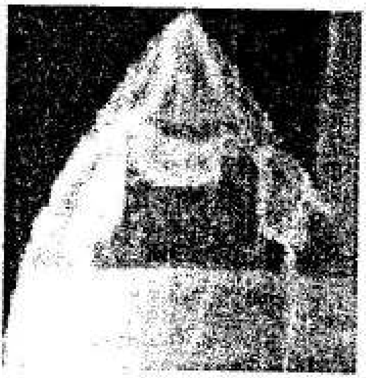
اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے۔

وَقَدْ اٰتَیْنٰکَ مِنْ لَّدُنَّا ذِکْرًا ۝ (سورۂ طٰہٰ: ۹۹)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا کیا۔ (القرآن)

"مخزنِ ذکر"

مرآۃ التصوف (حصہ سوئم)



بفیضانِ نظر عنایت

ضیاء العارفین امام السالکین غریب پرور قاسم نسبت مصطفیٰ ﷺ

قمر الاولیاء حضرت سیدنا پیر **میاں محبوب الٰہی**

قادری چشتی ابو العلائی جہانگیری شکوری قدس اللہ سرہ العزیز

☆ دربار عالیہ ☆

قادریہ چشتیہ ابو العلائیہ جہانگیریہ شکوریہ محبوبیہ

احمد نگر لوکو شیڈ سمہ سٹہ ضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	مخزن ذکر (مراۃ التصوف۔حصہ سوئم)
تصنیف بابت	:	ذکر
ترجمہ وتفسیر آیات قرآنی	:	کنزالایمان
راہنمائی احادیث مبارکہ	:	صحیح بخاری، مشکوۃ شریف۔
راہنمائی و منقولات	:	نہج البلاغہ، کشف المحجوب، غنیۃ الطالبین، سیرت فخرالعارفین، سیرت راہنمائے اولیاء، (کلام عرفان)، بقائے حیات، مہر منیر، دلائل الخیرات، ذکر الٰہی۔
تحریک	:	صاحبزادہ حضرت پیر سیدنا عزیز الرحمٰن مدظلہ العالی (سجادہ نشین) رحمٰن پور شریف رحیم یار خان
زیر نگرانی	:	حضرت سیدہ اماں
تالیف	:	پیر میاں رشید احمد محبوبی
معاونت بابت تالیف	:	پیر میاں ضمیر احمد محبوبی مدظلہ العالی
معاونت بابت قرآن مجید	:	جناب محمد فیاض احمد محبوبی، صاحبزادی حافظہ حفصہ الٰہی محبوبی
معاونت بابت ٹائپنگ	:	صاحبزادی مومنہ الٰہی محبوبی، صاحبزادی حافظہ حفصہ الٰہی محبوبی۔
تحقیق و بحث و مباحثہ	:	پیر میاں رشید احمد محبوبی مدظلہ العالی، پیر میاں ضمیر احمد محبوبی مدظلہ العالی، جناب محمد فیاض احمد محبوبی۔
خصوصی معاونت	:	صاحبزادہ ضیاء احمد محبوبی، صاحبزادی حافظہ حمیمہ الٰہی محبوبی، صاحبزادی حافظہ وقاریہ سعینہ الٰہی محبوبی۔
معاونین	:	صاحبزادہ ضیاء احمد محبوبی، صاحبزادہ توقیر احمد محبوبی، گلفام مسلم محبوبی، مطاہر صدیقی، دختران حضرت سیدنا پیر میاں ضمیر احمد محبوبی، محمد حاشر معیز محبوبی، ریحان احمد محبوبی۔
پروف ریڈنگ	:	پیر میاں رشید احمد محبوبی مدظلہ العالی، پیر میاں ضمیر احمد محبوبی مدظلہ العالی دربار محبوبی، احمد نگر، لوکو شیڈ، سمہ سٹہ (ضلع بہاولپور)

حسن ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	ابتدائیہ	7
2	مقصد	14
3	مخزنِ ذکر	17
4	ہدیہ تبریک	19
5	پیش لفظ (منقبت راہِ سلوک)	22
6	مقصدِ حیات	25
7	عبادت	25
8	عبادت کی شرائط	29
9	عبادت کی قسمیں	31
10	ذکر	34
11	مقامِ ذکر	38
12	ذکر کی تعریف وتمہید	41
13	ذکر کا طریقہ	51
14	ذکر کی اقسام	52
15	ذکر کے طریقے	52
16	ذکرِ جلی	53
17	ذکرِ خفی (نفی اثبات)	53
18	ذکر ضرب خفی	53

19	ذکر حبس دم خفی	54
20	ذکر حبس دم خفی اول	55
21	ذکر حبس دم خفی دوم	55
22	ذکر پاس انفاس خفی	55
23	سلسلہ عالیہ میں ذکر کی تعلیم	56
24	پاس انفاس	56
25	نفی اثبات	56
26	ذکر پاس انفاس کا مفہوم بالحاظ معنی	57
27	نفی	60
28	اثبات	60
29	منقول مکتوب سیرت راہنمائے اولیاء	61
30	منقول سیرت فخر العارفین حضرت عبدالحی رضی اللہ عنہ	73
31	حضور ضیاء العارفین کی اولاد سے تعلیم	75
32	منقول حضرت نبی رضا شاہ رضی اللہ عنہ	78
33	ذکر کے فوائد	79
34	قرآن سے ذکر کا مزید استدلال	81
35	ذکر عہدِ الست سے استدلال حضور ضیاء العارفین رضی اللہ عنہ	96
36	منقبت (چلو نماز پڑھتے ہیں)	170
37	احادیث سے ذکر کا استدلال	172
38	مشکوٰۃ شریف جلد اول	172
39	نماز کے بعد ذکر (فصل اول)	172
40	نماز کے بعد ذکر (فصل دوم)	175

41	نماز کے بعد ذکر (فصل سوم)	176
42	میت پر رونا (فصل سوم)	178
43	اللہ کا ذکر اور اُس کا قرب (فصل اول)	178
44	اللہ کا ذکر اور اُس کا قرب (فصل دوم)	182
45	اللہ کا ذکر اور اُس کا قرب (فصل سوم)	184
46	سُبْحَانَ اللہِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ (فصل اول)	187
47	سُبْحَانَ اللہِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ (فصل دوم)	189
48	سُبْحَانَ اللہِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ (فصل سوم)	194
49	صحیح بخاری جلد اول	196
50	صحیح بخاری جلد سوم	197
51	احادیث کی روشنی میں بزرگوں کے ملفوظات	199
52	نہج البلاغہ (حضرت امیر المومنین علیہ السلام)	199
53	عاشقِ رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	201
54	رسالۃ القشیریہ	205
55	کشف المحجوب داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ	214
56	غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ	215
57	فتوح الغیب حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ، عبد الاحد قادری رضی اللہ عنہ	223
58	فتوح الغیب، شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ، حکیم سکندر شاہ رضی اللہ عنہ	226
59	عوارف المعارف	228
60	کیمیائے سعادت	237
61	مکاشفۃ القلوب	246
62	ہشت بہشت (فوائد السالکین)	253

63	اسرار الاولیاء	254
64	راحت القلوب	255
65	فوائد الفواد	257
66	حیاتِ الفرید	258
67	انوار العلوم (مثنوی شریف)	262
68	سیرت فخر العارفین حضرت عبد الحی رضی اللہ عنہ	293
69	اعجاز جہانگیری حضرت نبی رضا شاہ رضی اللہ عنہ	296
70	ذکر تاج الاولیاء حضرت عبد الشکور رضی اللہ عنہ	296
71	سیرت راہنمائے اولیاء حضرت پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ	298
72	بقائے حیات حضرت پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ	300
73	حضور ضیاء العارفین پیر محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ	310
74	ذکر خیر سائیں توکل شاہ رضی اللہ عنہ	310
75	مہر منیر، پیر مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ	312
76	واقعہ معراج شریف	314
77	واقعہ میلاد شریف	314
78	خزینہ انوار	317
79	تاریخ مشائخ چشت	318
80	ضیاء القلوب	320
81	سلسلہ چشتیہ کے وظائف	329
82	ذکر بالجہر	338
83	ذکر الٰہی حضرت ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی	342
84	شجرہ منظوم	361

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو ہر قسم کے علم اور جاننے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد ہمارے جدِ امجد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام صفی اللہ بہتر جانتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کے تمام علوم منتقل فرمائے۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کو جو، جو علم عطا ہوا بہتر جانتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ ہمارے آقا وجہ وجودِ کائنات سید المرسلین حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہے جو سب کچھ جانتے ہیں۔ آقا سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضانِ علم تمام انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام رحمہم اللہ اور تمام اُمتوں کو حاصل ہوا۔ حضور قبلہ عالم راہنما ئے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز سے حضور قبلہ عالم سلطان الاولیاء حضرت سیدنا پیر فضل احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز اور حضور سید نا ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کو علم منتقل ہوا بہتر جانتے ہیں۔ اللہ رب العزت

اور سید المرسلین حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اہل بیت رضی اللہ عنہم، پنجتن پاک رضی اللہ عنہم، صحابہ رضی اللہ عنہم، صحابیات رضی اللہ عنہن اور تمام اولیاء اُمت جن کا نام درج ہے یا درج نہیں سب بہتر علم رکھنے والے ہیں۔

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے عارفین کے دلوں کو اپنے ذکر کی نورانیت سے منور فرمایا اور زبانوں کو شکر میں مشغول کیا۔ ان کے اعضاء کو عبادت کی قوت بخشی۔ وہ عارفین اُنسیت کے باغات میں خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں۔ محبت کا آشیانہ اُن کا ٹھکانہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا چرچا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے محبت فرماتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کے لئے حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔ فقر اُن کا اصل سرمایہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں زندگی گزارتے ہیں۔ اُن کا علم گناہوں کے لئے دوا ہے۔ اُن کی معرفت میں دلوں کا علاج ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی برہان کے روشن نورانی چراغ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔

اِن عارفین کے امام اور راہنما، وہ چمکتا ہوا چاند ہیں جن کا نور چارسو پھیلا ہوا ہے، جو تاجدارِ انبیاء اور امام الانبیاء علیہم السلام ہیں، وہ سرداروں کے سردار، وجہ وجود کائنات سید المرسلین شفیع المذنبین حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ پاکیزہ پھل بابرکت درخت سے ہی حاصل ہوتا ہے جس کی جڑ عقیدہ توحید ہے اور تقویٰ اُس کی شاخیں اور ذکر اللہ اُس کی پرورش کا ذریعہ ہے۔ ہر ایک کے لئے یہ لازم ہے کہ خوف، اُمید اور محبت پر غور کرے۔ خوف کے حصول کے لئے علم، اُمید کے حصول کے لئے یقین اور محبت کے حصول کے لئے معرفت کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن تینوں کی علامات بھی ہیں۔ خوف کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پابندی کرنا۔ اُمید کی علامت کچھ

طلب کرنا اور محبت کی علامت ہر حال میں محبوب کو ترجیح دینا ہے۔ اِن تینوں کی مثال حرم، مسجد، اور کعبہ ہیں، اِس لئے جو اِرادت (خواہش، عقیدت، اعتقاد، آرزو، یقین) کے حرم میں داخل ہوا وہ مخلوق سے امان پا گیا۔ جو مسجد میں داخل ہوا اُس کے اعضاء اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال ہونے سے بچ گئے اور جو کعبہ میں داخل ہو گیا اُس کا دل ذکر اللہ کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونے سے باز رہا۔ جب طلوعِ صبح ہو تو انسان کو چاہیے کہ وہ رات کی تاریکی اور دن کی روشنی کے بارے میں غور و تفکر کرے جس سے ایک کی آمد اور دوسرے کے اختتام کی حقیقت سے آگاہی ہو گی اور جب نورِ معرفت ظاہر ہو گا تو انسانی اعضاء سے نافرمانی کی سیاہی ختم ہو جائے گی اگر بندے کی حالت ایسی ہو کہ وہ موت کے لئے تیار ہے تو اِس توفیق و عصمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر موت ناپسند ہو تو اللہ تعالیٰ کا کرم طلب کر کے مضبوط ارادے کے ساتھ اِس کیفیت کو رَد کرے۔ بارگاہِ الٰہی کو جائے پناہ بنائے اور سابقہ بداعمالیوں پر نادم ہو ظاہر و باطن کی پاکیزگی کے لئے رجوع اِلی اللہ کرے دل کو غفلت و نفسانی خرافات سے پاک کرے صراطِ مستقیم پر چل کر صدق کی سواری پر سوار ہو۔ دن کو آخرت اور رات کو دنیا کی علامت جانے اور نیند کو موت کی شکل جانے اور ہر دم دل کو احکامِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم اور آنکھ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے پر نم رکھے۔ کیونکہ دل ہر عمل کے کرنے یا نہ کرنے میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

ہر دل کی چار حالتیں ہوتیں ہیں۔

۱۔ بلندی

۲۔ کشادگی

۳۔ پستی

۴۔ تنگی

(۱)۔بلندی:

دل کی بلندی کا سب سے افضل اور بہترین ذریعہ ذکر اللہ ہے۔جو دل ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے وہ سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔دل کی بلندی کی تین علامات ہیں۔

۱۔ اطاعت الٰہی میں دل کی موافقت۔

۲۔ احکام شرع کو پورا کرنے میں دل سے رغبت ہونا۔

۳۔ دل میں خشوع وخضوع سے عبادتِ الٰہیہ اور فرمانبرداری حضور سیدنا نبی کریم ﷺ میں مستغرق ومشغول ہونا۔

(۲)۔کشادگی:

کشادگی سے مراد دل کی کشادگی۔دل کی کشادگی سے مراد رضائے الٰہی پالینا ہے۔رضائے الٰہی پانے کا سب سے افضل ذریعہ ذکر اللہ اور عشقِ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ میں ہے۔دل کی کشادگی کی بھی تین علامات ہیں۔

۱۔توکل:

توکل الی اللہ۔

۲۔صدق:

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور اپنے صاحبِ نسبت پیر ومرشد کی محبت سے صحبت میں مجسم منبعِ صدق وصفاء بن جائے۔

۳۔یقین:

اللہ تعالیٰ کی ذات کو مالکِ کُل اور حضور سرورِ دو عالم ﷺ کو ہر ہر قدم پر ملجاؤ ماوا اور اپنے پیرو مرشد کی حیات طیبہ کی ہر ہر ادا کو عین مشعل راہ سمجھ کر یقین کامل کے ساتھ زادِ راہ بنائے۔

(۳)۔پستی:

دل کی پستی سے مراد غیر اللہ میں مشغول رہنا ہے۔دل کی پستی کی تین نشانیاں ہیں۔

ا۔خود پسندی:

یعنی غرور و تکبر کا ہونا اور اپنی تعریف و توصیف کرنے کو پسند کرنا۔

۲۔دکھاوا:

ہر اُس فعل کو اپنانا جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نہیں صرف اپنی تعریف اور بڑائی مقصود ہو،اِس میں دوسروں کی دل آزاری کا بھی خیال نہ رہے۔

۳۔دنیا کی حرص:

جاہ و اقتدار کی حرص و ہوس، اُس کے لئے ہر ناجائز ذریعہ اختیار کرنا،حقوق اللہ تو درکنار حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی اپنی توہین سمجھنا اور اپنے محسن و معاون کو بھی حقیر جانے،صلہ رحمی نہ کرے قطع رحمی پسند کرے۔

(۴) تنگی:

دل کی تنگی یادِ الٰہی سے غفلت ہے۔ جو کوئی یادِ الٰہی سے غافل ہو گیا تو اُس کا دل تنگ ہو گیا۔ اس کی تین علامات ہیں۔

۱۔ دل سے لذت عبادت جاتی رہے:

فرائض و واجبات کی ادائیگی میں تساہل کرے اور غیر شرعی خرافات کی طرف زیادہ متوجہ ہو اور بعض اوقات ایسے عوامل سرزد ہوں جو قرآن وسنت کے منافی ہوں اور ذکر اللہ کی ادائیگی میں غفلت اور بے اعتنائی کرے۔

۲۔ دل میں نافرمانی کی کڑواہٹ کا محسوس نہ ہونا:

یعنی دل میں فرعونیت اور ڈھٹائی ہر درجہ ہو اور کسی کو خاطر میں نہ لائے، بمثل ابلیس اپنی ذات کو صحیح مانے یعنی اللہ تعالیٰ کو تو مانے لیکن اللہ تعالیٰ کی نہ مانے۔

۳۔ حلال کو بلا دلیل مشکوک سمجھنا:

اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے احکام کا منکر ہو، بندگی کو اپنے لئے غیر ضروری سمجھے، اپنی تابعداری کروانے کے لئے ہر دم کوشاں رہے۔

المختصر اپنے دل کو زبان کے مطابق بنا لو اور دل میں ذکر اللہ اور عشق رسول اللہ ﷺ کے سوا کچھ نہ ہو اور بوقتِ ذکر بندگی کی حیاء اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی ہیبت مدِنظر رہے کیونکہ {وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ} یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اِس لئے بڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہونے کے باوجود ذاکر کا ذکر (چرچا) فرماتے ہیں جبکہ بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر محتاجی کی بنا پر کرتا ہے۔

ذکر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ذکر خالص:

ذکر خالص یہ ہے کہ غیر اللہ سے توجہ ہٹالے۔

۲۔ ذکر صافی:

ذکر صافی یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں فنا ہو جائے۔

حضور سید العالمین نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔ اے اللہ تعالیٰ میں آپ کی ثناء نہیں کر سکتا، اے رب العالمین آپ ویسے ہی ہیں جیسی آپ نے خود اپنی ثناء فرمائی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، حدیث ۴۸۶، صفحہ ۲۵۲)

مقصد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

1 {یَاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ}

ترجمہ: "اے لوگو، اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا" (سورۃ البقرہ، آیت ۲۱، پارہ ۱)

دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے۔

۲ {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ}

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اِسی ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (سورۃ الذاریات، آیت ۵۶، پارہ ۲۷)

اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہر ذی روح مصروفِ عمل ہے جن میں بالخصوص ملائکہ، روح القدس شجر وحجر، پرند وچرند شامل ہیں اور کائنات کے ہر ذرے سے اللہ تعالیٰ کی شان ِپروردگاری کا اظہار ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے کائنات کو سات یوم میں تخلیق فرمایا اور بنی آدم کو اپنا خلیفہ بنا کر تخلیق فرمایا، اور بنی نوعِ انسان کو شعور عطا کر کے اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا سکھایا اور بنی نوعِ انسان کو پابند فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی خشوع وخضوع سے کرنے کے ساتھ ساتھ احکامِ الٰہی کی بھی پابندی کریں، تاکہ اُن کو "خلیفۃ فی الارض" کے صاحب جلیلہ منصب پر فائز کیا جائے۔ اُس کا صحیح طریقہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری من و عن بلا حیل و حجت کی جائے، اُس کے لئے بنی نوعِ انسان کو دوسرے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ بندگی کا بھی پابند فرمایا اور بنی نوعِ انسان کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، اور اِن انبیاء و رسل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عملی نمونہ بن کر بنی آدم کو تعلیم دی، اللہ تعالیٰ کی بندگی میں سب سے اہم "ذکر اللہ" کی تعلیم ہے جس کے بغیر بندگی ناممکن ہے، ذکر اللہ سے مراد "دام درم سخن" ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی ہے یعنی تمام حواسِ خمسہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی بھی "ذکر اللہ" میں شامل ہے۔ قرآنِ مجید میں متعدد بار ذکر اللہ کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ تاکید بھی فرمائی گئی ہے اور بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ حقوق العباد کے ساتھ ساتھ کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد کو جاری رکھا جائے۔ اِس کتاب مراۃ التصوف کے حصہ سوئم "کتاب الذکر" یعنی "مخزنِ ذکر" کو لکھنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت کو اپنی بساط کے مطابق اللہ تعالیٰ کی توفیق سے، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو (جو سب سے بڑے ہادی ہیں) اپنے پیرانِ عظام بالخصوص پیر و مرشد کی رہبری و رہنمائی سے پیش کرنا مقصود ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا وسیع و بلیغ ہے کہ تمام سمندروں دریاؤں اور نہروں کا پانی سیاہی بن جائے اور تمام درخت قلم بن جائیں تب بھی اُس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ مذکورکتاب الذکر یعنی "مخزنِ ذکر" میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی کرم نوازی اور اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات کی روشنی میں قرآنِ مجید فرقانِ حمید جو کہ مکمل کلام الٰہی ہے، میں مذکور حتی الوسع آیات مبارکہ بابت ذکر شامل کیا اور جہاں تک ممکن ہوسکا احادیث مبارکہ اور فرموداتِ مشائخ العظام رضی اللہ عنہم و صحابہ رضی اللہ عنہم کو شامل حال کرنے کی چھوٹی سی کوشش کی ہے، تاکہ ذکر اللہ کے متعلق قرآن مجید، احادیث مبارکہ و ملفوظات اکابرین سے

استفادہ زیادہ سے زیادہ حاصل کرنا آسان ہو اور اُمتِ مسلمہ بالخصوص اہلِ سلسلہ اس کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر اجرِ عظیم حاصل فرمائیں، یہ تصنیف اہل نسبت ،طریقت کے لئے ایک مشعل راہ اور زادِ راہ ہو گی۔گو کہ "کتاب الذکر" (مخزنِ ذکر) تحریر کے حساب سے طویل ہے لیکن پھر بھی تشنگی ہے،اللہ تعالیٰ اپنے پاک حبیب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے صدقے اور تمام مشائخ العظام رضی اللہ عنہم کے طفیل اِس تحریر میں جو غلطی یا کوتاہی ہوگئی ہو معاف فرمائے اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اِقدس کی تعریف وتوصیف خشوع وخضوع سے کر سکیں اور صاحبزادہ حضرت پیر سیدنا عزیز الرحمن قادری چشتی ابو العلائی جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کے لئے دعا گو ہیں جن کی اُمتِ مسلمہ بالخصوص اہلِ سلسلہ کی تعلیمات کی فکر عین شریعت وطریقت کے مطابق کرنے کی کوشش کے لئے ھدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا ہر دم حامی و ناصر رہے۔

آمین برحمتك يا الرحم الراحمين

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر کے بابت اِس تصنیف کی تکمیل پر ایک روز میں (میاں رشید احمد محبوبی جہانگیری شکوری) نے حضور والد گرامی القدر حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی جہانگیری شکوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے ساتھی اور پیر بھائی حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کو بغرض دریافتِ طبع فون کیا اور اِس دوران حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی نے تصنیفِ ذکر (کتاب الذکر) کے متعلق دریافت فرمایا تو میں نے تفصیلاً آیاتِ قرآنی، احادیث، ملفوظات کی تفصیل گوش گزار کی تو حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی بہت زیادہ خوش ہوئے اور پُر جوش لہجے میں فرمانے لگے کہ میاں آپ نے تو اِس تصنیف کو ذکر کا مخزن بنا دیا ہے تو میں نے عرض کی کہ یہ حضور قبلہ عالم سیدی مرشدی راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز، حضور قبلہ عالم سیدی مرشدی سلطان الاولیاء حضرت سیدنا پیر فضل احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز اور ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی جہانگیری شکوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے قدموں کا صدقہ اور آپ تمام حضرات جو کہ والدِ گرامی کے ساتھی ہیں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ یہ تمام گفتگو مابین حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی جب صاحبزادہ حضرت پیر میاں ضمیر احمد محبوبی جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کے گوش گزار ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ

العالی نے ذکر کی تصنیف کتاب الذکر کو ذکر کا مخزن فرما کر در حقیقت اِس کتاب کا نام مخزنِ ذکر رکھنے کا غیبی اشارہ فرمایا ہے اس لئے حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کے ادا کردہ لفظ ذکر کے مخزن کو کتاب الذکر کے عطا کردہ غیبی نام مخزنِ ذکر میں تبدیل کر دیا جائے۔ اِس لئے اِس کتاب کا نام کتاب الذکر سے والدِ گرامی حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی جہانگیری شکوری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے عزیز ترین ساتھی اور پیر بھائی حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کے فی البدیہہ ادائیگی نام کے مطابق مخزنِ ذکر رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ کریم حضرت سیدنا پیر محمد فرید جہانگیری شکوری مدظلہ العالی کی اور اِس کتاب کے محرک صاجزادہ حضور حضرت پیر سیدنا عزیز الرحمن مدظلہ العالی (سجادہ نشین دربار حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز) کو صحت اور ایمان کی دولت سے مالا مال رکھے۔

آمین برحمتك یاالرحم الراحمین

طالبِ دعا خاک پائے غلامانِ راہنمائے اولیاء

صاجزادہ پیر **میاں رشید احمد** محبوبی جہانگیری شکوری

خادم دربار محبوبی احمد نگر سمہ سٹہ

ہدیہ تبریک

یہ تصنیف مذکورہ "کتاب الذکر" (مخزنِ ذکر) مراۃ التصوف (حصہ سوئم)

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے نام جو مالکِ کل اور تمام بڑائیوں، برتری اور بزرگی کا مالک ہے۔

(۲) ہمارے آقا سید المرسلین حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام جو وجہ وجودِ کائنات اور شفیع المذنبین ہیں۔

(۳) تمام انبیاء حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نام۔

(۴) حضور سید العالمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہم، آباؤ اجداد رضی اللہ عنہم، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، صحابہ رضی اللہ عنہم، اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ و تمام امامین کریمین و شیخین رضی اللہ عنہم کے نام جو اُمت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

(۵) حضور سید العالمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے تمام اولیاء کرام رحمہم اللہ، گذشتہ (جو پردہ فرما گئے) سلسلہ عالیہ کے تمام بزرگوں، بالخصوص حضور سیدنا غوث الاعظم دستگیر پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، سلطان الہند حضرت سیدنا پیر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء رضی اللہ عنہ،

حضور سیدنا جہانگیر شاہ والدین اولیاء حضرت پیر سیدنا مخلص الرحمن رضی اللہ عنہ، قطب عالم حضرت پیر سیدنا مولانا عبدالحی رضی اللہ عنہ، حضور شمس العارفین نائب نبی امام وقت حضرت پیر سیدنا صاحب زادہ مخصوص الرحمن المعروف طٰہٰ میاں سرکار رضی اللہ عنہ، حضور اسد جہانگیری امام السالکین حضرت پیر سیدنا نبی رضا شاہ رضی اللہ عنہ، حضور تاج الاولیاء حضرت سیدنا شاہ پیر عبدالشکور رضی اللہ عنہ، حضور امام الاولیاء حضرت سیدنا پیر ہادی علی شاہ رضی اللہ عنہ، حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء مظہر نور خدا گنج معرفت حضور سیدنا حضرت پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ، حضور سلطان الاولیاء حضرت سیدنا پیر فضل احمد شاہ رضی اللہ عنہ، ہمارے آقا مولا پیر و مرشد، ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ، دورِ حاضر کے، مستقبل میں آنے والے تمام اولیاء اکرام رضی اللہ عنہ کے نام جو حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ نسبت کے فیضان کا مرکز ہیں۔

(۶) تمام اُمت مسلمہ اور بالخصوص اہلِ سلسلہ کے نام۔

(۷) اُن تمام قارئین کے نام جو پڑھ کر استفادہ حاصل کریں اور پیغام دوسروں تک بغرض اصلاح پہنچائیں۔

یہ مذکورہ زیرِ نظر تصنیف حسب لارشاد حضور قبلہ عالم حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کے سجادہ نشین حضرت سیدنا پیر عزیز الرحمن مدظلہ العالی کی تحریک اور حضرت سیدنا ڈاکٹر رحمت علی شاہ رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین حضرت سیدنا جمال الدین صدیقی جہانگیری مدظلہ العالی، حضرت پیر سیدنا مولانا شاہ عبدالشکور رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین حضرت سیدنا پیر محمد غفران شاہ و صاجزادہ حضرت پیر سیدنا عبدالحی (نائب سجادہ نشین) مدظلہ العالیان کی اجازت اور حضرت پیر سیدنا نبی رضا شاہ رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین حضرت پیر سیدنا صباحت علی شاہ مدظلہ العالی اور دربارِ جہانگیری کے سجادہ نشین قبلہ عالم حضرت پیر سیدنا

عارف الحی مدظلہ العالی (پیر کمال میاں شاہ صاحب) اور حضور امام الاولیاء حضرت پیر سیدنا ہادی علی شاہ رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین صاحبزادہ حضرت پیر سیدنا اشرف علی شاہ مدظلہ العالی اور صاحبزادگان حضرت پیر سیدنا مرتضیٰ علی شاہ و حضرت سیدنا پیر کامران علی شاہ مد ظلہُ العالیان اور حضور سیدنا حضرت پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت سیدنا پیر حبیب الرحمن مدظلہ العلی، حضور سلطان الاولیاء حضرت سیدنا پیر فضل احمد شاہ رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین حضرت سیدنا صاحبزادہ پیر عبدالخالق مدظلہُ العلی کی نظر عنایات اور حوصلہ افزائی سے (مخزنِ ذکر) "کتاب الذکر" کے نام سے پیش خدمت کرنے کی کوشش ممکن ہوسکی۔

اِس لئے ہم خاک پائے غلامانِ راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ و فرزندانِ ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی کرنے پر مذکور تمام خانوادائے اکرامین اور خلفاء دربار شریف راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ بالخصوص اپنے والدِ گرامی القدر کے ساتھی پیر بھائیوں اور رفقاء کو ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کا ہم پر سایہ قائم رکھے اور اور ہمیں اور ہماری اولاد کو ظاہری باطنی پاکیزگی عطا فرمائے اور سلسلہ عالیہ کی خادمین کی طرح خدمت اور زائرین کی دل جوئی عین اپنے اکابرین و مرشدین رضی اللہ عنہم کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کتاب کی تحریر میں اگر کوئی غلطی یا کوتاہی ہوگئی ہو اللہ تعالیٰ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقے اور پیر مرشد آقا مولا قدس اللہ سرہ العزیز معاف فرمائے۔

آمین برحمتك یا الرحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حضرت سیدنا اسد جہانگیری، سراج السالکین، سلطان العاشقین
سیدنا محمد نبی رضا شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز چشتی جہانگیری رضی اللہ عنہ

(منقول کتاب اعجاز جہانگیری حصہ سوم صفحہ ۲۷)

{راہِ سلوک}

اس طرح کہتے ہیں اربابِ یقیں ☆ آٹھ شرطیں ہیں سلوک راہ دیں
۱ پہلے ہے ان میں طہارت بادوام ☆ پاک رکھنا ظاہر و باطن تمام
پاک رکھنا دل کو ان اخلاق سے ☆ جو رزیلہ اور زمیمہ ہیں برے
دل میں جو بات آئے حق کے ماسوا ☆ اِس سے دل کو پاک رکھنا اور صفا
۲ دوسری ذکر دوام و باحضور ☆ دل میں پیدا ہوئے جس سے عشق و نور
کوئی دم غافل نہ جائے : کرے ☆ ذکر بھی غافل نہ ہووے فکر سے
ہووے ذکرِ جہر اور ذکر خفی ☆ با شرائط داخلی و خارجی
اُس طرح سے ذکر کا کرنا سدا ☆ جس طرح فرمائے اُس کا پیشوا

(3) تیسری نفیِ خواطر ہر گھڑی / سالکوں پر واجب و لازم ہوئی
خواہ نفسانی ہو شیطانی ہو وہ / یا کہ لمکانی ہو رحمانی ہو وہ
نفی کرنا سب کا لازم ہے ضرور / تا کہ دل سے لوٹ بیماری ہو دور
جب تلک یہ دل میں بیماری رہے / نورِ عشقِ حق سے دل عاری رہے
(4) چوتھی مرشد سے ہے رکھنا ربطِ دل / رکھے دل مرشد کے دل سے متصل
اپنے مرشد سے سدا اک دل رہے / تا کہ اس سے فیضِ حق نازل رہے
ربطِ دل سے ظرفِ دل معمور ہو / فیض آئے نور سے پر نور ہو
جس نے ربطِ دل کو مرشد سے رکھا / وہ ہی اس منزل میں بازی لے گیا
(5) خلوتِ دائم ہے شرطِ پانچویں / تا کمی آئے نہ نسبت میں کہیں
بند رکھنا سب حواسِ ظاہری / سالکوں کی پہلی ہی خلوت ہوئی
جو خرابی آئے باطن پر تمام / اس کا باعث ہوئیں محسوساتِ عام
بند ہو ویں جب کہ جسمانی حواس / باطنی کھل جائیں روحانی حواس
طالبِ حق کو یہ خلوت ہے ضرور / صحبتِ ناجنس سے تا دل ہو دور
زہرِ قاتل صحبتِ ناجنس ہے / مثلِ بجلی نورِ باطن پر پڑے
جیسے ہیں ناجنس مالوفاتِ عام / ایسے ہی ناجنس ہیں غافل تمام
ذکرِ حق سے ہووے پیدا دل میں نور / اور غفلت سے ہو ظلمت کا ظہور
جو کوئی غافل ہو حق کی یاد سے / ہے یہی بہتر الگ اس سے رہے
(6) اور چھٹی خاموش رہنا شرط ہے / بے ضرورت کے نہ منہ سے کچھ کہے
بے ضرورت کے سخن کب ہے روا / یوں کہ حضرت نے من صحت النجا
چونکہ باتوں سے اڑے باطن کا نور / اس لئے خاموش رہنا ہے ضرور
(7) ساتویں ہے شرط کم کھانا طعام / تا کہ ہو وہ نور باطن میں تمام

پیٹ بھر کر جو کوئی کھاوے غذا ۔۔۔ اس سے پیدا ہووے ظلمت دائمہ
ہاں نہ اتنا کم بھی کھانے کو کریں ۔۔۔ جسم میں کمزوریاں بڑھنے لگیں
حدِ اوسط کی رعایت ہے ضرور ۔۔۔ تا رہیں ثقل اور سودا دونوں دور
۸ آٹھویں ہے شرط ترکِ اعتراض ۔۔۔ اعتراضوں سے بہت ہو انقباض
جس کا ہووے کام تسلیم و رضا ۔۔۔ اعتراضوں سے اُسے پھر کام کیا
خواہ وہ بندے کا ہو یا حق کا کام ۔۔۔ اعتراض اس پر ہے ناواجب مدام
ہے حماقت اور گدھاپن سر بسر ۔۔۔ معترض ہونا خدا کے کام پر
عین حکمت اُس کے سارے کام ہیں ۔۔۔ اور سراسر خیر سب احکام ہیں
جو خلافِ طبع ہو کوئی ظہور ۔۔۔ ہے وہ تیری قابلیت کا قصور
اس لئے بہتر ہے تسلیم و رضا ۔۔۔ اس کے آگے بندۂ ناچیز کیا
فعلِ مرشد ناپسندیدہ ہو گر ۔۔۔ قصہ خضر رضی اللہ عنہ اور موسیٰ رضی اللہ عنہ یاد کر
تو سمجھ اپنی سمجھ کا ہے قصور ۔۔۔ اور رکھ شبہات و شک سے دل کو دور
پیر پر کرنا برا ہے اعتراض ۔۔۔ اس سے ہووے انفعال و انقباض
خاکِ راہِ پیر جو کوئی رہا ۔۔۔ آخرش وہ ہو گیا ہے پیشوا
جس کسی نے پایا ہے اس راہ سے ۔۔۔ پایا ہے وہ پیر کی درگاہ سے
اور کوئی ہو جو مرشد کے سوا ۔۔۔ تیری نظروں میں ہو کام اُس کا برا
خلق کے کاموں پہ مت رکھ تو نظر ۔۔۔ تجھ کو اس سے کیا تو اپنا کام کر
رستگی سب اعتراضات اپنے چھوڑ ۔۔۔ معترض ہے نفس کان اُس کے موڑ
مریضِ عشق پر رحمت خدا کی ۔۔۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقصدِ حیات

(1) {یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ}

ترجمہ: "اے لوگو، اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا" (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۱، پارہ ۱)

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

عبادت:

عبد کے معنی بندہ، عباد کے معنی بندگی کرنے والا اور معبود اُس ہستی کو کہتے ہیں جس کی بندگی کی جاتی ہے۔ بندہ اپنے آقا اور معبود کی اطاعت اور فرمانبرداری میں جو کچھ کرتا ہے وہ عبادت ہے۔ بالفاظِ دیگر انسان جس عقیدے کا اقرار اور تصدیق کرتا ہے اُس کا اظہار اپنے اعمال، اعضاء اور جوارح سے کرتا ہے۔ یہ اظہارِ اعمال "عبادت" کہلاتا ہے۔ عقائد کا تعلق زبان و دل سے ہے۔ زبان اقرار کرتی ہے تو دل تصدیق کرتا ہے، عقائد کے بعد عمل شروع ہوتا ہے اسی عمل کا نام "عبادت" ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں صرف اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرے۔ فرمانبرداری میں جو کچھ کرتا ہے وہ عبادت ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے۔

{وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝}

ترجمہ: "اور میں نے جن اور آدمی اسی ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔" (سورۃ الذاریات، آیت ۵٦، پارہ ۲۷)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے عبادت کے لئے۔ آدمی کو مسلمان بننا ہوگا، دین اسلام میں داخل ہو کر یقین لانا ہوگا، ایمان مفصل اور ایمان مجمل پر اس کا اقرار زبان سے اور دل سے تصدیق کرنی ہوگی، تب ایمان لانا کہلائے گا۔ اس کے بعد نسبت نصیب ہو جائے گی اور اطاعت و فرمانبرداری کرنی ہوگی محبت کے ساتھ، جتنی اطاعت و فرمانبرداری اور محبت ہوگی اتنا ہی ادب آئے گا، دین اسلام کے تمام احکامات کی پابندی ہی اطاعت کی پہلی منزل ہے اور عاجزی کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں، عبادت (بندگی) کے لئے اطاعت شرط ہے، اطاعت کے لئے محبت، محبت کے لئے ادب اور ادب کے لئے عاجزی ضروری ہے۔ جب کہ ابلیس عاجزی سے محروم تھا۔ یاد رہے کہ دین اسلام کے احکامات کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اگر، مگر، اور لیکن کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس منزل پر کامیاب ہوتے ہی ہدایت، صراطِ مستقیم نصیب ہوگی۔ جب ہدایت نصیب ہوگی تو ایمان نصیب ہوگا۔ ایمان ملتے ہی نسبت نصیب ہوگی اور نسبت صاحب نسبت پیر و مرشد کے دستِ بیعت ہونے سے ملتی ہے اور اس کے بعد اطاعت و فرمانبرداری محبت کے ساتھ کرنی ہوگی، جتنی محبت پیدا ہوگی اتنا ہی خوف پیدا ہوگا۔ خوف کی حالت میں پرہیزگاری کی راہ پر چلتے ہوئے خود احتسابی شروع ہو جائے گی اور یہیں سے عاجزی پیدا ہوگی اور تزکیہ نفس شروع ہو جائے گا۔

جب تزکیہ نفس ہوگا تو بندہ میں تقویٰ پیدا ہوگا۔ جتنا تقویٰ پیدا ہوگا اُتنی ہی باطنی طہارت نصیب ہوگی جس سے حکمت نصیب ہونا شروع ہو جائے گی۔ حکمت سے حضوری نصیب ہو گی جو روحانی قربت کا سبب بنے گی جس کے ذریعے معرفت نصیب ہوگی، معرفت کی برکت سے معراج نصیب ہوگی۔ معراج کی برکت سے وصل (ملاقات) ہوگا۔ اور یہیں پر وصل کے بعد نفس مطمئنہ کا مقام نصیب ہوگا۔ جو کہ ایمان کا اعلیٰ ترین مقام ہوگا، اسے ہم مقامِ محفوظ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء معصومین ہیں اور اولیاء اللہ محفوظ ہیں۔ انسان کو دنیا کی تمام نعمتوں سے جائز طریقے سے اِستفادہ کرنے کی اجازت ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے منعمِ حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اور اُس کے انعامات، اکرامات اور احسانات کا شکریہ ادا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے، معراجِ انسانیت کمالِ روحانیت کے بغیر ناممکن ہے۔ اور روحانیت کا ارتقاء عبادت کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ روحِ انسان کی غذا عبادت ہے۔ عبادت سے روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اسلام کی اہم ترین عبادت "نماز" ہے۔ نماز کے ذریعے انسان میں عاجزی و انکساری، طہارت و پاکیزگی، اخوت و مساوات اور پابندیِ وقت کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمان عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو کر اپنی روح کی تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ فرض عبادت کے بعد افضل ترین عبادت رات کی نماز یعنی نماز تہجد ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور شکر گزار بندوں کی عادت رہی ہے، جب رات کو تمام لوگ آرام کر رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے اُٹھ کر اپنے پروردگار کے سامنے سر بسجود ہو کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا طلب کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے مغفرت اور رحمت کی التجاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے بندوں سے بہت محبت ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قیام اللیل کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۳ {وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا}
ترجمہ: "اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور
سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہو کر۔" (سورۃ الفرقان، آیت ۶۴، پارہ ۱۹)

تفسیر:

۱۔ یہ کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے۔
۲۔ یہ کہ نماز میں سجدہ اور قیام بہت اعلیٰ رکن ہیں۔
۳۔ تہجد میں کچھ دیر عبادت کرنی تمام رات کی عبادت کا ثواب ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے۔

۴ {كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝}
ترجمہ: "یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے اور سحری
کے وقت (اپنی خطاؤں کی) بخشش طلب کرتے تھے۔"
(سورۃ الذاریات، آیت ۱۷، ۱۸، پارہ ۲۶)

تفسیر:

یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے تھے۔ بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اِس سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر صبح کو استغفار پڑھتے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ تمام رات سونا بھی اچھا نہیں اور تمام رات جاگنا بھی بہتر نہیں، اوّل رات سو جاؤ آخر رات تہجد کے لئے جاگو پھر کچھ اور دیر نیند کرو، یہی سنت ہے، بعض علماء کرام علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ اِس آیت میں انصار کی تعریف ہے جو عشاء کی نماز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھ کر اپنے گھر جاتے جو کہ مسجدِ قباء کے پاس مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے، پھر کچھ سو

کر تہجد پڑھتے۔ پھر فجر کی نماز مسجد نبوی ﷺ میں آ کر باجماعت پڑھتے۔ ان کا آنا جانا بھی عبادت تھا۔ یہ آیت مدنی ہے۔ ایک جگہ اور ارشاد ہے کہ:

۵۔ {اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا}

ترجمہ: "بے شک رات کا اُٹھنا وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے اور خوب سیدھی بات ہے۔" (سورۃ المزمل، آیت ۶، پارہ ۲۹)

تفسیر:

یعنی رات کو نماز کے لئے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے گراں ہے۔ معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز سو کر پڑھنی چاہیے، تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے، جیسا خشوع و خضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا۔

عبادت کی شرائط:

عبادت کی شرط یہ ہے کہ بندگی کرنے والا معبود کو "اِلٰہ" اور اپنے کو اُس کا بندہ سمجھے، یہ سمجھ کر جو بھی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرے گا عبادت ہوگی۔ اگر اُسے "اِلٰہ" نہ سمجھتا لیکن نبی، ولی، باپ، اُستاد، پیر و مرشد کی تعظیم کا کیا جانا اطاعت ہوگا۔ عبادت اللہ تعالیٰ کی ہی ہو سکتی ہے اور اطاعت و تعظیم میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ، والدین، اور پیر و مرشد کا بھی ذکر ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۶۔ {وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا}

ترجمہ: "آپ ﷺ کے رب نے حکم فرما دیا کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

(سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۳، پارہ ۱۵)

تفسیر:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت مخلوق کی اطاعت پر مقدم ہے، خیال رہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی داخل ہے۔

۲۔ تمام رشتہ داروں میں والدین کی فرماں برداری مقدم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے ساتھ بیان فرمایا۔

۳۔ یہ کہ ماں باپ کافر بھی ہوں تب بھی اُن کے حقوق ادا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے والدین کو بغیر قید کے ارشاد فرمایا۔

۴۔ والدین کی جسمانی، مالی ہر طرح خدمت کرے، کیونکہ احسان بغیر کسی قید کے ذکر ہوا۔

۵۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پیر و مرشد اور والدین کی بھی ہوگی۔

عبادت میں صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوگا لیکن اطاعت اور تعظیم میں سب کا ذکر ہوگا۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۷۔ {اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ}

ترجمہ: "حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُن کا جو تم میں اولی الامر ہیں۔" (سورۃ النساء، آیت ۵۹، پارہ ۵)

تفسیر:

خواہ دینی حکومت والے ہوں، جیسے عالم، مرشدِ کامل، فقیہہ، مجتہد یا دنیاوی حکومت والے، جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی

احکام پر بھی واجب ہوگی مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ "نص" کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔

۸۔ {مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ}

ترجمہ: "جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"(سورۃ النساء، آیت ۸۰، پارہ ۵)

شانِ نزول:

ایک بار سرکار سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اِس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور سیدنا نبی ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کو رب مان لیں، اُن کی تردید اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تائید کے لئے یہ آیت مبارکہ اُتری۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت قول وفعل اور خصوصیات ہر حال میں لازم ہے، اور ہر طرح آپ ﷺ کا فرمان واجب العمل ہے۔ جیسا کہ اکیلے حضرت سیدنا خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی گواہی دو کے بنادی، حضرت سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ کو سونے کے کنگن پہنا دیئے۔

عبادت کی قسمیں:

عبادت کی کئی اقسام ہیں، جانی، مالی، بدنی، وقتی وغیرہ۔ مگر اس کی دو قسمیں اہم ہیں۔

۱۔ وہ جس کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ سے ہو۔ کسی بندے سے نہ ہو، جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد اور اللہ تعالیٰ کا ذکر شامل ہیں۔ بندہ اِن کاموں کو صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرتا ہے، بندے کی رضا کا اس

میں داخل نہیں۔

۲۔ وہ عبادت جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ساتھ اُس کے بندوں سے بھی ہو۔ یعنی جن بندوں کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ایک شکل ہے۔ جیسے والدین کی فرمانبرداری، پیر و مرشد، اُستاد کی خوشنودی، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر درود شریف، اہلِ قرابت کے حقوق کی ادائیگی، غرضیکہ کوئی جائز کام ہو اگر اِس میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کر لی جائے تو یہ بھی عبادت بن جاتے ہیں اور اِن پر ثواب ملتا ہے۔ حتیٰ کہ جو اپنے بیوی بچوں کو کما کر اِس لئے کھلائے کہ یہ سنتِ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ہے تو اللہ تعالیٰ اِس سے راضی ہوتے ہیں، تو کمانا بھی عبادت بن جاتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا دیا اِس لئے کھائے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

{وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا}

ترجمہ: "اور کھاؤ اور پیو۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۷، پارہ ۲)

اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے ادائے فرض کا ذریعہ ہے تو کھانا بھی عبادت ہے، اِسی لئے مجاہد فی سبیل اللہ کا کھانا بھی عبادت ہے، مجاہد فی سبیل اللہ غازی کا کھانا پینا، سونا جاگنا عبادت ہے بلکہ اُن کے گھوڑوں کی رفتار بھی عبادت ہے، غرضیکہ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے کئے جائیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۹۔ {وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝}

ترجمہ: "قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو دوڑتے ہیں سینے کی

آواز نکالتے ہیں۔ پھر سُم مار کر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں۔
پھر صبح ہوتے ہی کفار کو تخت و تاراج کرتے ہیں۔"

(سورۃ العادیات، آیت ۱، ۲، ۳، پارہ ۳۰)

لہٰذا ماں باپ اور اپنے پیر و مرشد کو راضی کرنا اور اُن کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ حضور سید نا نبی کریم ﷺ پر جان و مال قربان کرنا آپ ﷺ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بلکہ اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ نماز روزہ حج اور زکوۃ کے لئے باقاعدہ اہتمام شرط ہے لیکن ایک عبادت ایسی ہے جس کے لئے اہتمام شرط نہیں جو بندہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کر سکتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جس سے دنیاداری کے امور کی ادائیگی میں بھی رکاوٹ نہیں ہوتی کیونکہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا سختی سے حکم ہے۔ اِس لئے ذکر کی ادائیگی کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۱۰۔ {فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ}

ترجمہ: "پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔"

(سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵)

تفسیر:

نماز کے علاوہ ہر طرح ذکر اللہ کرتے رہو۔ یعنی اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد میں غازی کی شان یہ ہے، ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو۔ دوسرے یہ کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ کیونکہ ذکر کی اہمیت کے متعلق ارشادِ ربانی ہے کہ:

۱۱۔ {لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ}

ترجمہ: "اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔"

(سورۃ العنکبوت، آیت ۴۵، پارہ ۲۱)

تفسیر:

ذکر اللہ سے مراد یا تو نماز ہے یعنی تمام عبادات میں نماز افضل ہے یا عام ذکر اللہ کیونکہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الٰہی کا بدلہ ذکر ہے جیسے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲ میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں، یعنی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ تمام مخلوق میں افضل ہیں یعنی مقامِ فضیلت پر فائز ہیں اور آپ ﷺ کے حضور درود وسلام ذکر کے زمرے میں آتا ہے۔

حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ اس آیت مبارکہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد فرمانا تمہارے ذکر سے بہت بڑی چیز ہے۔

۲۔ یہ کہ ذکر اللہ ہر عبادت سے زیادہ برتر اور اعلیٰ ہے۔

ذکر:

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسم ہے، اس کے معنی ہیں: تذکرہ، چرچا، بیان، زبان اور دل سے اللہ کی یاد۔ قرآنِ پاک کی تلاوت۔ "سبحان اللہ، الحمد للہ، لا اِلٰہ اِلَّا اللہ، یا اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔ دعا، نماز، تعریف، شہرت۔ اس کی جمع اذکار و جملہ وظائف بھی ہیں۔

ذکر کے لغوی معنیٰ "یاد کرنا" ہے۔ اصطلاح میں ذکر کو وسیع معنی میں یوں سمجھیں کہ یادِ الٰہی میں مصروف ہونا یعنی زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اُس کی تعریف کرنا اور پاکی بیان کرنا ذکر کہلاتا ہے۔

صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرلینا اور دل کو باتوں کی طرف مشغول رکھنے سے ذکر کا حق ادا نہیں ہوتا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۱۲۔ {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا}

ترجمہ: "اور اپنے رب کی بہت یاد کر۔"

(سورۃ آلِ عمران، آیت ۴۱، پارہ ۳)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا۔

۱۳۔ {وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا}

ترجمہ: "اور باکثرت اللہ کی یاد کرو۔"

(سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷، پارہ ۱۹)

☆ حدیثِ مبارکہ میں ہے۔ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کا بیشتر حصہ عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوق وشوق سے نماز پڑھتے تھے، اور فرماتی ہیں، کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تو ساری رات نماز میں کھڑے رہتے تھے اور قرآن پاک کی سب سے بڑی سورۃ البقرہ، سورۃ آلِ عمران، سورۃ النساء، تلاوت فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پر ورم آجاتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:۔

۱۴۔ {وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝}

ترجمہ: "اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔"

(سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۴، پارہ ۱۶)

تفسیر:

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز صرف اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے ہونی چاہیے، نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ تیسرا یہ کہ نمازی بندہ کو اللہ تعالیٰ بھی یاد فرماتے ہیں، کیونکہ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں، کہ نماز قائم کرتا کہ میں (اللہ تعالیٰ) تیری یاد کروں۔

تشریح:

یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے دل و زبان دونوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہیں۔ اِس کا سب سے بہترین انداز نماز، تلاوتِ قرآنِ مجید، اور تسبیح (ذکر) ہے، جس کا دن میں پانچ وقت ادا کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ ہم جب نماز کی شکل میں ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوتے ہیں، تو اِس طرح ہمیں سکون حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ ہم بارگاہِ اللہ رب العزت میں رو برو کھڑے ہیں، اِس کے لئے نماز میں خشوع و خضوع کے ساتھ ساتھ اخلاص لازمی ہے، جیسا کہ حکم ہے کہ تم نماز اِس طرح پڑھو کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں یا کم از کم اتنا تو پختہ یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے دربارِ اقدس میں کھڑے ہیں ہماری آنکھیں اِس قابل نہیں کہ اُس شانِ کبریائی کی زیارت کرسکیں لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

☆۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ کہ ایک رات مجھ کو آنحضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "سورۃ البقرہ" شروع کی، میں سمجھا کہ سو آیتیں پڑھیں گے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید پڑھتے گئے تو خیال کیا کہ سورت تلاوت فرمائیں گے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ البقرہ ختم

کرکے "سورۃ النساء" کی تلاوت شروع کردی۔ اس کے بعد "سورۃ آلِ عمران" شروع کی، یہ تینوں سورتیں مل کر سوا پانچ پاروں کی ہیں۔ آپ ﷺ بہت اطمینان وسکون اور ٹھہر ٹھہر کر قرأت کر رہے تھے۔ اس کے بعد رکوع کیا اور بہت طویل کیا۔ پھر اتنی ہی دیر کھڑے ہوئے، پھر سجدہ کیا اور سجدہ میں بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ آپ ﷺ سخت سے سخت موقعوں پر بھی کبھی لمحہ بھر کے لئے بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوئے۔ تمام بڑے بڑے معرکوں یعنی غزوہ بدر، اُحد، خندق، خیبر، تبوک میں بھی آپ ﷺ کی یہ کیفیت ہوتی کہ اطمینانِ قلب کے ساتھ دعا اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

۱۵۔ {يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿﴾}

ترجمہ: "اے ایمان والو، جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہوتو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کی بہت یاد کرو کہ تم مراد کو پہنچو۔"

(سورۃ الانفال، آیت ۴۵، پارہ ۱۰)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ جنگ کی دعا نہ کرو اور جب آپڑے تو بھاگو نہیں اور دشمن کو حقیر نہ جانو پوری تیاری کرو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ زیادہ کرنا چاہیے، ہاتھ میں تلوار ہو منہ میں قرآن (تلاوت، تسبیح، ذکر اللہ) ہو۔ غزوات کے مواقع پر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے جانثاروں کی فتح اور ثابت قدمی کی استدعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش فرماتے اور بعد از جنگ صحابہ رضی اللہ عنہم کو عملی جہاد کی تلقین کا درس فرماتے۔ اسی طرح اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی فرمانبرداری اشد ضروری

ہے اور آپس میں اتفاق لازمی ہے۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مومن کی فتح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ ثابت قدمی، اللہ تعالیٰ کی یاد کی کثرت اور دل کا اخلاص لازم ہے۔ ملک گیری کی نیت سے جہاد نہ ہو، بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رضا کے لئے ہو۔ جہاد میں نماز تو کیا جماعت نماز بھی حتی الامکان نہ چھوڑے۔ ایسے موقع کے لئے نماز خوف کی قرآن پاک نے تعلیم دی۔ یعنی کہ حالت جنگ میں بھی ہاتھ میں تلوار اور زبان اور دل میں ذکر اللہ ہو۔ جب یہ دونوں فرائض ایک وقت میں کیے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا جس سے معرفت الٰہی بھی نصیب ہو جائے گی اور یہ ہی مومن مسلمان کی منزل اور مراد ہے۔

مقام ذکر:

منقول کشف المحجوب "حضرت سیدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ" عنوان: مقام و تمکین:

طالب کا صدق اور ریاضت و مجاہدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنے پر قائم رہنے کا نام مقام ہے۔ ہر ارادہ حق والے کا ایک مقام ہوتا ہے جو بوقت طلب بارگاہ حق سے ابتداء میں اس کے موجب بنتا ہے۔

جب بھی طالب کسی مقام کو عبور کرے گا اور پچھلے مقام کو چھوڑے گا، تو وہ لازمی کسی ایک مقام پر قائم ہوگا۔ جو اس کے حال پر گزرنے کا مقام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۱۶۔ {وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ}

ترجمہ: "ہم میں سے کوئی نہیں مگر ہر ایک کا مقام معین ہے۔" (سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۶۴، پارہ ۲۳)

تفسیر:

یعنی جن فرشتوں کو تم اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہو، اُن کا اقرار یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب کے مقامات علیحدہ ہیں جہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے، کہ ہر فرشتے کا مقام اور عبادت جدا جدا ہے۔ کوئی ہمیشہ رکوع میں ہے، کوئی ہمیشہ سجدہ میں، کوئی قعدہ میں یعنی یہ کہ ہر فرشتے کا مقام علیحدہ ہے، ملائکہ مقربین کا مقام اور ہے، مدبراتِ امر کا مقام الگ ہے۔ اسی طرح انبیاء عظام علیہم السلام کا مقام بھی جدا جدا ہے جیسا کہ:۔

☆ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا مقام "توبہ" تھا۔

☆ حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا مقام "انابت" تھا۔

☆ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کا مقام "حزن و ملال" تھا۔

☆ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا مقام "اُمید و رجا" تھا۔

☆ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا مقام "خوف و خشیت" تھا۔

☆ ہمارے آقا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا مقام "ذکر" ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۱۷۔ ﴿وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

ترجمہ: "اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے۔"

(سورۃ القلم، آیت ۵۲، پارہ ۲۹)

تفسیر:

یعنی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۸۔ {اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا}

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عزت اُتاری وہ رسول۔" (سورۃ الطلاق، آیت ۱۰،۱۱ پارہ ۲۸)

اور فرماتے ہیں۔

۱۹۔ {اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝}

ترجمہ: "سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔"

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

تفسیر:

یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے، اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہٰذا چین حاصل ہوتا ہے یا اِس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے، اور پردیسی کو دیس کے ذکر سے چین ہوتا ہے بہر حال اللہ تعالیٰ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے جیسے دوا سے مرض پانی سے پیاس، روٹی سے بھوک، سورج سے رات چلی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور سید نا نبی کریم کے چرچے سے مومن کے رنج وغم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتے ہیں۔ حضور سید نا نبی کریم ﷺ سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے اگر چہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں ڈر پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے، کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ ہمارے آقا حضور سید نا نبی کریم ﷺ سے بے چین، دل چین پاتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا، کہ ہمارے آقا حضور سید نا نبی کریم ﷺ ہمیشہ ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں۔

ذکر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہیں اور مقام اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اور ذریعہ صاحبِ نسبت کامل پیرو مرشد کی ذاتِ اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے فریاد کرکے پیرو مرشد کی تعلیمات، صحبت و محبت سے مقامِ ذکر حاصل کیا جائے گا۔

ذکر کی تمہید و تعریف:

(منقول سیرت فخر العارفین حضرت سیدنا عبدالحی رضی اللہ عنہ، حصہ اول، باب ذکر)

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں ذکر کے معنی ہیں تمام عالم سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور ایک طرف دھیان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۲۰۔ {وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝}

ترجمہ: "اور اپنے پروردگار کا نام یاد کرو، اور سب سے ٹوٹ کر اُسی کے ہو رہو۔ (سورۃ المزمل، آیت ۸، پارہ ۲۹)

تفسیر:

یعنی نماز کے علاوہ بھی ہماری زندگی کا رنگ یہ ہو کہ دست بکار دل بیار۔ ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ ہو۔ لہٰذا اِس آیت سے ترکِ دنیا ثابت نہیں ہوتی۔ یہ اسلام میں منع ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

۲۱۔ {لَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ}

ترجمہ: "اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔"

(سورۃ العنکبوت، آیت ۴۵، پارہ ۲۱)

تشریح:

یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہونے سے مراد یہ کہ کائنات کی ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی کبریائی اور پروردگاری کا اظہار ہونا مقصود ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:۔

۲۲۔ {اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ}

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔"

(سورۃ النور، آیت ۳۵، پارہ ۱۸)

تفسیر:

یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا اُن کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے، یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منور فرمانے والا ہے، یا نبی کریم ﷺ کے نور سے اِن میں روشنی بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے مراد حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہیں، ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

{لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ}

ترجمہ: "اُس جیسا کوئی نہیں۔"

(سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۱، پارہ ۲۵)

اِس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور ہیں یا یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا جمال نور ہے، اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اس کی چمنی۔ اگر لیمپ پر سبز چمنی ہو تو گھر کے ہر گوشہ میں جہاں لیمپ کا نور پہنچے گا وہاں چمنی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح جہاں میں نور اللہ تعالیٰ کا ہے اور رنگ رسول اللہ ﷺ کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی

واضح ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کا نور ہے وہاں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا رنگ ہے۔

اس لئے کائنات کا ہر ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کرتا ہے۔ جن میں چرند، پرند، تمام حشرات الارض، جمادات، نباتات، حیوانات بھی شامل ہیں۔ فلکیات کا اپنے مقررہ وقت میں اُبھرنا اور غروب ہونا اِس چیز کی غمازی کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ اُس ذاتِ اعلیٰ و ارفع کے حکم کی پابندی کر رہے ہیں یہ بھی حالتِ ذکر کی عملی شکل ہے۔ حضرت اسد اللہُ الغالب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جو کہ ایک اعلیٰ و ارفع ذاتِ اقدس ہیں، جن کی تعریف و توصیف کا حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت و جاں نثاری سے اظہار ہو رہا ہے جن کی وجہ سے نماز کی ادائیگی کے لئے سورج کو واپس پلٹا دیا گیا اور جنگِ خیبر میں حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس نے خیبر کا قلعہ فتح کرنے کے لئے اُن کی شجاعت کا اور "بوقتِ فتحِ مکہ" بت گرانے کی غرض سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے اپنے مقدس کاندھوں پر سوار کر کے مقامِ عرش کو دکھا دیا۔

حضرت اسد اللہُ الغالب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمانِ ذیشان ہے کہ "میں نے اپنے ارادوں کی نفی میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو پہچانا"۔

اُن کا حال یہ ہے کہ اُن کے جسم پر تیر و ترکش اور خود و زرہ، پیوست ہونے پر جو کہ زور لگانے پر بھی جسم سے باہر نہیں آرہے تھے فرمایا: کہ جب میں حالتِ نماز میں ہوں اُس وقت میرے جسم سے نکال لیں چونکہ نماز بھی اللہ کا ذکر ہے۔ اُس ذکر میں حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے استغراق کا عالم ہم اُمتِ مسلمہ کے لئے یہ تعلیم ہے کہ سب کو نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہیے کیونکہ جب اُس ذاتِ کبریائی کا ذکر ہو رہا ہو تو پھر سوائے اُس کی ذات کے کوئی اور خیال مدِ نظر نہ ہو، کیونکہ یہ

اصول ہے کہ اگر کسی بڑے سے گفتگو ہو رہی ہو تو کسی دوسرے کی بات سننا یا کسی سے بات کرنا بے ادبی کے زمرے میں آتا ہے۔ کیونکہ جیسی اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ و ارفع ہے اسی طرح اُس ذاتِ کبریائی کا ذکر بھی اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس لئے جتنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ادائیگی میں خشوع و خضوع ہوگا اُتنی ہی اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں شامل حال ہوں گی۔ اطمینان قلب نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور معرفت الٰہی نصیب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس لئے بھی بڑی چیز کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تمام مشکلات حل ہو کر تمام مصیبتیں دور ہونے کے ساتھ ساتھ تمام امیدیں بر آتی ہیں۔ اس لئے ہمیں ذکر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت میں ڈوب کر اپنے پیر و مرشد کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کرنا چاہیے۔ حدیث قدسی ہے۔

☆ {اے ابن آدم" ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے۔ ہوگا تو وہی جو میری چاہت ہے۔ پس اگر تو سپرد کر دے اپنے کو اس کے جو میری چاہت ہے، تو وہ بھی میں تجھے دے دوں گا جو تیری چاہت ہے۔ اگر تو نے مخالفت کی اُس کی جو میری چاہت ہے تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اُس میں جو تیری چاہت ہے۔ پھر وہی ہوگا جو میری چاہت ہے}۔

(بحوالہ" فلاح دارین" مصنف حضرت علامہ سید تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں کہ دین میں ان عوامل سے گزر کر بندہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکتا ہے۔

(۱) علم معرفت کا حصول ہے۔

(۲) علم و معرفت سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

(۳) پھر یہ خوف توبہ، صبر، اور پرہیزگاری کا سبب بن جاتا ہے۔

(۴) اور اس زہد اور توبہ سے صدق و اخلاص پیدا ہوتا ہے۔
(۵) اس سے ذکر و فکر کی مستقل کیفیت پیدا ہوتی ہے۔
(۶) اور اس طرح بندہ کو رضا و محبت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

پس یہ خوف خدا ایسی نعمت ہے جس کے حاصل ہونے سے نہ صرف مومن کے اعمال سنورنے لگتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بھی معاف فرما کر فلاح دارین کا مستحق بنا دیتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۲۳۔ {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝}

ترجمہ: "اے ایمان والو: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو۔ تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے اُس نے بڑی کامیابی پائی۔"

(سورۃ الاحزاب۔ آیت ۷۰، ۷۱، پارہ ۲۲)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا، جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان کو سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔ زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے، اسی لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں، اور بولنے کے لئے ایک زبان وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور ۳۲ دانتوں کے پہرے میں مقید۔ تاکہ پتا لگے کہ زبان کو

بے قید نہ رکھا جائے تم کو اور زیادہ نیکیوں کی توفیق عطا ہو گی. فرائض کی پابندی سے سنتوں کی توفیق ملتی ہے. سنتوں کی پابندی سے مستحبات ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے، لہٰذا یہاں شرط و جزا دونوں ایک نہیں. اِس سے معلوم ہوا حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے. جو اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت میں گزرے۔

اِس سے یہ ثابت ہوا کہ بندہ کو خرافات میں پڑنے کی بجائے ہمہ وقت صرف ذکرِ الٰہی اور اطاعتِ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ میں اپنے صاحبِ نسبت پیر و مرشد کی محبت سے صحبت اختیار کرتے ہوئے گزارنا چاہیے۔ حضرت سلطان العارفین سیدنا سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ا۔ جو دم غافل ۔ وہ دم کافر

۲۔ ہتھ، کار، ول۔ دل، یار، ول

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۲۴۔ {رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ}

ترجمہ: "وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فرخت اللہ کے ذکر سے۔" (سورۃ نور، آیت ۳۷، پارہ ۱۸)

تشریح:

اس آیت میں اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہیں دنیا کا کوئی سودا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتا اور اُن کے لئے اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔ تعلیماتِ صوفیاء کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی پہچان کے لئے تخلیق فرمایا: پہچان کے لئے اللہ تعالیٰ کا تعارف ضروری تھا. اِس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور

بالخصوص حضور سید نا نبی کریم ﷺ کو ہمارے درمیان مبعوث فرما کر نعمت کبریٰ عطا فرما کر احسانِ عظیم فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت عطا ہوئی تو نعمت کے ملنے پر شکر بجالانا فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے جو احسان عظیم فرمایا تو اس احسان کا شکرانہ ادا کرنا بھی فرض ہو گیا۔ نعمت اور احسان کا شکرانہ ادا کرنے کا سب سے بہترین طریقہ اپنے پیر و مرشد کی پیروی میں محبت کے ساتھ حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی محبت سے اطاعت کرتے ہوئے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرے۔

۱۔ حضور سید نا نبی کریم ﷺ نے انسان کو خود اس کی شناخت کروائی اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کروائی، پہچان کی منزل سے گزر کر اللہ تعالیٰ سے محبت وقرب کے لئے قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے محبت کا درس دینے کے ساتھ ساتھ طریقہ بھی سکھایا۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۲۵ {يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ}

ترجمہ: "جو (رسول ﷺ) اِن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔" (سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴، پارہ ۴)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے ساتھ محبت کا حکم فرمایا۔ کیونکہ حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان، قُرب اور محبت کے لئے ذکر سب سے لازمی اور اہم جز ہے۔ کامل پیر و مرشد، اللہ تعالیٰ کی پہچان، قُرب ومحبت اور حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی اطاعت ومحبت کے لئے نشانِ راہ، زادِ راہ اور مشعل راہ ہیں۔ جو ذکر

کرنے والے ہیں اور اپنے پیر و مرشد کی راہنمائی میں اہلِ ذکر کی منزل پا لیتے ہیں۔ ان کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۲۶۔ {فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۙ}

ترجمہ: "تو اے لوگو، اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔"

(سورۃ النحل، آیت ۴۳، پارہ ۱۴)

اہلِ ذکر وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ذکر، وظائف کی صورت میں کرتے اور حضور سیدنا نبی محترم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذکر کی محافل سجاتے ہیں۔

۳۔ کامل پیر و مرشد اپنے متعلقین و وابستگان کو قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے نام کے وظائف کے ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہمہ وقت درود و سلام کے تحائف بھیجنے کا درس فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان کے لئے اللہ تعالیٰ کو اُس کے بابرکت ناموں سے یاد کرنا، یہاں تک کہ قُرب کی منزل آجائے۔ اس سے قبل حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت و محبت کے ساتھ درود و سلام بھیجنے کے سبب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قُرب حاصل ہوتا ہے۔ اس سے بھی پیشتر کامل پیر و مرشد کی صحبت میں محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت و محبت کی حقیقی بجا آوری کا درس ملتا ہے اور اپنے پیر و مرشد کا قُرب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے "ذکر" حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہیں اور مقام اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اور ذریعہ صاحبِ نسبت کامل پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے فریاد کر کے پیر و مرشد کی تعلیمات، صحبت و محبت سے مقامِ ذکر

حاصل کیا جائے گا۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے،اس کا نزول حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر بتدریج ۲۳ برس میں حالات واقعات کی نوعیت کے مطابق ہوا۔لیکن شبِ قدر میں مکمل قرآنِ مجید لوحِ محفوظ سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل ہوا۔

حدیث مبارکہ ہے:حضرت سیدہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بابت دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔قرآنِ مجید میں جو کچھ ہے،وہ سب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اخلاق ہیں۔

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اقوال = حدیث،اعمال = سنت، احوال = تصوف وطریقت ہیں۔اخلاق اندرونی احوال ہیں یعنی طریقت وتصوف۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے احوال نورِ نسبت کے ذریعے اہلِ نسبت کو منتقل ہوتے ہیں۔جیسا کہ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی عملی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہیں اور آپ ﷺ کے بعد اہلِ بیت رضی اللہ عنہم،پنج تن پاک رضی اللہ عنہم،صحابہ رضی اللہ عنہم،تابعین رضی اللہ عنہم،تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ جو کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے حقیقی جانشین ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ اقدس کے اظہار اور پہچان کے لئے آدم کو تخلیق فرمایا اور بنی آدم کی اس کام میں راہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور پہلے نبی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہیں۔

☆ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا،تذکرہ اور چرچا فرمایا۔

☆ اہلِ بیت علیہم السلام، پنج تن پاک رضی اللہ عنہم، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت محبت کے ساتھ فرما کر قرآن و حدیث کی تعلیمات۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے وظائف اور درود و سلام کے تحائف بھیج کر ذکر کے عملی مفہوم کو واضح فرمایا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

جس کے متعلق قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۲۷۔ {رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط}

ترجمہ: "اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔"

(سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۹، پارہ ۷)

حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے

☆ اولیاء کاملین رضی اللہ عنہم اپنے شیوخ کی بیعت کے بعد محبت کے ساتھ اپنے پیر و مرشد کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر محبت کے ساتھ کر کے حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت سے اطاعت، درود و سلام کے نذرانے پیش کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث پر عمل کر کے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، پنج تن پاک رضی اللہ عنہم، صحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور اپنے اسلاف کی پیروی فرما کر ذکر کی عملی شکل میں ہمارے درمیان موجود ہیں اور ذکر کی تعلیمات مختلف طریقوں سے اپنے متعلقین اور وابستگان کو دیتے ہیں۔

ذکر کا طریقہ:

☆ حضرت سیدنا خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ سے ملانے کا آسان اور افضل ترین راستہ بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں۔ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کس طرح ذکر کروں۔ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے علی رضی اللہ عنہ" اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے بیٹھو اور مجھ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" دہرایا اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے سنا اور پھر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" دہرایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا۔ یہ طریقہ ذکر حضرت سیدنا مولا علی مشکل کشاء علیہ اسلام سے حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام، حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام اور حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ذریعے بغرض تعلیم دیئے جانے کے ہم تک پہنچا۔

{ایں راہِ طلب منزلِ آرام نہ دارد} (زرقانی شریف وقول الجمیل)

قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔

۲۸۔ {فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝}

ترجمہ: "تو اے لوگو اہلِ ذکر سے پوچھو، اگر تمہیں علم نہ ہو۔"

(سورۃ الانبیاء، آیت ۷، پارہ ۱۷)

تفسیر:

اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو، وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل

کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۲۹۔ {فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا۟ تَعْلَمُونَ ۝}

ترجمہ: "پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا، جو تم نہ جانتے تھے۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۹، پارہ ۲)

ذکر کی اقسام:

(منقول سیرت فخر العارفین حضرت سیدنا عبدالحی رضی اللہ عنہ، حصہ اول، باب سلسلہ عالیہ کے اذکار و اشکال، صفحہ نمبر ۸۱، ۸۲)۔

ویسے تو اذان، نماز، قرآن مجید کی تلاوت اور دعا، نعت خوانی، درود و سلام سب ذکر کے زمرہ میں آتے ہیں لیکن اِن سب کے علاوہ افضل ترین ذکر "لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" ہے۔ اِس ذکر کو ذکر نفی اثبات کہتے ہیں۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بزرگ ترین ذکر "لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" ہے اور بزرگ ترین (افضل ترین) دعا "الحمدُ لله" ہے۔ (حدیث ترمذی ابن ماجہ، منقول مشکوٰۃ شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۴)

ذکر کے طریقے:

ذکر نفی اثبات کرنے کے دو طریقے ہیں۔ جن میں ایک طریقہ ذکرِ جلی کہلاتا ہے اور دوسرا طریقہ ذکر خفی کہلاتا ہے۔

☆ ذکرِ جلی:

ذکرِ جلی کی ایک قسم ہے جسے {ذکر قادریہ جلی} کہتے ہیں۔

ا۔ ذکر قادریہ جلی (نفی اثبات):

مرید اپنے پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں چار زانو بیٹھے۔ اگر مرید اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر نہیں ہے تو پھر اپنے شیخ (پیر و مرشد) کا تصور کرے اور بلند آواز سے کہے۔

{حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللہُ. مَا فِیْ قَلْبِیْ غَیْرُ اللہُ، نُوْرِ مُحَمَّدًا صَلَّی اللہُ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ}

اگر مجلس میں مرید زیادہ ہوں تو مرید حلقہ بنا کر بیٹھیں، اور تمام حاضرین موزوں اور بلند آواز سے مل کر یہ ذکر کریں۔

ذکرِ خفی (نفی اثبات):

ذکرِ خفی کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ذکرِ ضرب خفی

۲۔ ذکر حبس دم خفی

۳۔ ذکر پاس انفاس خفی

ا۔ ذکر ضرب خفی:

اِس ذکر کو ذکرِ چہار ضربی بھی کہتے ہیں۔ یہ ذکر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ذاکر چار زانو قبلہ رخ ہو کر حضوری شیخ میں بیٹھے۔ اگر مجلس شیخ (پیر و مرشد) میں حاضر نہیں

ہے تو شیخ کا تصور کرے اور بائیں گھٹنے کے نیچے رگ جس کو "کیماس" کہتے ہیں۔ اس کو اپنے داہنے پاؤں کی دو بڑی انگلیوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے اور کمر کو سیدھی رکھے اِس کے بعد دونوں ہاتھوں کو دونوں زانو پر رکھ کر اور سر کو بائیں طرف جھکا کر بائیں گھٹنے کے قریب لے جائے اور وہاں سے لفظ "لَا" شروع کرے۔ پھر سر کو داہنے گھٹنے پر لے آئے اور وہاں "اِلٰہَ" شروع کرے اور داہنے شانے پر ختم کر کے سر تھوڑا سا پشت کی جانب خم کر دے اور تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی نفی کی۔ اور وہاں سے لفظ "اِلَّا اللہ" کہہ کر قلب پر زور سے ضرب لگائے۔ اور تصور کرے کہ ہستی حق کا اثبات کیا اور آتش عشقِ الٰہی دل میں بھڑکی۔ یہ ذکر خفی ہونا افضل ہے۔ خیال سے دل ہی دل میں ذکر کرے۔ زبان سے تلفظ نہ کرے۔ اس ذکر کو چہار ضربی اِس لئے کہتے ہیں کہ بائیں گھٹنے پر پہلی ضرب، داہنے گھٹنے پر دوسری ضرب، داہنے شانہ پر تیسری ضرب، اور قلب پر چوتھی ضرب ہوتی ہے۔ اس طرزِ عمل میں رمز یہ ہے کہ بائیں گھٹنے میں خطرۂ شیطانی اور دائیں گھٹنے میں خطرۂ نفسانی کے۔ دائیں شانے میں خطرۂ ملکوتی اور قلب میں خطرۂ رحمانی کے مقامات ہیں۔ ذاکر نے پہلی تین ضربوں سے گویا اِن تینوں خطروں کی نفی کی۔ اور چوتھی ضرب سے خطرۂ رحمانی کو دل میں قائم اور ثابت کیا۔ شب کے وقت ذکر کرے۔ اِس حالت میں کہ معدہ نہ تو پر ہو نہ خالی۔ جو شخص چلہ میں ہو اُس کے لئے دن رات برابر ہیں۔ تاریک مقام ذکر کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ ذکر حبس دمِ خفی:

ذکر حبس دمِ خفی کے دو طریقے ہیں۔

(الف) ذکر حبسِ دم خفی اوّل:

ذاکر چارزانو بطریق مذکورہ، ورنہ جس نشست سے اُس کو آسانی ہو بیٹھے۔ بعد وہ سانس کو بند کرے اور پھر کلمہ "لَآ اِلٰہَ" کو ناف سے کھینچ کر اُم الدماغ تک پہنچائے اور کلمہ "اِلَّا اللّٰہُ" کو دماغ سے قلب پر دل کی زبان سے ضرب کرے۔ اُس وقت ذاتِ وحدۃ الوجود کو قلب میں قائم اور ثابت کرے۔ یہ ذکر بھی خفی کرے کسی عضو کو نہ ہلائے۔ اِسی طرح پہلے ایک دم میں تین ذکر کرے اور دم کو چھوڑے۔ بعد اس کے پھر اِسی طرح دم بند کرکے تین ذکر کرے۔ اِس طور پر جب تک کہ قلب میں اطمینان اور ذوق رہے، ایک نشست میں ذکر کرتا رہے۔ اِس طریقہ سے رات جتنی دیر تک توفیق ہو ذکر کرتا رہے، دوسرے ہفتے ایک دم میں پانچ ذکر کرے۔ تیسرے ہفتے میں ایک دم میں سات ذکر کرے۔ اور اِس ترکیب سے ہر ہفتے ایک دم میں پانچ ذکر، تیسرے ہفتے میں سات ذکر، اور اِس ترکیب سے ہر ہفتے ایک دم میں دو دو ذکر بڑھاتا رہے۔ جہاں تک ممکن ہو یہ ذکر خصوصاً دن میں نماز ظہر کے بعد کرے۔

(ب) ذکر حبسِ دم خفی دوم:

ذاکر سانس کو بند کرے اِس ترکیب سے دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں سے دونوں کان اور پہلی انگلی سے دونوں آنکھیں، اور دوسری دونوں انگلیوں سے دونوں نتھنے، اور تیسری دونوں انگلیوں سے لب بند کرے اور سانس کو روک کر ایک ایک سانس میں حسبِ ترکیب متذکرہ بالا ذکر کرے۔

۳۔ ذکر پاس انفاس خفی:

ذکر پاس انفاس مفصل تذکرہ آگے سلسلہ عالیہ، قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ،

جہانگیریہ، شکوریہ، مجوبیہ میں ذکر کی تعلیم میں موجود ہے۔

سلسلہ عالیہ میں ذکر کی تعلیم:

سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ، مجوبیہ میں ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" نفی اثبات (پاس انفاس خفی) کی تعلیم دینے کا حکم ہے۔ ذکر پاس انفاس کی تفصیل وتعریف مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ پاس انفاس:

فارسی اور عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے، معنی ہیں۔ ہر سانس کے ساتھ "اللہ" کا لفظ جاری ہونا۔

پاس: فارسی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی ہیں: پہر، وقت، تین گھنٹے کا وقت۔ خیال، لحاظ، ادب، خاطر۔ جانب داری، پہرا، چوکی، طرف داری۔

پاس: انگریزی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی ہیں: اجازت کا پروانہ، راہداری کا ٹکٹ، اجازت نامہ، منظوری کی چٹھی۔ کامیابی۔

پاس: ہندی زبان کا لفظ اور مطلق فعل ہے۔ معنی ہیں: قریب، نزدیک، قابو میں قبضے میں، تصرف میں، ملکیت میں۔

پاس انفاس: عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی ہیں: سانسیں، دم۔ نفس کی جمع ہے۔

۲۔ نفی واثبات:

عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی ہیں: انکار و اقرار۔

نفی:

عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی ہیں: کسی چیز کے وجود سے انکار۔ اثبات کی ضد۔

اثبات:

عربی زبان کا لفظ اور صفت ہے۔ ابطال کی ضد۔ معنی ہیں: ثبوت، دلیل، تصدیق۔ ثبت کرنا۔ قیام، بحال، برقرار۔ استقامت۔

ذکر پاس انفاس کا مفہوم بالحاظِ معنی:

۱۔ پاس (فارسی):

پہر:

ہر وقت و ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو جاتا ہے۔

خیال:

خیال یار، مراقبہ، تصورِ شیخ میں پختگی پیدا ہو گی۔

لحاظ:

تصورِ شیخ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر بُرے عمل سے بچے گا اور اچھا عمل کرے گا۔

ادب:

ادب کی تعلیم ہو گی، ادب کرنا سیکھ جائے گا اور ادب کرے گا۔

خاطر:

خاطر مدارت کرے گا یعنی پیر و مرشد جو فرمائیں گے وہ کرے گا یعنی خدمت کرنے کی ڈیوٹی انجام دے گا، سلسلہ عالیہ کی خدمت کرے گا۔ خاطر: دورانِ ذکر سوائے اللہ تعالیٰ، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اور پیر و مرشد کی ذات کے کسی کو خاطر میں نہیں لائے گا اور نہ ہی کوئی اور بات سوچے گا۔

جانب داری:

بوقتِ ذکر دنیا کی جانب متوجہ نہ ہو گا، یعنی دنیاوی باتیں اور خیالات ذہن سے نکال دے گا، اللہ تعالیٰ، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اور پیر و مرشد کی جانب بلاشرکت غیرمتوجہ رہے گا۔ ذکر کرنے والے کا تعلق کم از کم بوقت ذکر اپنے پیر و مرشد اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جائے گا۔

پہرہ، چوکی:

پیر و مرشد کی تعلیم کے ذریعے اپنے نفس پر شیطان کے خلاف پہرہ بیٹھائے گا اور چوکی قائم کرے گا، دورانِ ذکر، پیر و مرشد کے ذریعے اپنے نفس کی خود چوکیداری کرنے کی مشق کرے گا۔ ذکر کی مشق کامل ہونے کے بعد مقامِ محفوظ میں پہنچ جائے گا اور پھر پیر و مرشد دوسرے نفوس کی چوکیداری کی ڈیوٹی عطا فرمائیں گے۔

۲۔ پاس (انگریزی):

پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس ذکر کرنے والے اپنے مرید کو ایک اجازت کا پروانہ، راہ داری کا ٹکٹ یا اجازت نامہ جاری فرمائیں گے۔ جس کو اپنے ساتھ لے کر

مرید سلوک کی منازل طے کرے گا اور صراطِ مستقیم کی منزل پر گامزن ہو جائے گا، یہ ہی کامیابی کا زینہ ہے۔

۳۔ پاس (ہندی):

پیرو مرشد کی راہنمائی میں ذکر کی مسلسل مشق سے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی محبت کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کی بھلائی کے لئے تصرفات عطا فرماتے ہیں۔

ہر باطل شے کی نفی کرتے ہوئے حق اثبات کو قائم کیا جائے گا، اور پھر ایک وقت آتا ہے جب پیرو مرشد کی تعلیم اور نگاہ اور حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی محبت کے صدقہ کے طفیل اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے قلب کو جاری فرما دیتے ہیں جیسا کہ لفظ "پاس انفاس" کے معنی سے ظاہر ہے۔ یعنی ہر سانس کے ساتھ لفظ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔

نَفَس:

عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی: سانس اور دم، گھڑی، ساعت، لحظہ، دقیقہ، لمحہ، جمع، انفاس، ہے۔

سانس کے ذریعے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کا ذکر کرنا۔ یعنی سانس باہر آئے تو "لَآ اِلٰهَ" کہنا اور جب سانس اندر جائے تو "اِلَّا اللهُ" کہنا۔ "لَآ اِلٰهَ" کے ذریعے اپنے وجود میں سے تمام آلائشوں کو باہر نکالنا۔ "اِلَّا اللهُ" کی ضرب سے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو قائم کرنا۔ دل کے ذریعے خون جسم کے تمام حصوں تک پہنچتا ہے، جو خون دل کی جانب آئے گا "لَآ اِلٰهَ" کے ذریعے خون میں موجود ناپاک خیالات خارج

ہو جائیں گے۔"اِلَّا اللہ" کی ضرب کی مدد سے جسم کے تمام حصوں پر اُس کے اثرات پہنچیں گے۔

نفس:

عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ معنی: جان، روح، ذات، وجود، ہستی۔ حقیقت، اصلیت۔ اصل شئے، ہست۔

لب لباب، خواہش نفسانی۔ جمع "نفوس" ہے۔

انسانی ذات کا وجود، ہستی سانس کی ڈور اور روح پر قائم ہے۔ روح پر اثرات مرتب ہونے کے بعد اصل شئے "اِلَّا اللہ" کی اصلیت کی حقیقت دل اور روح پر ظاہر ہو گی اور دماغ میں اُس کا خیال پختہ ہو گا۔

نفی:

"لَا اِلٰہَ" کے ذریعے اُن تمام خیالات اور باتوں کو ذہن اور دل سے باہر نکالنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم میں رکاوٹ کا سبب بنے یعنی باطل قوتوں اور خیالات کو وجود سے باہر نکالنا ہے۔

اثبات:

سانس کے ذریعے "اِلَّا اللہ" کو اپنے دل، روح اور دماغ میں قائم کر کے برقرار رکھ کر بحال رکھنا ہے، جب اِس ذکر کے عمل کی مشق میں استقامت پیدا ہو گی تو دل اِس بات کی تصدیق کی مہر ثبت کر دے گا۔

جیسا کہ ایمان مجمل میں ارشاد پاک ہے کہ:

{اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ}

ترجمہ: زبان سے اقرار کرتا ہوں اور دل سے تصدیق کرتا ہوں۔

جیسا کہ حضرت سلطان العارفین سیدنا سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

نفی اثبات دا پانی ملیا
ہر رگ ہر جائی ھو

۱۔ (منقول: مکتوب سیرت راہنمائے اولیاء (کلام عرفان) صفحہ نمبر ۵۶)

حضرت قبلہ عالم حضور سیدنا راہنمائے اولیاء حضرت پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کا فرمان ہے کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم دستگیر حضور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے معجزات کی طرح کرامات صادر ہوئیں ہمارا شجرہ طریقت بھی آپ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ کا ذکر نفی اثبات حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ لوگ نبوت کے زمانہ سے دور ہو چکے ہیں اب لوگوں کے دل سخت ہو گئے ہیں ان کو ذکر نفی اثبات کی تعلیم دیں اس سے دل نرم ہو جائیں گے، تب وہ میرے راستے میں کامیاب ہوں گے۔

۲۔ ذکر پاس انفاس نفی اثبات (خفی) کا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور شمس العارفین امام وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدنا ظہ میاں سرکار) کو حکم فرمایا۔ ۱۹۶۳ء میں فخر العارفین حضرت سیدنا عبد الحی رضی اللہ عنہ کے سجادہ نشین اور صاحبزادہ حضور شمس العارفین امام وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدنا ظہ میاں سرکار) حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ بوقت حاضری دربار اقدس حضور سرور دو عالم حضرت سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست خصوصی عنائیات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور شمس العارفین امام

وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدناطٰہٰ میاں سرکار) کو فرمایا: کہ آپ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ کے لوگ ذکر چہار ضربی کرنے سے راہبانیت کی طرف جارہے ہیں اس لئے ذکر چہار ضربی بند کر کے ذکر پاس انفاس (خفی) کی تعلیم دینے کا حکم دیں۔ حج بیت اللہ اور دربار رسالت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے بعد حضور شمس العارفین امام وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدناطٰہٰ میاں سرکار) نے واپسی پر کراچی میں دربار جہانگیری کے خلیفہ حضرت سیدنا ڈاکٹر رحمت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا مصباح الدین رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا اور حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز ہمراہ اپنے مریدین جن میں ہمارے سرکار حضرت سیدنا ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز بھی شامل تھے۔ زیارت کرنے کے لئے پہنچے تو حضور سیدناطٰہٰ میاں سرکار رضی اللہ عنہ نے حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کو جہانگیری تاج (ٹوپی) خلعت کے طور پر عطا فرما کر فرمایا: آج سے بالخصوص آپ (حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز) اور آپ کے مریدین ذکر پاس انفاس (خفی) کریں گے اور جہانگیری ٹوپی زیب تن کریں گے۔ الحمدللہ حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کے سلسلہ عالیہ کے غلام اب تک من وعن حضور شمس العارفین امام وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدناطٰہٰ میاں سرکار) کا حکم بجالارہے ہیں۔ جس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تذکرہ حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے متعدد بار محافل میں فرمایا اور ہمارے سرکار حضرت سیدنا ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی اپنے پیر و مرشد کی تقلید کرتے ہوئے ذکر پاس انفاس کی نا صرف تعلیم فرمائی بلکہ اس

کا مفصل حال بھی بیان فرمایا جو کہ ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العافین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے اپنے پیر و مرشد حضور سیدنا راہنمائے اولیاء قدس اللہ سرہٗ العزیز کی موجودگی میں حضور سیدنا طہٗ میاں سرکار رضی اللہ عنہ کی زبان اطہر سے براہِ راست سنا تھا۔ (مذکورہ حکم حضور شمس العارفین امام وقت نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن رضی اللہ عنہ (سیدنا طہٗ میاں سرکار رضی اللہ عنہ) سیرت راہنمائے اولیاء (کلام عرفان) صفحہ نمبر ۷۶ میں بھی منقول ہے)۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

{فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ}

ترجمہ: پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔

(سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵)

اِس آیت مبارکہ میں نماز کی تاکید زور دے کر کی گئی ہے، یعنی نماز ایسا فرضِ عین ہے جو کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے، اگر بندہ بیماری کی حالت میں کھڑا ہونے سے قاصر ہے تو بیٹھ کر ادا کرے اور اگر بیٹھنے سے بھی قاصر ہو تو لیٹ کر ادا کرے کیونکہ "الصلوٰۃُ معراج المؤمنین" اور "الصلوٰۃُ عماد الدین" ہے۔

اِس آیت مبارکہ سے ایک یہ چیز بھی ثابت ہے کہ، ذاکر، چلتے پھرتے، بیٹھتے، سوتے اور کام کرتے ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور یہ صرف ذکر پاس انفاس (خفی) سے ممکن ہے۔ کیونکہ دوسرے اذکار کے لئے باقاعدہ اہتمام لازمی ہے جس سے دنیاداری کے دوسرے کام کرنا مشکل ہیں لیکن ذکر پاس انفاس خفی کے وقت کسی بھی کام کے کرنے میں مشکل نہیں ہوتی اور ذاکر اپنی دنیاداری کے کام بھی بااحسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔

اِس لئے ذاکر کو چاہیے کہ ذکر پاس انفاس (خفی) ہر وقت جاری رکھے اور ایک دم بھی اس سے خالی نہ رہے۔

۳۔ حضرت سیدنا شاہ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چشتیہ حضرات کے ہاں ذکر نفی اثبات پاس انفاس کا طریقہ یہ ہے کہ باہر جانے والی سانس "لَا اِلٰہَ" اور اندر جانے والی سانس میں "اِلَّا اللہ" کہے زبانِ قلب سے یعنی نفی باہر اور اثبات اندر کرے، اور اس بست وکشاد میں نظر ناف پر رکھے، اِس ذکر کی اس قدر مداومت کی جانی چاہیے کہ خود دم سالک ذاکر ہو جائے، خواجہ ذاکر بیدار ہو یا سو رہا ہو۔ حضرت سیدنا شاہ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ اس سے ذاکر کی عمر دونی ہو جاتی ہے۔ ذکر پاس انفاس میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے ساتھ کیا جائے تو ناک کے نتھنوں سے آواز پیدا ہو تو اس کو "ذاکرارہ بینی" کہا جاتا ہے اِس ذکر سے شورش اور سوزش زیادہ پیدا ہوتی ہے اور اس سے دماغ میں حرارت اور خشکی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم روغنِ بادام سر پر ملتے ہیں۔

اِس ذکر میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کرے، اور اس میں کمال اُس وقت حاصل ہوتا ہے کہ ذاکر کے شعور و اختیار کئے بغیر اس کا دم ذاکر ہو جائے۔ ابتداء میں یہ ذکر عشاء کی نماز کے بعد ہزار بار اور فجر کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ کیا جاتا ہے، رفتہ رفتہ تعداد بڑھائی جاتی ہے، یہاں تک کہ یہ بلا قصد و تکلف جاری ہو جائے۔ یہ ایک نعمت عظیم ہے۔ ارشاد ہے۔

اگر تو پاس داری پاس انفاس
بسلطانی رسانندت ازیں پاس

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اہل جنت کے حال میں مروی ہے کہ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اُن کو تسبیح وتحمید کا اِس طرح القاء و اجراء ہو گا جس طرح کہ تم

کو سانس کا ہوتا ہے۔"

پاس انفاس سے بھی یہی کیفیت ذکر اللہ کے جاری ہونے کی ہو جاتی ہے کیونکہ کثرتِ مشق سے جب ہر سانس کے ساتھ عادت ذکر کی ہو جائے گی تو ذکر امرِ طبعی کے مانند ہو جائے گا اور موت سے قبل ہی اہل جنت کے حال سے اُس کا حال مشابہ ہو جائے گا۔ یوں بھی قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے دم کیسے صرف کئے۔

"زہرِ نفس بقیامت شمار خواہد بود"

ترجمہ: "اگر یہ دم یادِ حق میں صرف ہوئے ہوں تو نجات ہوگی۔"

اسی لئے حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مدتِ عمر بہت کم ہے" انفاس نفیس اشیاء ہیں ان میں سے جو گذرا واپس نہیں ہوتا۔

۱۔ ہر یک نفس کہ می رود از عمر گوہر ے ست
کانرا اخراجِ ملک دو عالم بود بہا

۲۔ پسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد
انگہ روی بخاک تہی دست و بینوا

پاس انفاس کے جاری ہونے سے سالک کو "ذکر کثیر" حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کا قرآنِ مجید کی سورۃ الاحزاب، آیت ۷ پارہ ۲۲ میں حکم ہے۔ صوفیاء کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ ذکر کثیر کے قائم کرنے کے لئے نہایت مفید و پسندیدہ ہے۔ ذکر پاس انفاس ذکرِ قلبی ہے جو لسانِ قلب سے کیا جاتا ہے اور زبان سے نہیں کیا جاتا۔

ذکرِ قلبی سے بعض فقہاء کا انکار محض مکابرہ (بڑائی جتانا، شیخی، غرور و گھمنڈ) ہے کیونکہ ذکر ضدِ نسیان ہے اور یہ قلب کی خاص صفت ہے۔ یاد قلب ہی کا خاصہ ہے۔ لہٰذا ذکر کو فقط ذکر لسانی پر حصر (گھیرنا، احاطہ کرنا، منحصر کرنا) کرنا صحیح نہیں معلوم ہوتا ذکر زبان،

قلب دونوں سے ہوسکتا ہے۔ ہر ایک کے احکام مختص ہیں۔ ایک کا اقرار دوسرے کا انکار نادانی ہے۔

"مردم اندر حسرت درست"۔

ہمارے سرکار حضرت سیدنا ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے آقا پیر و مرشد راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کے مطابق نماز کے ساتھ ساتھ دو وقت ذکرِ خفی پاس انفاس "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پر خصوصی پابندی فرمائی اور اپنے بزرگوں کی طرح آنے والوں کو بھی بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ مغرب ذکر کرنے کی خصوصی تعلیم و تلقین فرمائی ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی تعلیم تمام انبیاء عظام حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا حضور نبی آخر الزمان سید دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نے بھی دی اور حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اولیاء عظام نے بھی اس تسلسل کو قائم رکھا ہوا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۳۰۔ ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝﴾

ترجمہ: "اور اپنے رب کو یاد کیا کرو، اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔" (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵، پارہ ۹)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ بعض میں ذکرِ خفی، ذکرِ جہر سے افضل ہے، کیونکہ اِس میں ریا کا احتمال نہیں ہوتا، نیز قرآن مجید سنتے وقت اگر ذکرِ الٰہی کرنا ہو تو آواز سے نہ کرو بلکہ

خاموشی سے کرو۔ چونکہ فجر اور عصر کے بعد نوافل منع ہیں۔ لہٰذا ان وقتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ترغیب دی گئی ہے تاکہ مومن کا کوئی وقت غفلت میں نہ گزرے۔

"لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے لفظی معنی یہ ہیں۔

ترجمہ: "بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

لیکن اصطلاحی طور پر اس کا مقصد یہ ہے کہ "لَآ اِلٰہَ" یعنی کہ ذکر کرنے والا اپنے اندر سے تمام فضولیات کی نفی کر کے "اِلَّا اللہ" کی ضرب سے صرف اور صرف اللہ واحد القدوس کی ذاتِ اقدس کو قائم کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

۳۱۔ {وَلَا تَنِيَا فِىْ ذِكْرِىْ ۚ}

ترجمہ: "اور میری یاد میں سستی نہ کرو۔"

(سورۃ طٰہٰ، آیت ۴۲، پارہ ۱۶)

تفسیر:

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر مشکل آسان فرماتا ہے۔ ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

۳۲۔ {وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِىْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ}

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرو گنے ہوئے دنوں میں۔"

(سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۳، پارہ ۲)

تفسیر:

یعنی ایامِ تشریق میں منیٰ میں ٹھہر کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ ذکر اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت، تکبیر کہنا مراد ہے۔ کیونکہ حج کا تلبیہ تو دسویں ذوالحجہ جمرہ، عقبہ پر کنکر مارتے ہی ختم ہو گیا۔

اِس سے مراد انسانی زندگی بھی لیا جا سکتا ہے جو ایام تشریق کی مانند مختصر وقت رکھتی ہے۔ اب یہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے اختیار دیا کہ وہ زندگی کے مختصر ایام بے راہ روی میں ضائع کرتا ہے یا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت محبت کیساتھ کر کے اپنے پیر و مرشد کی محبت سے پیروی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے اس مختصر وقت کو انمول بنا کر کاملین اور مقربین کی صف میں شامل ہوتا ہے۔ دو وقت ذکر کی تلقین بعد نماز مغرب اور بعد نماز فجر اس لیے دی جاتی ہے کہ ذکر کرنے والے کا مکمل دن ذکر میں گزرے، کیونکہ مکمل یوم کی تقسیم دو حصوں میں ہے (ایک دن اور دوسرا رات) دن فجر سے شروع ہوتا ہے اور مغرب کے وقت ختم ہوتا ہے اور رات مغرب سے شروع ہو کر فجر پر ختم ہوتی ہے اور ذکر دو وقت کرنے کی تلقین میں ارشادِ ربانی ہے۔

۳۳۔ ﴿وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝﴾

ترجمہ: "اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔"

(سورۃ الاحزاب، آیت ۴۲، پارہ ۲۲)

تفسیر:

یعنی ہمیشہ ہی اُس کی تسبیح کرو، یا خصوصیت سے صبح و شام، کیونکہ اِس وقت دن اور رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ مزید حکم ربانی ہے۔

۳۴۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۝ۙ﴾

ترجمہ: "اے ایمان والو، اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔"

(سورۃ الاحزاب، آیت ۴۱، پارہ ۲۲)

جب بندہ دونوں وقت خشوع و خضوع سے ذکر کرتا ہے تو اُس پر انوارِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ اُس کا قلب جاری ہو جاتا ہے بوقت موت

انسان کے جسم سے جان بتدریج نکلتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ زبان بھی ساقط ہو جاتی ہے، لیکن سانس کا رشتہ دل کے ساتھ آخری وقت تک قائم رہتا ہے اور روح آخری سانس کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر قلب مسلسل "لَآاِلٰہَ اِلَّااللہ" کا سانس کے ساتھ مشق کا عادی ہو کر جاری ہو جائے تو آخری سانس "اِلَّااللہ" کی ضرب لگا کر نکلتی ہے اور روح جسم کی قید سے نکل کر پرواز کر جاتی ہے اور اس دنیا سے رہائی پا کر اپنے مالکِ حقیقی سے مل جاتی ہے۔ جو بنی آدم کی حقیقی منزل ہے اور آخری سانس میں بھی کلمہ نصیب ہو جاتا ہے جس کا متمنی ہر مومن مسلمان اور مطلوب اور مقصود ہے اور بندے کی بخشش حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے کرم سے یقینی ہوتی ہے۔ دینی اصلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ ذکر غفلت کی ضد ہے انسان ہمیشہ اُسی کو یاد کرتا ہے جس کے ساتھ گہرا لگاؤ ہوتا ہے اور کسی صورت میں بھی اسے بھلانے کے لیے تیار نہیں ہوتا، ایک مومنِ کامل کی دلی اور مخلصانہ الفت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول اللہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتی ہے قرآن مجید میں ذکر کی اہمیت اور فضیلت مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

۳۵۔ {فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ}

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

تفسیر:

یعنی مجھے زبان سے، دل سے، اعضاء سے یاد کرو۔ لہٰذا اس میں تمام عبادات آ گئیں۔ پھر تم مجھے اپنی زندگی میں یاد کرو میں تمہیں بعد موت یاد کروں گا۔ کہ دنیا تم پر فدا ہو گی جیسا کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر رونق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ یا تم

مجھے گناہ کر کے توبہ سے یاد کرو میں تمہیں مغفرت سے یاد کروں گا، یا تم مجھے خلوت یا جلوت میں یاد کرو میں تمہیں اسی طرح یاد کروں گا۔

۳۶۔ {اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ}

ترجمہ: "وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔" (سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

تفسیر:

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذکر اللہ سے مراد حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تو معنی یہ ہوئے کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے دلوں کا چین ہے، چونکہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ محبوبِ عالم اور اصل مخلوق ہیں۔ ہر شے کو محبوب سے چین اور اصل پر پہنچ کر راحت ہوتی ہے یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر گناہ مٹاتا ہے لہذا چین حاصل ہوتا ہے یا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پردیسی کو دیس کے ذکر سے چین ملتا ہے، بہرحال اللہ تعالیٰ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے، جیسے دوا سے مرض، پانی سے پیاس، روٹی سے بھوک سورج سے رات چلی جاتی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے چرچے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت اور چین حاصل ہوتے ہیں، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے، مگر یہ خوف بھی اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے، کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۳۷۔ {اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ}

ترجمہ: "کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اُن کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔" (سورۃ الحج، آیت ۳۵، پارہ ۱۷)

تفسیر:

اس میں تلاوتِ قرآن، وعظ، ذکر کے حلقے، تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنا سب شامل ہے۔ ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے۔

۳۸۔ {وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴿﴾}

ترجمہ: "اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں، اِن سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" (سورۃ الاحزاب، آیت ۳۵، پارہ ۲۲)

تفسیر:

دل وزبان دونوں سے اللہ تعالیٰ کی یاد، یا نماز کے علاوہ اور بھی اللہ تعالیٰ کی یہ ہر حال میں سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ کی یاد یا نمازِ تہجد کی پابندی، یا علم دین میں مشغولیت، ذکرِ کثیر ہے غرضیکہ ذکرِ کثیر کی بہت صورتیں ہیں۔

۳۹۔ {وَاِنْ تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی﴿﴾}

ترجمہ: "اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ بھید جانتا ہے اور اُسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے۔" (سورۃ طٰہٰ، آیت ۷، پارہ ۱۶)

تفسیر:

یہ مطلب نہیں کہ اعلانیہ اللہ کا ذکر نہ کرو۔ اذان، حج کا تلبیہ، تکبیر تشریق سب بلند

آواز سے ہوتی ہیں۔ ہاں بندہ ذکر بالجہر یہ سمجھ کر نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ آہستہ ذکر سنتا نہیں، بلکہ اپنا دل بیدار کرنے، سوتوں کو جگانے، اور دوسروں کو رغبت دینے کے لئے کرے۔ بکثرت ذکر اللہ کرنے کی تاکید کے متعلق ارشاد ہے۔

۴۰۔ {وَنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا}

ترجمہ: "اور بکثرت تیری یاد کریں۔" (سورۃ طٰہٰ، آیت ۳۴، پارہ ۱۶)

تفسیر:

یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبادت اور ذکر سے مراد اس کے دین کی تبلیغ ہے۔ یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اس کی یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جماعت میں کرنے یا بزرگوں کے پاس بیٹھ کے کرنا بہت افضل ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

{قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَّسُوْلًا}

ترجمہ: "بے شک اللہ نے تمہارے لئے عزت اُتاری ہے وہ رسول ﷺ۔" (سورۃ الطلاق، آیت ۱۰، ۱۱، پارہ ۲۸)

تفسیر:

ذکر کے معنی نصیحت یاد دلانا، یاد کرانا، عزت عظمت ہیں، یہاں سارے معنی درست ہیں اور ہر معنی ہمارے آقا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر صادق آتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ذکر اللہ ہیں اور ذکر اللہ سے بے چین دل چین پاتے ہیں۔ قرآن مجید گواہ ہے لہٰذا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ دلوں کا چین ہیں۔ ارشاد پاک ہے۔

۴۱۔ {اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۟}

ترجمہ: "آپ تو یہی نصیحت سنانے والے ہو۔"

(سورۃ الغاشیہ، آیت ۲۱، پارہ ۳۰)

تفسیر:

"مُذَکِّر" حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، مذکر ذکر سے بنا۔ جس کے معنی ہیں نصیحت، یاد دلانا، تذکرہ کرنا، خیر خواہی، شرف، عزت وعظمت، ہر معنی کے لحاظ سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ مذکر ہیں۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور میثاق کا بھولا ہوا عہد یاد دلاتے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ مذکر میں وقت، نوعیت وغیرہ کی قید نہیں، کیونکہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سب کے لئے ہمیشہ اور ہر طرح مذکر ہیں۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ہر ادا تبلیغ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ بنی آدم کی منزل قُربِ الٰہی ہے، جو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت سے اطاعت اور اپنے پیر ومرشد کے بتائے ہوئے طریقے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ ہر سانس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بندہ پر واجب ہے، یعنی کہ ایک سانس جب باہر آئی تو ایک شکر اور جب سانس اندر گئی تو دوسرا شکر۔ ذکر پاس انفاس کی تعلیم کی برکت سے شکر کا عملی مظاہرہ ممکن ہوتا ہے یعنی جس نے (اللہ تعالیٰ) سانس جس مقصد کے لئے عطا فرمائی اِس لئے سانس کے ذریعے اُس کا نام لینا ممکن ہوا۔

☆ {منقول سیرت فخر العارفین حضرت سیدنا عبد الحی جی رضی اللہ عنہ}:

(حصہ اول، باب ذکر اور سلسلہ عالیہ کے اذکار واشغال عنوان طالب کے لئے ہدایت، صفحہ ۸۳)

طالب کو چاہیے کہ اپنے ہر سانس پر بیدار اور ہوشیار رہے۔ جب تک پاس انفاس کی تائید نہ ہوگی کدورتوں سے دل کا صاف ہونا دشوار ہے۔ سوتے وقت بھی ذکر پاس انفاس کرتا رہے تاکہ سو جانے پر بھی ذکر جاری رہے۔ جس قدر توفیق ہو ذکر کرتا رہے تاکہ قلب ۲۴ گھنٹے جاری اور اس کا اثر قائم رہے۔ ہر گھنٹہ میں اندازاً ایک ہزار سانس بنتی ہیں۔ پس اس حساب سے ذکر اللہ ۲۴ ہزار مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گا اور پھر کوئی سانس ذکر سے خالی نہیں جائے گی اور جب رات، دن، سوتے، جاگتے قلب میں ذکر جاری ہو جائے گا، تو اس قلب کو قلبِ ذاکر، قلب زندہ، قلب بیدار کہیں گے۔

ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قمر الاولیاء حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا طریقہ تھا کہ جب بھی کوئی بیعت ہوتا تو ذکر اور تصور کی تعلیم دینے کے لیے اس کا عملی مظاہرہ اپنے آقا پیر و مرشد راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کے مطابق اہتمام فرماتے اور عورتوں میں صاحبزادیوں سے فرماتے: کہ اِن کو ذکر کر کے دکھاؤ اور صاحبزادگان اور صاحبزادیوں نے بہت کم عمری کے باوجود ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حکم کی تعمیل بااحسن طریقہ سے فرمائی۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی ذاتِ اقدس پر اپنے آقا مولا سیدنا پیر و مرشد رضی اللہ عنہ کا اتنا کرم تھا کہ تعلیمات شیخ آپ سرکار سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز سے آپ کی اولاد میں باوجود کم عمری منتقل ہوئی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ارادت میں یکسوئی اور اخلاص ہو تو نسبت منتقل ہو جاتی ہے اور یہی وجہ تھی کہ ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد حضرت سیدنا پیر میاں طفیل احمد قدس اللہ سرہٗ العزیز دربار عالیہ سمہ سٹہ تشریف لائے تو ہمارے سرکار سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی

چھوٹی صاحبزادیاں حضرت سیدنا پیر میاں طفیل احمد قدس اللہ سرہٗ العزیز کے روبرو مرید ہونے کی غرض سے پیش ہوئیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آپ لوگ مرید ہی ہو اور جو آپ کو مرید کرے گا وہ گستاخی کا شکار ہوگا۔ اِس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر اولاد صحیح معنی میں محبت کے ساتھ شیخ کی تعلیمات پر عمل کرے اور اُن کے معاملات کو اپنائے تو خصوصی کرم نوازی ہو جاتی ہے۔

☆ حضور ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا بنی اولاد کے ذریعے تعلیم کے مقاصد:

- ہمارے سرکار حضور ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا اپنی صاحبزادیوں کے ذریعے سے عورتوں کو ذکر کی تعلیم دینے کا مقصد شریعت کے قانون کی پاسداری رہا ہے۔
- ہمارے سرکار حضور سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ہمیشہ اپنا طریق شریعت کے مطابق رکھا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات طیبہ میں کوئی ایسا کام نہیں کیا جو شریعت و طریقت یا اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم حضور راہنمائے اولیاء حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کی حیات طیبہ سے متصادم نظر آئے۔
- آپ رضی اللہ عنہ اپنے پیر و مرشد رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن مجید کے ہر ہر لفظ پر عمل پیرا ہوتے اور اِس لئے بھی ہمارے سرکار حضور سیدنا ضیاء العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے مرید ہونے والی عورتوں کو ذکر و مراقبہ کا طریقہ اپنی صاحبزادیوں کے ذریعے سکھایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:
- {قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ}

ترجمہ: "مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔" (سورۃ النور، آیت ۳۰، پارہ ۱۸)

تشریح:

قرآن مجید میں واضح طور پر حکم ہے کہ مرد حضرات اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ اس سے مراد یہ کہ دانستہ یا دیدہ دانستہ اُن کی نگاہ غیر محرم سے بچی رہے۔ تاکہ ابلیس کے شر سے محفوظ رہے اور شہوانی شر سے بھی محفوظ رہ سکیں کیونکہ عورت اور مرد کا جسم بحیثیت بیوی اور شوہر ایک دوسرے کی امانت ہے۔ سوائے خاوند و بیوی کے دوسرے کی طرف نظر اُٹھانا گناہ کبیرہ ہے۔ اولیاء اللہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں نگاہیں جھکا کر چلنے کے سلسلہ میں ایک اور اہم نقطہ بھی پیش نظر ہوتا ہے کہ جلد ہی اِس دارِ فانی سے جانے کے بعد اس زمین کی گود میں اُن کو پنہاں ہونا ہے اِس لئے بھی وہ زمین پر نگاہ جھکا کر اور عجز و انکساری سے چلتے ہیں کہ ہر انسان کا روزِ قیامت تک جائے مقام زمین ہی ہے۔

مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی اپنی نظروں کے ساتھ اپنے ستر کی حفاظت کرنے کا حکم ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۴۳۔ { وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ }

ترجمہ: "اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔"

(سورۃ النور، آیت ۳۱، پارہ ۱۸)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مومنہ عورتوں کے لئے ہیں۔ کافر عورتیں مردوں

کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہیں دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے، حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر تشریف لائے تو حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردہ نہیں فرمایا تو حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ کے بارے میں دریافت فرمانے پر اماں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ وہ تو نابینا ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{افعمیا وان انتما}

ترجمہ: "کیا تم بھی نابینا ہو۔"

طریقت کے مطابق مرید اپنے شیخ کی روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ لیکن صاحب نسبت اولیاء اللہ کا طریق عین خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کے مطابق ہوتا ہے۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم کا طرز زندگی قرآن وحدیث کی کا عملی نمونہ تھا اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہ شریعت وطریقت میں عین حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ حیات پر سختی سے عمل پیرا ہو کر ولائیت کے امام ہوئے۔ جو مقامِ ولائیت کے مسافروں کے لئے مشعل راہ، زادِ راہ اور نشانِ راہ ہیں۔ جو مرید اپنے پیر ومرشد کی حیات طیبہ کو مشعل راہ بنا کر نہیں چلتے وہ اپنے پیر ومرشد کی کتاب کو چھوڑ کر اپنی کتاب پڑھ رہے ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو صحیح اور صراط مستقیم پر سمجھتے ہوئے احساس برتری کا شکار ہو کر ابلیس کے چنگل میں پھنس کر بے راہ روی کا شکار ہو کر زندیق ہو جاتے ہیں جس کی اُن نادانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

ہمارے سرکار حضور سیدنا ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کا اپنی صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے ذریعے مریدین کو ذکر ومراقبہ کا طریقہ سکھانے کا مقصد اپنی اولاد میں ذکر ومراقبہ کی تعلیم کی یکسوئی اور پختگی قائم رکھنا بھی

پیشِ نظر رہا ہے اور اولاد کے لئے مزید یہ تعلیم بھی ہے کہ اولاد مریدوں کی صف میں کھڑی ہو کر تعلیم حاصل کرے گی تو اُولاد کو دوہرا فائدہ میسر آسکے گا: بحیثیت والد کے روحانی فوائد حاصل ہونا ممکن ہے اور ساتھ ساتھ اولاد کو اِس بات کا پابند فرمایا کہ مکمل فیوض و برکات حاصل کرنے کیلئے اولاد کو بھی اپنی زندگی مریدین کے مطابق گزارنی ہوگی اُولاد کا فرض دوسرے اہلِ سلسلہ کی نسبت کہیں زیادہ بنتا ہے کہ وہ آنے والوں کے لئے باادب، خدمت گار، جاں پُرسوز اور محسن دل نواز ہوں، جب ہی وہ اہل میں شمار ہونگے۔

ارشاد ہے کہ:

۴۴۔ {قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ}

ترجمہ: "اللہ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔" (سورۃ المآئدۃ، آیت ۱۱۹، پارہ ۷)

تفسیر:

یعنی جو دنیا میں سچے عقیدے، سچے اعمال پر رہے وہ آج نفع میں ہیں اور جو جھوٹے عقیدے، اور جھوٹے اعمال پر رہے وہ آج نقصان میں ہیں۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بے دین کی بخشش نہیں، اگرچہ وہ بزرگوں کی اولاد ہو اور کوئی شخص اعمال سے بے نیاز نہیں۔ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

☆ {منقول سیرت امام السالکین، اسدِ جہانگیری حضرت سید نابی رضا شاہ رضی اللہ عنہ}:

(بحوالہ اعجاز جہانگیری، عنوان ہدایات صفحہ نمبر ۱۴ "میرے رضا")

۱۔ مرید کو چاہیے کہ ہر حال میں صدق اختیار کرے۔

۲۔ شریعت و طریقت کے خلاف حتی الامکان کوئی فعل ظاہر و باطن سرزد نہ ہو، اگر خدانخواستہ کوئی لغزش ہو جائے تو نہایت عاجزی کے ساتھ توبہ کرے۔

۳۔ حتی الوسع نماز پنج گانہ باجماعت ادا کرتا رہے اور فرائض وواجبات کو کسی حال میں ترک نہ کرے۔

۴۔ کھیل تماشے کے کام اور نوعمر لڑکوں اور نامحرم عورتوں کے قریب نہ جائے۔

۵۔ دوسروں کو اپنے قول وفعل کا پابند اور ظاہر و باطن خلوص وسچائی، دیانت وامانت سے نیک کام کرے اور برے کاموں سے بچنے کی رغبت دلانا چاہیے۔ بندگانِ خدا کا اپنے کو خادم سمجھنا چاہیے۔ یعنی مخلوق کو مخدوم اور خود کو خادم سمجھنا چاہیے۔ خود کو مخدوم اور مخلوق کو خادم سمجھنے کا نظریہ نہیں قائم ہونا چاہیے۔ اس عمل سے اپنے آپ میں عاجزی وانکساری اور خوف ومحبت پیدا ہوگا اور مرید کو تزکیہ کے مراحل میں آسانی پیدا ہوگی۔

ذکر کے فوائد:

۱۔ ذکر پاس انفاس توحید کی تعلیم کا ذریعہ ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی عملی شکل ہے۔

۳۔ اعصاب مضبوط ہوتے ہیں۔

۴۔ قوتِ ارادی اور خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۵۔ روحانی صحت ترقی کرتی ہے۔

۶۔ قلب ذاکر ہو کر جاری ہو جاتا ہے۔

۷۔ بوقتِ موت ذاکر کو کلمہ نصیب ہونا ممکن ہوتا ہے۔

۸۔ ذکر الٰہی کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

☆ {فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ}

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں (اللہ تعالیٰ) اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

۱۰۔ ذکر الٰہی سے بندے کو دنیاوی تفکرات اور مسائل سے نجات ملتی ہے۔

۱۱۔ ذکر اللہ سے اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ:

☆ {اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ}

ترجمہ: "سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔"

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

۱۲۔ ذکر الٰہی سے بندہ برائیوں سے دور ہو جاتا ہے اور نماز ذکر الٰہی کا ایک منفرد اور بہترین ذریعہ ہے جو اہتمام کے ساتھ ادا کیا جانا فرضِ اوّل ہے۔ قرآنِ مجید میں نماز کے بارے میں ارشاد ہے:

۴۵۔ {اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ}

ترجمہ: "بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔"

(سورۃ العنکبوت، آیت ۴۵، پارہ ۲۱)

تفسیر:

جو چیز عقلاً بری ہو، وہ فحش ہے جو صرف شرعاً ممنوع ہو منکر ہے، جیسے زنا اور بت پرستی۔ صحیح نماز جو پابندی اور دل کی حضوری سے ادا کی جائے تو بری عادتیں ختم

ہو جاتی ہیں۔ جو نمازی لوگ بری عادتوں سے نہیں ہٹتے دراصل وہ صحیح طور پر نماز ہی ادا نہیں کرتے۔ منافقین، مرزائی نماز کے بہت پابند ہیں فحش و منکرات سے نہیں بچتے، کیونکہ نماز خلوص سے ادا نہیں کرتے۔ عشاق فرماتے ہیں کہ یہاں، "**الصَّلٰوۃَ**" میں "الف لام" عہدی ہیں اور اِس سے وہ نماز مراد ہے جو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی قائم کی ہوئی ہو، یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب ﷺ وہ نماز فحش اور منکرات سے بچاتی ہے۔ جو آپ ﷺ کے ذریعہ سے نمازی کے دل میں قائم کی گئی ہو، خود اپنی قائم کردہ نماز فائدہ نہیں پہنچاتی۔

اِس سے مراد یہ ہے کہ نماز کی صحیح ادائیگی کے لئے خشوع وخضوع اور عشقِ محمدی ﷺ اپنے پیر و مرشد کی محبت کے ساتھ پیروی شرطِ اوّل ہے۔ یعنی نماز اِس طرح ادا کی جائے جیسے بندہ حالتِ مراقبہ میں دنیا و مافیا سے الگ ہو جاتا ہے اور اِس طرح نمازی {الصلوۃ عماد الدین} کی منزل پالیتا ہے اور بندہ پر انوارِ تجلیات کی بارش ہوتی ہے اور {الصلوۃ المعراج المومنین} کا مقام نصیب ہو جاتا ہے۔

قرآنِ مجید سے ذکر کے متعلق مزید استدلال:

ویسے تو مذکور بالا میں قرآنِ مجید کی آیاتِ مقدسہ ذکر کی اہمیت کے متعلق ہیں، لیکن مزید قرآنِ مجید میں "ذکر" کے متعلق جو حکم ہے وہ پیشِ خدمت ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

۴۶۔ {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۠}

ترجمہ: "اپنے رب کو کثرت سے یاد کر اور صبح شام اُس کی تسبیح کیا کر۔" (سورۃ آل عمران، آیت ۴۱، پارہ ۳)

تفسیر:

اگرچہ ہر وقت تسبیح و تہلیل بہتر ہے لیکن صبح شام خصوصیت سے زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

۴۷۔ {اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا}

ترجمہ: "بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۸، پارہ ۱۵)

تفسیر:

کہ فجر کے وقت رات کے محافظین اور کاتبین فرشتے جانے نہیں پاتے کہ دن کے محافظین و کاتبین آجاتے ہیں یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں شرکت کرتی ہیں محافظین فرشتے ساٹھ ہیں کاتبین فرشتے دو ہر انسان کے ساتھ باسٹھ فرشتے رہتے ہیں، اِس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ نماز اچھی ہے اور جس قدر یہ نیک بندے زیادہ ہوں گے اسی قدر نماز کا ثواب زیادہ ہوگا۔

یعنی کہ ذاکر کو ذکر میں مشغول دیکھ کر فرشتے رشک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذکر کرنے والے کے لئے سفارش کرتے ہوئے بندے کے انداز بندگی کو تشکر کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی سفارش مانتے ہوئے ذاکر کو قرب کی نعمتِ اولیٰ سے نوازتے ہیں۔

نیز اِن اَوقات میں خصوصیت سے ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتی ہے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۴۸۔ {وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝}

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اس اُمید سے کہ فلاح پاؤ۔ (سورۃ الجمعۃ، آیت ۱۰، پارہ ۲۸)

تفسیر:

یعنی نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ ذکر اللہ تعالیٰ تمہارا مشغلہ ہونا چاہیے۔ جب ہم ذکر اللہ کو اپنا مشغلہ بنالیں گے تو اِس سے ہمارے پیرو مرشد راضی ہو جائیں گے اور اگر پیر و مرشد راضی ہو گئے تو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ راضی ہو جائیں گے اور اگر ہم اپنے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو بہت آسانی سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں اور اللہ کو راضی کرنے کا سب سے بہترین اور افضل طریقہ ذکر ہے اور سب سے افضل ترین ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" ہے۔ جسے ذکر نفی اثبات کہتے ہیں۔ ذکر نفی اثبات میں سب سے اہم ذکر پاس انفاس (خفی) ہے جس کی ادائیگی کے دوران بندہ کو دنیاوی امور کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوتی اور سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ، محبوبیہ میں اسی ذکر کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

☆ {لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ}

ترجمہ: "جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے۔ (سورۃ النور، آیت ۳۷، پارہ ۱۸)

تفسیر:

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ یہ کہ انسان کو بیکار نہیں رہنا چاہیے کاروبار کرنا ضروری ہے۔

۲۔ یہ کہ تمام دنیاوی کاموں میں تجارت افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔

۳۔ یہ کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر دین سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ نہ تارکِ دنیا ہو نہ تارکِ دین۔

۴۔ یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔

تشریح:

اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو دنیاوی معاملات یعنی کاروبارِ زندگی میں بھی احکامِ الٰہی کو مدِنظر رکھنا چاہیے اور اِن کی ادائیگی میں بھی یادِ الٰہی کو ساتھ رکھنا چاہیے کیونکہ دنیاوی امور کی ادائیگی کے دوران نماز، تلاوت قرآن اور ذکر بالجہر (با آواز بلند) ناممکن ہے، اس لئے اِس حکم الٰہی کی ادائیگی صرف ذکرِ خفی سے ممکن ہے اور جس کی تعلیم اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے دی، یعنی ذکر نفی اثبات خفی (ذکر پاس انفاس) سانس کے ذریعے ذکر "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله" کیا جاتا ہے، اِس لئے سلسلہ عالیہ میں ذکر "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الله" کی تعلیم دی جاتی ہے کہ بندہ دنیاوی امور کی ادائیگی کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور یہی بندگی کا تقاضا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہے:

۴۹۔ {يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط}

ترجمہ: "جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔" (سورۃ الجمعۃ، آیت ۹، پارہ ۲۸)

تفسیر:

اِس سے معلوم ہوا کہ نمازِ جمعہ کے خطبہ سے پہلے مسجد میں آجانا چاہیے اور خطبہ سننا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اذان کے ساتھ نماز کا ذکر فرمایا۔ اور سعی کے لئے ذکر اللہ یعنی خطبہ کا ذکر فرمایا، خطبہ نہ سننا سخت محرومی کی بات ہے۔ اِس سے معلوم ہوا جمعہ کے لئے شہر شرط ہے۔

تشریح:

نمازِ جمعہ کی فضیلت اِس لئے ہے کہ اِس میں مسلمانوں کی اکثریت مل کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتی ہے اور اِس کے لئے حکم ہے کہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے کم از کم ۴۰ لوگوں کا اکھٹا ہونا لازمی ہے اور اِس لئے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے شہر ہونا بہتر ہے کیونکہ شہر میں ۴۰ لوگوں کی موجودگی ہو جاتی ہے اور اِس یوم کو بھی خاص گنے ہوئے دنوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جمعہ کی نماز کے لئے خطبہ سننا لازم ہے۔ اِس سے خطبہ کی فضیلت کو واضح کیا گیا ہے۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے ابتداء میں جمعہ کا خطبہ نماز کی ادائیگی سے پہلے بھی فرمایا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے وقت ایک تجارتی قافلہ مدینہ منورہ میں پہنچ گیا جب قافلہ کی آمد کا اعلان ہوا تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھ کر چلے گئے اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ مدینہ میں عذاب آتے آتے رہ گیا کیونکہ اگر تمام اصحاب چلے جاتے تو عذاب کا نزول ہو جاتا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی صفت رحمت اللعالمین ﷺ ہے، کیسے عذاب کا نزول ہونے دیتے آپ ﷺ نے اِس واقعہ کے بعد نماز جمعہ سے پہلے ہی خطبہ فرمانا شروع کر دیا۔

اِس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نمازِ جمعہ کے لئے خطبہ کی کتنی بڑی اہمیت ہے، اور جمعہ کے دن کو عید قرار دیا گیا۔ کیونکہ اِس دن اکٹھے ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ دورانِ خطبہ خشوع وخضوع کے ساتھ دو زانو ہوکر نا صرف خطبہ سنتے ہیں بلکہ اِس دوران ذکرِ الٰہی سا قطرہ کر کرتے ہیں۔ کیونکہ اِس میں تمام عوامل کو ایک خاص اہمیت ہے اور اِس کی تیاری کے تمام عوامل ذکرِ الٰہی میں آتے ہیں اور اِس آیت کریمہ میں واضح طور پر فکر کے ساتھ تمام اُمور کو منقطع کر کے اِس ذکر کی جانب دوڑ کر پہنچنے کا حکم فرمایا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک یہودی نے حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ ہم سال میں ایک دن کو جس روز حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لے گئے عید کی طرح مناتے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کا بھی کوئی یوم ایسا ہے۔ تو منبعِ فکر وحکمت و دانش حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا "اے لعین" ہم اِس دن کو سال میں ایک دن نہیں بلکہ ہر ہفتے بروز جمعہ کو عید کی طرح مناتے ہیں کیونکہ اِس دن ہمارے پیارے نبی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر تکمیلِ دین کی بشارت دی۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے۔

۵۰۔ {اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ}

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کی تکمیل کر دی۔" (سورۃ المآئدہ، آیت ۳، پارہ ۶)

اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں دو چیزیں دے کر جا رہا ہوں ایک قرآن مجید اور دوسری سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اِس پر عمل پیرا ہونے سے کامیاب ہو جاؤ گے۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بمثل ستارے ہیں، جن کی پیروی کرو گے تو فلاح پاؤ

گے۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اس فرمان ذیشان کی خوشی میں یوم جمعہ کا اہتمام عید کے موافق کرتے ہیں۔ یہ مخصوص ایام میں سے ایک یوم ہے مخصوص ایام کے متعلق قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے:

۵۱۔ {وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ}

ترجمہ: "اور اللہ کا نام لیں، جانے ہوئے دنوں میں۔"

(سورۃ الحج، آیت ۲۸، پارہ ۱۷)

تفسیر:

یعنی ذبح قربانی کے وقت دسویں سے بارھویں شام تک تکبیر یعنی "بسم اللہ"، "اللہ اکبر" پڑھیں۔ یہاں اِس ذکر سے مراد تلبیہ نہیں، کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی پر ختم ہوجاتا ہے۔

اِس کے علاوہ یہاں جانے والے دنوں سے یہ مراد بھی لی گئی ہے کہ انسان کی زندگی میں گزر جانے والا دن دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا اور اُس گزرے ہوئے دن میں جو وقت بندے نے ذکرِ الٰہی میں گزارا وہ کارآمد ہے اور جو وقت ذکرِ الٰہی سے خالی گزرا وہ بے کار ہے، اِس لئے ہمیں زندگی کے ہر پہلو کو اپنے لئے آخری تصور کرتے ہوئے توبہ استغفار کرتے ہوئے عبادت میں خوف اور خشوع وخضوع کے ساتھ گزارنا چاہیے۔ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، درود وسلام کا نذرانہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنا عبادت کے زمرہ میں آتا ہے اِس کے علاوہ بقیہ وقت ضائع کئے بغیر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہ کر دنیاوی فرائض وامور کو امانت داری سے انجام دینا چاہیے تاکہ ہر لمحہ عبادتِ الٰہی میں گزرے۔ ذکرِ الٰہی میں سب سے افضل ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" جسے ذکر نفی اثبات کہتے ہیں، ذاکر کو اپنے صاحبِ نسبت پیر ومرشد کی ذات اقدس کو محور ومنبع بنا

کر ذکر نفی اثبات میں مصروف رہنا چاہیے۔سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ، محبوبیہ میں "ذکر پاس انفاس نفی اثبات (خفی) کی تعلیم دی جاتی ہے جس کا حکم حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے دربار اقدس سے بذریعہ شمس العارفین نائب نبی حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن جہانگیری المعروف، طٰہٰ میاں سرکار" قدس اللہ سرہ العزیز ہوا۔جس کی ادائیگی کے دوران بندہ دنیاوی امور بااحسن خوبی انجام دے سکتا ہے اور خودنمائی کا اظہار بھی نہیں ہوتا۔اِس ذکر سے بندہ میں اپنے پیرومرشد کی صحبت محبت سے اختیار کرنے سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا عشق پیدا ہوتا ہے، جس سے ادب کے ساتھ ساتھ خوف اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور تزکیہ کے ساتھ تقویٰ نصیب ہو کر قُرب الٰہی کے بعد معرفت حاصل ہو کر علم و حکمت عطا ہو جاتا ہے۔قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے کہ:

۵۲۔ {اَلَمۡ يَأۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ}

ترجمہ: "کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس حق کے لئے جو اُترا۔"

(سورۃ الحدید، آیت ۱۶، پارہ ۲۷)

شانِ نزول:

ایک بار حضور سیدنا نبی کریم ﷺ دولت خانہ سے باہر تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ مسلمان آپس میں ہنس رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ہنستے ہو، ابھی تک تمہارے پاس امان نہ آئی، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے، فرمایا کہ اتنا ہی رونا، زیادہ ہنسا

دل کو مردہ کرتا ہے۔ خوفِ الٰہی اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے عشق میں رونا دل کو بیدار کرتا ہے۔

تشریح:

اِس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کو تنبیہہ فرمائی گئی کہ وہ خرافات سے پرہیز کریں اور ہر وقت اِس جستجو میں رہیں کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے، تاکہ مسلمان اپنے روزِ اول کے دشمن ابلیس کے مکر وفریب سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی پناہ میں رہیں۔ ساتھ ہی اِس بات کی بھی تاکید فرمائی گئی ہے کہ کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تمسخر نہ اُڑائیں جس سے اس کی دل شکنی ہو اگر ایسا ہو جائے تو اس کی دل جوئی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور نادم وشرمندہ ہو کر گریہ زاری کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی رحمت کا نزول ہو اور دل کو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے عشق سے اپنے صاحبِ نسبت پیر ومرشد کی تقلید میں روحانی بالیدگی نصیب ہو اور بندہ مومن اللہ تعالیٰ کے خوف اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے عشق کی جستجو میں ہمہ تن گوش ہو کر خشوع وخضوع سے حضوری پیش کرے تاکہ دل بیدار رہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ مسلمان بھائی کی دل جوئی حقوق العباد کی ادائیگی میں اہم جزو ہے، اِس کے لئے نا صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم حضرات کی دل جوئی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کو مشعلِ راہ بنا کر اپنے شیخ کی تقلید میں جاری رکھے، تاکہ دینِ اسلام کی اشاعت کا سبب بن سکے کیونکہ دینِ اسلام سلامتی کا منبع ہے۔ اِس سے بندہ مومن کو بھی اللہ تعالیٰ کی اِمان حاصل ہو گی بلکہ مقامِ فضیلت بھی نصیب ہو گا۔ اِس میں سب سے پہلا کام اللہ تعالیٰ کے ذکر کو یکسوئی سے [illegible] تسلسل کے ساتھ اپنانا ہے جس میں تمام احکاماتِ ربانی کا حضور

سیدنا نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے احاطہ ملتا ہے، بندہ جتنا ذکرِ الٰہی میں مصروف و مستغرق ہوگا اتنا ہی شر سے محفوظ ہو کر اللہ تعالیٰ کی امان پا کر مقامِ محفوظ کے مقامِ فضیلت کو حاصل کرے گا اور اس بندۂ مومن کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۵۳۔ {وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝}

ترجمہ: "اور نہ انہیں کچھ اندیشہ اور نہ کچھ غم۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۶۲، پارہ ۱)

ان کے متعلق قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے۔

۵۴۔ {وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝}

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے، تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔" (سورۃ القمر، آیت ۳۲، پارہ ۲۷)

مزید قرآن مجید میں اسی طرح ارشاد ہے کہ:

۵۵۔ {وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝}

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے، تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔" (سورۃ القمر، آیت ۴۰، پارہ ۲۷)

تشریح:

جیسا کہ سورۃ "ص" میں قرآن مجید کو نامِ ذکر سے بھی موسوم کیا گیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

۵۶۔ {صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ۝}

ترجمہ: "اس نامور قرآن کی قسم۔" (سورۃ ص، آیت ۱، پارہ ۲۳)

تفسیر:

یہاں ذکر بامعنی چرچا شہرت و ناموری ہے، قرآن پاک کو جتنی شہرت ملی اتنی کسی کو نہ ملی۔

چرچا:

چرچا ہندی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ چرچا کے معنی ہیں، تذکرہ، شہرت، گفتگو، صلاح، مشورہ،، بحث ومباحثہ۔ چرچا کی جمع چرچوں، چرچے۔

شہرت:

شہرت عربی زبان کا لفظ اور اِسم ہے۔ شہرت کے معنی ہیں، افواہ، شہرہ، چرچا، ناموری، نیک نامی، رسوائی بدنامی۔

ناموری:

ناموری فارسی زبان کا لفظ اور اِسم ہے۔ ناموری کے معنی ہیں، شہرت، نیک نامی۔ نام آوری کا مخفف ہے۔

تشریح:

ا۔ یہاں قرآن مجید کو ذکر بامعنی چرچا اور شہرت والا اس لئے لیا گیا ہے کہ قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو ہر ہر دور میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت ہر وقت کسی نہ کسی مقام پر کی جاتی ہے۔ اِس لئے قرآن مجید کو ذکر کے نام سے پکارا گیا ہے۔ قرآن مجید سے ہر دور

میں بلا تفریق مسلم و غیر مسلم سب نے استفادہ حاصل کیا اور کر رہے ہیں۔ اس لئے قرآنِ مجید کو مکمل ضابطہ حیات قرار دیا گیا کہ جس مسئلہ کا حل کہیں بھی نہ ملے، قرآنِ مجید اس سلسلہ میں مکمل راہنما و رہبر ثابت ہوا ہے۔

۲۔ قرآنِ مجید کو ناموراس لئے قرار دیا گیا کہ جہاں جا بجا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے اپنی ربوبیت اور شانِ کبریائی کا تذکرہ فرمایا اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے مبعوث فرمانے شانِ رسالت و محبوبیت، آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کا امام الانبیاء، خاتم النبیین ﷺ اور شفیع المذنبین ہونے کی مکمل تصدیق کر کے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو رحمت العالمین کے منصب جلیلہ پر فائز فرما کر آپ ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی ناموری کی شہرت فرمائی اور ہر جن و انس کو آپ ﷺ کے در اقدس سے وابستہ ہونے کا زرین مشورہ عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ سابقہ اُمتوں کی خودسری، رسوائی اور بدنامی پر گفتگو فرمائی اور اُن نازل ہونے والے عذاب الٰہی سے آگاہی فرمائی اور قیامت تک آنے والی اُمت محمدی ﷺ کو اُن افعال و اعمال سے بچنے، نیک نامی حاصل کرنے کی ترغیب فرمائی۔

۳۔ جیسا کہ ذکر بامعنی چرچا شہرت و ناموری ہے اور قرآن پاک کو جتنی شہرت ملی اتنی کسی کو نہ ملی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے اِس ذکر کو بھی آسان فرمایا اور سب سے افضل ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کو قرار دیا گیا ہے، بقیہ تمام عبادات کی ادائیگی کے لئے وقت، محل و وقوع کی پابندی لازمی ہے، جیسا کہ نماز کے لئے وقت مقرر ہے وقت کے گزر جانے کے بعد نماز قضاء ہو جاتی ہے، نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی رکعت فرائض، سنت و نوافل کے ساتھ

ساتھ وقت کا بھی تعین ہے اگر وقتِ مقرر پر پڑھی تو ادا ورنہ قضاء ہے۔ نماز قضاء میں سے فرض کی ادائیگی ممکن ہے لیکن اس نماز کے دوسرے واجبات کے چھوٹ جانے کی صورت میں ادائیگی ناممکن ہے اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے، اس لئے ہر عبادت کے لئے ایک وقتِ مقررہ لازمی ہے، فرض روزوں کی ادائیگی ماہِ صیام میں ہے بقیہ ایام میں نفلی روزے کہلائیں گے، حج کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر کعبۃ اللہ کا طواف، سعی کے لئے صفاء و مروہ کی مقدس پہاڑیاں اور اسی طرح حج کے دوسرے فرائض کے لئے ارکان کے ساتھ ساتھ جگہ اور وقت کا بھی تعین ہے اور یہ اراکین حج ان مقررہ جگہوں اور وقت کے علاوہ کہیں ادا نہیں ہو سکتے۔ یعنی احرام کے باندھنے سے لے کر تمام امورِ فریضہ کی ادائیگی کے لئے وقت مقرر ہیں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت بھی وقتِ مقررہ پر ہو سکتی ہے زوال کے وقت ممنوع احتیاط کے طور پر ہے، کیونکہ یہ کشمکش اور اضطراری وقت ہوتا ہے یعنی ایک وقت دوسرے وقت میں داخل ہو رہا ہوتا ہے اس لئے اِس وقت کو کشمکش اور اضطراری کیفیت کا وقت قرار دیا گیا ہے۔ شریعتی طور پر اس لئے احتیاط برتی گئی ہے کہ آتش پرست اور سورج پرست اِس وقت کو متبرک جان کر سورج کی پوجا کرتے تھے۔ لیکن اہلِ طریقت کے مطابق:

جو دم غافل ☆ وہ دم کافر"

ہے۔ اِس آیت کریمہ میں قرآن مجید کو آسانی سے یاد کرنا حضور پُر نور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے صدقے اور اپنے پیر و مرشد کے وسیلہ سے ممکن ہے۔ آیت کریمہ کے عنوان " ہے کوئی یاد کرنے والا" سے مراد اُن مقربین کی نشان دہی کی گئی ہے۔ جن کو اہلِ ذکر کہہ کر پکارا گیا ہے، جن میں

انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بندگی کا طریقہ سکھانے کے ساتھ ساتھ میثاقِ عہد کے عہد اور حکم "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کی یاد دہانی کرواتے ہیں۔ جس کے متعلق ارشاد ہے:

۶۳۔ {وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ}

ترجمہ: "اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا۔" (سورۃ المائدہ، آیت ۷، پارہ ۶)

یاد دہانی کے ساتھ اس کو عملی طور پر اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی مشق کرواتے ہیں۔ قرآن مجید جیسے عظیم کلامِ الٰہی کو اس کی تمام ہیئت کے ساتھ یاد کرنا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ نسبت کے بغیر ایک عام انسانی قوتِ حافظہ سے ماوراء ہے اس لئے بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرتا ہے۔

۶۴۔ {اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ}

ترجمہ: "ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، راستہ اُن کا جن پر آپ نے انعام فرمایا۔" (سورۃ الفاتحہ، آیت ۵،۶، پارہ ۱)

تفسیر:

اِس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستہ کی ہدایت ہے، کہ نماز کی ہر ہر رکعت میں اِس کی دعا کروائی گئی۔

۲۔ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہیں ۔ کیونکہ وہ ہی اللہ تعالیٰ کے انعام والے بندے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ذیشان ہے :۔

۶۵۔ {یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝}

ترجمہ :" اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۔ (سورۃ التوبہ، آیت ۱۱۹، پارہ ۱۱)

اور وہ راستہ صرف انبیاء اور اولیاء اللہ کا ہے ۔

۳۔ یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ملتی ہے ۔ نیز معلوم ہوا کہ گمراہوں کی گمراہی اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، نہ اُن جیسے عقیدے رکھے، نہ اُن جیسی شکل وصورت بنائے اور نہ ہی اُن کی بری رسمیں اختیار کرے ۔ اللہ تعالیٰ نے اِس التجاء پر راہنمائی فرمائی ۔

ارشاد ربانی ہے ۔

۶۶۔ {اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا۝}

ترجمہ :" جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا (انعام یافتہ اصحاب) یعنی انبیاء علیہم السلام، صدیق، شہید، نیک اصحاب یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ۔" (سورۃ النساء، آیت ۶۹، پارہ ۵)

مزید قرآن مجید میں اس کے متعلق نشان دہی فرمائی ۔

۶۷ {وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا}

ترجمہ :" اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو ۔" (سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۰۳، پارہ ۴)

حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ مذکورہ آیت کریمہ تلاوت فرما کر مریدین سے دریافت فرمایا:۔ بتاؤ اللہ تعالیٰ کی رسی کیا ہے۔؟ تو تمام غلاموں نے عرض کی حضور آپ علیہ السلام ہی بتائیں۔

آپ علیہ السلام نے بیان فرمایا:۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ کی رسی میں ہوں مجھے تھام لو تفرقہ سے بچ جاؤ گے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمانِ ذیشان سے ثابت ہوا کہ پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس جن کا سلسلہ نسبت حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے اور قول و فعل میں اپنے پیرانِ عظام کی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق جو شریعت و طریقت کی اصل روح ہے محبت سے پیروی کرتا ہے وہ اپنے مریدین کے لئے اولو الامر ہے۔ یہ صاحبِ نسبت اصحاب نا صرف قرآنِ مجید کی تعلیم طالب کے قلب میں نسبت کے ساتھ منتقل فرماتے ہیں بلکہ اس کی زندگی میں عملاً نافذ کرنے کے لئے یاد کرواتے ہیں بلکہ اس عہد الست کے عہد اور حکم کی یاد دہانی ذکر اللہ کے ذریعے کروانے کی مشق مسلسل بلا تعطل کرواتے ہیں، اس لئے انہیں اہلِ ذکر کہتے ہیں۔

عہد میثاق کی یاد دہانی کیا ہے؟

☆ ذکر کا عہدِ الست سے استدلال:۔ فرمانِ حضور سیدنا ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز:

ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کی تعمیل کی تکمیل منقطع ہوئے بغیر تسلسل سے جاری رکھنا ہی "عہدِ میثاق الست" کے عہد اور حکم کی من و عن تعمیل کا ذریعہ ہے۔ اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" ذکر نفی اثبات ہے اور اس ذکر کو ہر وقت جاری رکھنے سے ہی قرآن مجید کو یاد کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ قرآنِ مجید کو آسانی اور فہم کے ساتھ یاد کرنا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ

ؔسبت کے حصول کے بغیر ناممکن ہے۔جو اہل ذکر سے تعلق جوڑنے سے ملتا ہے،۔
ؔس لئے ذکر کرنے کے متعلق واضح حکم ہے کہ:

٦١ {وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا}

ترجمہ: "اور اللہ کی بہت یاد کرے۔"

(سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱، پارہ ۲۲)

تفسیر:

علماء کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں: کہ مومن میں یہ تین وصف جمع ہو جائیں۔

۱۔ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے امید۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر۔

تا کہ وہ دنیا اور آخرت میں عیش سے رہے کیونکہ انہیں مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر نصیب ہوتا ہے جن کو صاحب نسبت پیر و مرشد کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا نور نصیب ہو جائے تو اُن کو ذکر نصیب ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد اُن کو اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قُرب نصیب ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قُرب نصیب والوں کو ملتا ہے،یہ نعمت اولیٰ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق اور صاحب نسبت پیر و مرشد کی محبت سے صحبت اختیار کرنے سے ملتی ہے،اللہ تعالیٰ کا قُرب اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق اور صاحب نسبت پیر و مرشد کی محبت سے صحبت میسر آنا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔اُن کے متعلق ارشاد ہے:۔

٦٢۔ {وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ}

ترجمہ: "اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۲۳۱، پارہ ۲)

تفسیر:

کہ تمہیں اپنے حبیب ﷺ کی اُمت میں بنایا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے اور ذکر کی ایک قسم ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت یعنی حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر موجود ہے۔ یعنی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری انسانیت کے اُوپر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے۔ کیونکہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کا نور میسر آیا اور انسان کو کامل ہدایت اللہ تعالیٰ کا نور میسر آنے سے ملتی ہے، بغیر نور کے عبادت بھی زیرِ نفس ہو جاتی ہے اور بندہ غرور و تکبر کا شکار ہو کر ابلیس کے بہکاوے میں آجاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا نور عطا ہو جائے تو روح کو اُس کی خوراک ملنے سے طاقت میسر ہو جاتی ہے اور انسان بندگی کے تقاضے کے تحت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اِس احسانِ جلیلہ کے متعلق مزید ارشاد ہے۔

۷۔ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ﴾

ترجمہ: "اے لوگو، اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو۔"

(سورۃ فاطر، آیت ۳، پارہ ۲۲)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرنا بھی عبادت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہیں تو آپ ﷺ کی یاد بھی عبادت ہوئی خواہ اکیلے کی جائے یا جماعت میں جیسے میلاد شریف اور ذکرِ الٰہی۔

تشریح:

احسان ۔عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔احسان کے معنی ہیں۔

۱۔ نیکی، اچھا سلوک، بھلائی، مہربانی

۲۔ اچھے سلوک کا اعتراف، ممنونیت۔

۳۔ عمل خیر

جیسا کہ معنی سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی یہ ہے کہ نافرمانی کے باوجود بندے کی رہبری و راہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام اور سب سے بعد حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر انسانیت کی بھلائی کے لئے مبعوث فرمانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ناداروں، یتیموں اور دشمنوں سے بھی اچھا سلوک فرمانا اللہ تعالیٰ کی پروردگاری اور شانِ کریمی اور رحیمی کا اظہار ہے۔حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر من وعن اپنے پیرو مرشد کی تقلید میں عمل کرنا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور انسانیت پر مہربانیوں کا اعتراف ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور عنایات پر شکر گزاری کرنا اور ممنون ہونا بھی بندگی اور عمل خیر کے زمرہ میں آتا ہے۔بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ احسان کرنے والے کو ہر ہر پل یاد کرنا ذکر ہے اور اس احسان پر شکر کرنا اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی اور بڑائی کا اعتراف ہے تقاضائے بندگی اور انوار ربانی کے حصول کا مزید ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی یاد کا مطلب ذکر اللہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا طریقہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً کر کے دکھایا اور سکھایا۔بالمین اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم سے تابعین رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم سے تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ سے بندگانِ باری تعالیٰ سیکھ رہے ہیں اور قیامت تک آنے والے اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ ذکر اللہ کی تعلیم دیتے رہیں گے۔ذکر اللہ کا

تقاضا یہ ہے کہ بندے کے جسم ہر ہر تنفس اور خون کے ہر ہر قطرے سے ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی صدا بلند ہو، سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر ہر سانس سے ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" جاری رہے، اِس سے بندے کے باطن کو بھی پاکیزگی نصیب ہوجاتی ہے اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے احسان کو یاد کرنے اور شکرانہ ادا کرنے کا طریقہ ہے۔ سانس سے ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کرنے کا طریقہ صاحب نسبت پیر و مرشد سکھاتے ہیں جس سے ذاکر بندے کی سانس کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں بھی پاکیزگی آجاتی ہے اور ادب و خوف کے ساتھ تزکیہ و تقوی نصیب ہوجاتا ہے اور پیر و مرشد کے وسیلہ سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قُرب اور اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والوں کا ہی کامل ایمان ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

۱۷۔ { اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ }

ترجمہ: "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اُن کے دل ڈر جائیں۔" (سورۃ الانفال، آیت ۲، پارہ ۹)

تفسیر:

ذات و صفات کی آیات سے تو ہیبتِ الٰہی پیدا ہو اور آیاتِ عذاب سے خوف، آیاتِ رحمت سے شوق و ذوق پیدا ہو، آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں عشق کی جلوہ گری نہ ہو وہ کامل مومن نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کا اس جہان میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر مکمل تکیہ حضور سرورِ دوعالم سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر صاحبِ نسبت رہبر و راہنماء کی تقلید بے پناہ محبت سے عمل کرنا ہی بے خوفی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ایسا ہو کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی

کا بیان ہو یعنی جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو بندہ میں خوف پیدا ہو جائے اور خوف بھی یہ کہ اُس مالک کل جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کا ذرہ ذرہ ہے اور جو ہر پل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہے، کی رضا کے خلاف کوئی عمل نہ ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خشوع وخضوع، عشق ومحبت کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے کہ جسم کے ہر ہر رو سے ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" کی چاشنی اُبھرے اور یہ صرف اور صرف ذکر نفی اثبات (خفی) پاس انفاس سے ممکن ہے، جس کی تعلیم حاصل کرنے کا واحد ذریعہ صاحب نسبت اولیاء کرام رضی اللہ عنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ کرنے کے لئے ذرائع (وسیلہ، اہلِ ذکر) کے ساتھ ساتھ جگہ کی بھی نشان دہی فرمائی جہاں ذکر کرنے کی فضیلت عام جگہ سے کئی گنا زیادہ ہے، جیسا کہ کعبۃ اللہ، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد یں، اولیاء کرام رضی اللہ عنہ کے دربار۔ ارشاد ہے۔

۷۲۔ {فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ}

ترجمہ: "تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اُس کا ذکر کرو جیسے اُس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۹۸، پارہ ۲)

تفسیر:

اِس سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر وہ دعائیں پڑھی جائیں اور وہ ذکر کیے جائیں، جو حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں، کہ اللہ تعالیٰ نے اُسی کی ہدایت فرمائی ہے۔ تاکہ ذکر کے اثر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہو جائے اور یہ بہت مفید ہے۔

تشریح:

مشعر:

عربی زبان کالفظ ہے۔ اسم ہے۔ مشعر کے معنی ہیں قربانی کی جگہ۔

حرام:

عربی زبان کالفظ اور صفت ہے۔ حرام کے معنی ہیں۔

۱۔ حرمت والا۔ عظمت والا۔ پاک۔ بڑائی والا

۲۔ خلافِ شرع۔ ناجائز۔ ناروا۔ غیر مباح۔

۳۔ ناپاک۔ پلید۔ نجس۔

۴۔ بدکاری۔ زنا۔ رشوت۔

جیسا کہ معنی سے ثابت ہے کہ حج کے دوران جانور کی قربانی پیش کرنا بھی مراد ہوسکتا ہے اور دوسرا نقطہ یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کی عظمت وحرمت کے لئے ہمیں اپنی جان کی قربانی پیش کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اِس کی عظمت کی واضح دلیل یہ ہے کہ اس کی بنیاد سب سے پہلے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا سے رکھی اور پھر اسی بنیاد پر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا اسماعیل رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور اللہ کے حکم سے تمام مخلوقِ انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے پکارا اس کی بڑائی جنت کے پتھر حجرِ اسود کے لگنے سے اور بڑھ گئی کعبۃ اللہ کے عین اوپر سات آسمانوں میں سے ساتویں آسمان پر اور عرشِ معلّٰی کے قریب کعبۃ اللہ کی شکل کی عمارت موجود ہے، اُس کو "بیعت المعمور" کہتے ہیں۔ جہاں فرشتے ہر وقت طواف اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، کعبۃ اللہ کی عظمت وتوقیر ہمارے نبی

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی بدولت اور بڑھ گئی جب آپ ﷺ نے اس خواہش کا خیال فرمایا: کہ کاش، مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کے بجائے بیت الحرام ہو۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس نے بیت اللہ شریف میں خون بہانے کے ساتھ ساتھ ہر برے اور مکروہ اور غیر مباح فعل کو ممنوع و حرام قرار دیا اور حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس نے کعبۃ اللہ کو جائے امن قرار دیا اور اس کی عظمت و حرمت، پاکیزگی اِس حد تک بلند ہے کہ جو فعل عام زندگی کے اندر حلال ہیں لیکن کعبۃ اللہ میں اُن کو بوجہ غلاظت و ناپاکی حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ خاوند اور بیوی کا عام زندگی میں حق زوجیت میں اختلاج حکماً حلال ہے اور جس کی ادائیگی نہ کرنا گناہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ لیکن کعبۃ اللہ کی عظمت و پاکیزگی کی اہمیت کے مدِنظر وہاں اس چیز کا خیال بھی کرنا حرام و ممنوع ہے۔

مشعرِ حرام کے پاس دعاؤں سے مراد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ درود شریف اور ذکر اللہ کیا جائے، جیسا کہ ہمارے نبی حضور سیدنا محمد ﷺ نے ہمیں عملاً کر کے دیکھایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن تعلیمات پر من وعن عمل کیا جو کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت و بڑائی کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ یہ وہ مقدس مقام ہے، جہاں پر کوئی بھی دعا و التجاء رد نہیں ہوتی کیونکہ یہ مقام ہمارے آقا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے صدقہ میں مقامِ قبولیت ہے۔ اس لئے ہم پر بھی فرض ہے کہ کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت اور پاکیزگی کو مدِنظر رکھیں اور جب تک وہاں رہیں اپنا وقت خشوع و خضوع اور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام کا نذرانہ بھیجتے رہیں جو ہمارے لئے باعث نجات ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت کو قائم رکھنے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہ کریں۔

شریعت کی رو سے مسجدِ حرام (کعبۃ اللہ) میں گناہ کے متعلق سوچنا بھی حرام

اور مستجب سزا ہے، لیکن طریقت کی رو سے تمام زمین میں کہیں بھی گناہ کا خیال آنا قابلِ گرفت وسزا ہے۔ کیونکہ اہلِ طریقت ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مستغرق رہنے کے پابند ہیں اور خواص میں ہونے کی وجہ سے اُن کا کوئی لمحہ ذکر الٰہی سے خالی نہیں ہوتا۔ اِس لئے قرآنِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

۳۷۔ {فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ}

ترجمہ: "تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اُس سے زیادہ۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۰۰، پارہ ۲)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اچھی چیز ہے، کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ داداؤں کا کرتے تھے اور کفارِ عرب اپنے باپ کا ذکر اعلانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے، تو اِس لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی اعلانیہ کرنا چاہیے۔

تشریح:

اِس آیت کریمہ میں باپ دادا سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اہلِ عرب اپنے باپ دادا کے قصے بیان کر کے ڈھینگیں مارا کرتے تھے اس لئے اُن کی سرزنش کی گئی۔ لیکن یہاں اِس آیتِ کریمہ سے اُن کا ذکر مراد ہے۔ جن کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تمام ہوتی ہے اور اُن کا شمار اہلِ ذکر میں ہوتا ہے۔ اِس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر محبت اور عشق کے ساتھ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا لازم ہے اور باپ دادا سے مراد وہ صاحبِ نسبت اکابر ہیں جن کی تقلید محبت و عشق سے ہم پر فرض ہے کیونکہ اِن کا سلسلہ

نسبت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے جاملتا ہے۔جس کے بغیر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس تک رسائی ناممکن ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کے نذرانے محبت اور حضوری کے ساتھ بھیجنا اور اپنے اکابرین یعنی اولیاء اللہ (اپنے پیرو مرشد، دادا مرشد، پردادا مرشد اور بعین اسی طرح سلسلہ باسلسلہ شجرہ طیبہ کے تمام بزرگوں) کو یاد کرنا اور اُن کی راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا اور درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنا بھی نا صرف خیر و برکت ہے بلکہ ذکر الٰہی کے زمرے میں آتا ہے۔جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

☆ {اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ}

ترجمہ: "حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور اُن کا جو تم میں اولیٰ الامر ہیں۔" (سورۃ النساء، آیت ۵۹، پارہ ۵)

تفسیر:

خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم، مرشد کامل، فقیہہ، مجتہد یا دنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی احکام لیکن دینی احکام کی اطاعت دنیاوی احکام پر بھی واجب ہوگی مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ "نص" کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے۔اِس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔

پیرو مرشد کی تقلید میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جب آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے تو آپ کے مدِنظر اپنے پیرو مرشد کی ذات جن کی ہستی رہبر و رہنماء ہے کی یاد ہوگی۔جب

اپنے شیخ کی ذاتِ اقدس کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو یاد کریں گے تو اُس یاد میں پیر و مرشد کی یاد بھی شامل ہو جائے گی۔یعنی پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس جو کہ فنافی الرسول ﷺ اور فنافی اللہ کی منزل پا چکے ہوتے ہیں کو یاد کرنا عین حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔کیونکہ پیر و مرشد کے ذریعہ سے ہی صاحبِ نسبت ہوا جا سکتا ہے اور پیر و مرشد کا تعلق اپنے پیر و مرشد سے اور اُن کا تعلق اپنے پیر و مرشد سے یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے جا ملتا ہے۔جسے ہم شجرہ طیبہ کا نام بھی دیتے ہیں، شجرہ طیبہ کو پڑھنا بھی باپ دادا کی یاد میں شمار ہوتا ہے اور باعثِ فیض و برکات ہے۔

اِس کی مثال ایسے ہے کہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ پر تشریف فرما تھے کہ ایک مسافر آیا اور اُس نے دور سے دیکھ کر یہ خیال کیا کہ دریا پر ملاح اپنی کشتی کے ساتھ موجود ہے اس کے ذریعے میں دریا پار کر جاؤں گا لیکن جب قریب آ کر دیکھا تو پریشان و حیران ہو گیا کہ حضور سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ پانی پر مصلیٰ (جائے نماز) بچھا کر کھڑے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر مسافر نے اپنا مدعا بیان کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری ڈیوٹی بھی پار لگانے کی ہے۔آؤ تمہیں دریا کے پار تمہاری منزل پر پہنچا دیں،مسافر کا ہاتھ پکڑ کر جائے نماز پر کھڑا کر لیا اور فرمایا کہ "یا جنید رضی اللہ عنہ، یا جنید رضی اللہ عنہ" کہنا شروع کر دو اور آپ رضی اللہ عنہ نے خود "یا اللہ، یا اللہ" کہنا شروع کر دیا اور مصلیٰ پانی پر چلنا شروع ہو گیا آگے چل کر ابلیس لعین نے مسافر کو بہکایا کہ خود تو "یا اللہ" کا ورد کر رہے ہیں اور تم سے "یا جنید رضی اللہ عنہ" کا ورد کروا رہے ہیں،مسافر نے ابلیس کے بہکاوے میں آ کر "یا جنید رضی اللہ عنہ" کی جگہ "یا اللہ" کہنا شروع کر دیا اور ڈوبنے لگا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کے شور مچانے پر فرمایا: کہ "یا جنید رضی اللہ عنہ" کہو مسافر نے جب دوبارہ "یا جنید رضی اللہ عنہ" کہنا شروع کیا تو دوبارہ سفر

تیراکی شروع ہوگیا لیکن ابلیس نے کئی مرتبہ بہکایا، جب سفر تمام ہوا تو مسافر نے حیران وششدر ہو کر سوال کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ خود تو "یا اللہ" کا ورد فرمارہے تھے لیکن مجھ سے "یاجنید رضی اللہ عنہ" کا ورد کیوں کروایا؟۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: کہ پہلے "جنید رضی اللہ عنہ" تک تو پہنچ پھر "اللہ تعالیٰ" تک پہنچے گا۔

اس سے یہ چیز ثابت ہوئی کہ پہلی منزل پیرومرشد کی ذاتِ اقدس ہے۔ جب پہلی منزل پر مرید پہنچ جائے گا تو دوسری منزل یعنی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو پانے کا سفر شروع ہوجائے گا، اس منزل کے حصول کے بعد تیسری منزل اللہ تعالیٰ کو پانے کی ہے۔ یعنی پہلی منزل فنافی الشیخ، دوسری منزل فنافی الرسول، اور تیسری فنافی اللہ ہے۔ اس لئے پہلی منزل کو پانے کے لئے صاحبِ نسبت سے تعلق قائم کرنا لازمی شرط ہے اس آیت کریمہ میں اس کے متعلق واضح ارشاد ہے۔

☆ {وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا}

ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔" (سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۰۳، پارہ ۴)

تفسیر:

بعض مفسرین نے فرمایا: کہ "حبل اللہ" حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک ہے، لہٰذا آلِ رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی ہدایت ونجات کا ذریعہ ہے، اور بعض کے نزدیک "حبل اللہ" خود حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جیسے کنویں میں گرا ہوا آدمی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے، ایسے ہی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اتفاق وہ اچھا ہے جو اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی

کریم ﷺ کی اطاعت پر کیا جائے۔ ان کا راستہ چھوڑ کر اتفاق کرنا۔ اتفاق نہیں بلکہ لعنت ہے۔

تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ کامل ولی اللہ ہیں جن کا سلسلہ نسبت حضور نبی کریم ﷺ سے جاملتا ہے۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام نے مذکور آیت مبارکہ کے استدلال میں فرمایا: اِس دور میں اللہ تعالیٰ کی رسی میں ہوں۔ مسلمانوں کو قیامت کی تیاری اور اپنی اصلاح کے لئے قرآن مجید اور حدیث مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔

☆ {فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝}

ترجمہ: "تو اے لوگو، اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔"

(سورۃ النحل، آیت ۴۳، پارہ ۱۴)

۱۔ اہلِ ذکر وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۲۔ جو اللہ کے ناموں کا ذکر وظائف کی صورت میں کرتے اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

۳۔ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ذکر کی محافل سجاتے ہیں۔

۴۔ اہلِ ذکر کی منزل پانے کے لئے صاحب نسبت پیر و مرشد کے ساتھ محبت کے ساتھ تعلق ہونا لازمی ہے اور پھر کامل پیر و مرشد سے محبت و راہنمائی اور تربیت حاصل کی جائے۔

۵۔ کیونکہ پیر و مرشد، رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ سے محبت کا وسیلہ اور راستہ ہیں۔

۶۔ جب پیر و مرشد سے یہ چیزیں حاصل ہو جائیں گی تو اعمال صالح ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہو جائے گا۔

☆ حدیث مبارکہ ہے۔

(الدنیاء مزرعۃ الاخرۃ)

ترجمہ: "دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

ان تمام کاموں کے لئے کامل مرشد کا ساتھ بہت ضروری ہے۔ جو دنیا کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنا سکھائیں اور روزِ قیامت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے راہِ نجات حاصل کی جاسکے۔ جو اپنی، اپنے اہل خانہ اور معاشرہ کی اصلاح و بھلائی کے لئے ضروری ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۷۴۔ {وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝}

ترجمہ: "اور اُس کے مضمون کو یاد کرو اس اُمید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۶۳، پارہ ۱)

تشریح:

یہاں مضمون سے مراد وہ عہد ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے لیا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۷۵۔ {اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ}

ترجمہ: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔"

تو ارواح نے جواب دیا۔

☆ {قَالُوْا بَلٰى}

ترجمہ: "سب بولے کیوں نہیں۔" (سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۲، پارہ ۹)

اس میثاقِ عہد کو یاد رکھنا ہی اس مضمون کا مغز ہے ور اُس کے لئے بہترین

ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ذکرِ نفی اثبات پاس انفاس (خفی) اِس کا بہترین ذریعہ ہے جس سے بندہ کو تزکیہ کے ساتھ پرہیزگاری نصیب ہوتی ہے، جب بندہ اپنی سانس کے اخراج کے ساتھ ذکر "لَآ اِلٰهَ" کرتا ہے تو تمام فاسد مادے جو شیطانی وسواس سے بندہ کے دل میں پیدا ہوتے ہیں خارج کرتا ہے اور "اِلَّا اللّٰه" کی ضرب کے ساتھ اپنے قلب میں اللہ واحدہٗ لاشریک کی ذات کو قائم کرتا ہے، جس سے بندہ کے دل میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت اپنے صاحب نسبت پیر و مرشد کی تعلیمات کی روشنی میں معجزن ہوتی ہے اور بندہ کو پرہیزگاری نصیب ہوتی ہے، اور جب پرہیزگاری نصیب ہو جائے تو تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے، تقویٰ نصیب ہونے پر اپنے پیر و مرشد کی ذات کے وسیلہ سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے، اور جب قربِ الٰہی نصیب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اِس لئے ذکرِ الٰہی کے متعلق مزید ارشاد ہے کہ:

۷۶۔ {وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۝}

ترجمہ: "اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (سورۃ الفتح، آیت ۹، پارہ ۲۶)

تفسیر:

یعنی پنج وقتہ نماز کی پابندی کرو۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چار نمازیں شامل ہیں۔ نماز کی ادائیگی وقت مقررہ کے مطابق فرض عین اور ظاہری بدنی عبادت ہے اور اِس کے لئے مکمل دن میں سے دو گھنٹے سے زیادہ صرف نہیں ہوتے۔ بقیہ وقت بندے کا ضائع ہوتا ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ہر ہر پل اللہ تعالیٰ کی یاد کا حکم ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

☆ {فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ}

ترجمہ: "پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔"

(سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵)

ذکر کی اہمیت کے متعلق مزید ارشادِ ربانی ہے کہ:

۷۷۔ {وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا}

ترجمہ: "اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا۔" (سورۃ طٰہٰ، آیت ۹۹، پارہ ۱۶)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو علم لدنی عطا ہوا جس سے آپ ﷺ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے خبردار تھے، یہ قرآن مجید اس علم کا بیان ہے اور لوگوں کی تعلیم کے لئے فرمایا۔

۷۸ {عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ}

ترجمہ: "اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔"

(سورۃ النساء، آیت ۱۱۳، پارہ ۵)

تفسیر:

معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا کیونکہ دھوکہ وہ کھائے جو بے خبر ہو، البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علومِ غیبیہ اپنے

حبیب ﷺ کو سکھا دیئے اور حضور سید نا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

☆ {فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ}

ترجمہ: یعنی "ہر چیز میرے سامنے تھی اور مجھے سب کچھ معلوم تھا۔"

اور قرآنِ مجید میں ہے۔

۷۹۔ {تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ}

ترجمہ: "کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔"

(سورۃ النحل، آیت ۸۹، پارہ ۱۴)

تفسیر:

یعنی قرآنِ کریم دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: "کہ ہم نے قرآنِ کریم میں کوئی چیز چھوڑی نہیں۔"

اسی لئے جب حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور سید نا نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، کہ کیا کسی کی نیکی آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں تو آپ ﷺ نے فوراً فرمایا: ہاں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور سید نا نبی کریم ﷺ زمین پر تو سارے اُمتیوں کے نیک اعمال کی گنتی جانتے ہیں اور آسمانوں کے تمام چھوٹے بڑے تاروں کے شمار سے واقف ہیں، برابری وہی بتا سکتا ہے جو دونوں کی تعداد جانے۔

تشریح:

یہ وہ ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے براہِ راست حضور سید نا نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر پر منتقل فرما کر قلبی عبادت کا اہتمام عطا فرمایا اور اس ذکر کی

معراج کو پانے کے لئے انوارِ تجلیات کی بارش کر کے تصور یعنی مراقبہ کی تعلیم عطا فرمائی جس کو اختیار کرنے سے بندہ کو فنائیت کی منازل نصیب ہوتیں ہیں، کیونکہ طالب اپنے مطلوب کو پانے کے لئے اپنے دل و جان کو مکمل طور پر مستغرق کر کے دل کی گہرائیوں سے خشوع و خضوع کے ساتھ یاد کرتا ہے تو کرم نوازی ہو جاتی ہے۔ اِس ذکر کو نفی اثبات کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ اِس ذکر کے اصطلاحی معنی یہ ہیں قلب کو ہر غیر سے پاک کر کے صرف اُس ذاتِ سبحانہٗ کو قائم کرنا۔ قلب کا تعلق تنفس سے ہے اس لئے سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، شکوریہ، محبوبیہ، میں دی جانے والی ذکر کی تعلیم جسے ذکر نفی اثبات پاس انفاس خفی کہتے ہیں، یہ ذکر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بذریعہ حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمن المعروف طٰہٰ میاں سرکار قدس اللہ سرہ العزیز ہمارے حضور قبلہ عالم حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کو خلعتِ تاجِ جہانگیری کے ساتھ عطا ہوا۔ اِس ذکر پاس انفاس نفی اثبات خفی کے ذریعے ہر سانس کے ساتھ قلب کو پاکیزگی نصیب ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو قائم کرنے کی بلاتعطل مسلسل مشق کروائی جاتی ہے۔ مزید ارشاد ہے کہ:

۸۰۔ {وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ}

ترجمہ: "اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اُتارا۔"

(سورۃ الانبیاء، آیت ۵۰، پارہ ۱۷)

تشریح:

ذکر کی برکت سے مراد یہاں یہ ہے کہ:

۱۔ اِس کو ذکر نفی اثبات کہتے ہیں یعنی دل سے تمام فرسودات کی نفی کر کے صرف حق تعالیٰ کی ذات کو قائم کرنا۔

۲۔ اِس ذکر کا تعلق قلب سے ہے جو نفس کے ذریعے حرکت کر رہا ہے یعنی ہر سانس کے ساتھ ذکرِ الٰہی کیا جاتا ہے، اِس لئے اِسے ذکرِ نفی اثبات پاسِ انفاسِ خفی کہتے ہیں۔

۳۔ اِس ذکر کی تعلیم دیتے وقت مشائخِ عظام رضی اللہ عنہم طالب کے قلب میں نورِ نسبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منتقلی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی منتقلی کا یہ طریقہ روزِ اوّل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو، حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پھر تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور جو بندگانِ الٰہی اِن سے تعلق جوڑتے ہیں اُن کو عطا کیا جاتا ہے، اِس کے لئے محبت کے ساتھ بیعت شرط ہے۔

۴۔ نورِ نسبت کی برکت سے عبادت زیرِ نفس نہیں ہوتی اور بندہ تکبر سے بچا رہتا ہے۔

۵۔ اِس ذکر کی عبادت میں باقاعدہ اہتمام کی ضرورت نہیں صرف قلبِ حضوری کی ضرورت ہے۔

۶۔ اِس ذکر کا تعلق قلبی عبادت سے ہے اور بلا تعطل مسلسل کی جا سکتی ہے، جس میں ریاکاری کا احتمال نہیں۔

۷۔ اِس ذکر کی مسلسل بلا تعطل مشق کی برکت سے طالب کا قلب جاری ہو جاتا ہے۔

۸۔ اِس ذکر کی برکت سے بندہ کو آخری سانس کے نکلنے کے ساتھ بھی کلمہ طیبہ کا ورد نصیب ہو جاتا ہے۔

۹۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

۸۱۔ {وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ}

ترجمہ: "اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں۔" (سورۃ الزمر، آیت ۴۵، پارہ ۲۴)

تفسیر:

یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُن کے دل بگڑتے نہیں ہیں جس کا اثر چہروں پر ظاہر ہوتا ہے۔

۱۰۔ اس ذکر کی برکت اس سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے خود اس کی حفاظت کی نوید سنائی۔

ارشادِ ربانی ہے:

۸۲۔ {اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝}

ترجمہ: "بے شک ہم نے اُتارا یہ ذکر اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔" (سورۃ الحجر، آیت ۹، پارہ ۱۴)

تفسیر:

قرآن مجید بامعنی ذکر کے ہے یعنی قرآن مجید کا ایک نام ذکر ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ اس کے احکام، سب اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دیئے ہیں الفاظ تو اس طرح ہیں اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور معانی و احکام اس طرح کہ اگرچہ بعض لوگ تحریف کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام مٹنے نہیں پاتے وہ باعین موجود رہیں گے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی حدیثوں کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماء و مشائخ کا سلسلہ قائم فرمایا: اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن مجید کی معنوی حفاظت کا ذریعہ ہے اور مشائخ عظام رضی اللہ عنہم و علماء حق وارثِ انبیاء ہیں، جن میں

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم پنج تن پاک رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم، اولیاء عظام رحمہم اللہ شامل ہیں۔ جو اہل ذکر ہیں، ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اور طریقہ سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے ان کے ذریعہ سے نا صرف اپنے احکام کی حفاظت فرمائی۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے زاد راہ اور مشعل راہ بنا کر اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان مہیا فرمایا۔ اس لئے حکم ہے۔

۸۳۔ {فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝}

ترجمہ: "تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو، اور جب صبح ہو۔"

(سورۃ الروم، آیت ۱۷، پارہ ۲۱)

تفسیر:

یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں یا ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح و تحمید سب ہی کچھ ہے۔ اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے۔ لہٰذا چاہیے کہ ہر حالت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے شروع ہو۔ جیسا کہ سورۃ الروم میں مزید ارشاد ہے کہ:

۸۴۔ {وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝}

ترجمہ: "اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔"

(سورۃ الروم، آیت ۱۸، پارہ ۲۱)

تفسیر:

یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تمام آسمان و زمین والے خصوصیت سے ان اوقات

میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں، اے انسان تم اشرف الخلق ہو تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو یا یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان والوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد لازم ہے کہ وہ ان کے خالق و رازق ہے۔ عَشِيًّا میں نمازِ عصر اور تُظْهِرُوْنَ میں نمازِ ظہر مراد ہے کیونکہ "ظہر ظہیرۃ" سے بنا یعنی دو پہر۔ خیال رہے کہ عربی میں صبح سے دوپہر تک "غدا" دوپہر سے رات کے اول حصہ تک "عشاء" اور نصف رات کے بعد کو "سحور" کہتے ہیں۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز اور ذکر کی پابندی کرے وہ گویا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہتا ہے۔

تشریح:

۱۔ آیت ۷ اکی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کم از کم دو وقت کرنے کے لئے سختی سے حکم فرمایا گیا ہے، کیونکہ مکمل یوم (دن) کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ دن۔

۲۔ رات۔

دن کا آغاز صبح صادق سورج کی لالی آنے سے شروع ہو کر بوقت غروب آفتاب ختم ہوتا ہے اور رات کا آغاز بعد از مغرب شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے۔ اس تبدیلی وقت کو انقلاب کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ ایک حصہ ختم ہو رہا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں اوقات کو فضیلت اس لئے عطا ہوئی کہ ان اوقات میں دونوں وقتوں پر ڈیوٹی پر مامور فرشتے مل کر عبادت کرتے ہیں اور ذکر اللہ کرنے والے کی تعریف وتوصیف اللہ تعالیٰ کے حضور میں تشکر کے ساتھ کرتے ہیں۔

۲۔ آیت ۱۸ میں دو وقت کے ساتھ ساتھ دوسرے اوقات میں بھی ذکر اللہ

کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے ،تا کہ بندہ کسی وقت بھی اِس انعام اولیٰ سے خالی نہ رہے اور شیطان کی ریشہ دوانیوں سے بچ کر حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر اپنے صاحب نسبت پیر و مرشد کی راہنمائی میں محبت سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے حصار میں رہے۔لیکن حضور سرورِ عالمین حضرت سید نا محمد ﷺ کی سنت کاملہ کے مطابق حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی کوتاہی نہ کرے اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھی جاری رکھے اور کوئی لمحہ بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو، جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سید نا سلطان باہو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ہتھ کار ول۔۔دل یار ول"۔

اس کے لئے ذکر نفی اثبات سب سے بہترین ذکر ہے، ذکر نفی اثبات میں پاس انفاس (خفی) جس کا حکم براہ راست فخر موجودات، رحمت اللعالمین سید نا نبی کریم ﷺ نے صاحبزادہ حضرت شمس العارفین پیر سید نا مخصوص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز المعروف حضرت طٰہٰ میاں سرکار رضی اللہ عنہ (سجادہ نشین دربار جہانگیری چاٹگام) کو فرمایا،اِس ذکر کی ادائیگی کے دوران، ذاکر، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کے فرائض کی ادائیگی کا فریضہ بھی بااحسن طریقہ سے انجام دے سکتا ہے اور کسی قسم کی خودنمائی کا بھی اظہار نہیں ہوتا، کیونکہ اِس ذکر نفی اثبات خفی (پاس انفاس) کی ادائیگی سانس کے ذریعہ سے ہے اور سانس جب تک جاری ہے ذکر بھی جاری رہے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آخری سانس بھی ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کی ادائیگی کے ساتھ نکلے گی اور یہ ہی مقصود بندگی ہے۔"الحمدُ للہ" حضور قبلہ عالم راہنمائے اولیاء حضرت سید نا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز نے حکم دربار رسالت ﷺ جو بذریعہ صاحبزادہ حضرت شمس العارفین پیر سید نا مخصوص الرحمن قدس اللہ سرہ العزیز المعروف حضرت طٰہٰ

میاں سرکار رضی اللہ عنہ حضور قبلہ عالم سیدنا راہنمائے اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز کو ہمارے سرکار حضور ضیاء العارفین حضرت سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز دیگر معززین سلسلہ عالیہ کی موجودگی میں ۱۹۶۳ء کراچی میں موصول ہوا، اپنے سلسلہ عالیہ قادری چشتی، ابوالعلائی، جہانگیری، شکوری میں تعلیم فرمائی اور "الحمدُللہ" حضور قبلہ عالم سیدنا راہنمائے اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء اور صاحبزادگان اِس حکم بابت ذکر پاس انفاس نفی اثبات (خفی) کی بجا آوری من وعن فرما رہے ہیں۔

عاشق صادق ذاکر کی توصیف قرآنِ مجید میں یوں بیان فرمائی ہے۔

☆ {اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ}

ترجمہ: "کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اُن کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔" (سورۃ الحج، آیت ۳۵، پارہ ۱۷)

تفسیر:۔

اِس میں تلاوتِ قرآن مجید، وعظ، ذکر کے حلقے، تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا سب داخل ہے۔

تشریح:

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بڑائی اور شان بیان کی گئی ہے، اِس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو اُس وقت جائے ذکر پر اللہ تعالیٰ کی انوارِ تجلیات کا نزول ہو رہا ہوتا ہے اور اگر ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اندر خشوع و خضوع سے مستغرق ہو تو ذاکر کو اُس انوارِ تجلیات کا نظارہ بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اُن انوارِ تجلیات کی تاب لانا انسانی عقل و فہم سے بالا ہے اِس لئے ذاکر کا قلب اللہ تعالیٰ کے نور کی تاب نہ لاتے ہوئے خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اُس پر وجدان کی کیفیت طاری ہو

جاتی ہے۔اور جب ذاکر انوار تجلیات کا نظارہ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر بھی اُس کا دل اِس خوف میں رہتا ہے کہ کہیں اِن نوازشات کرم سے وہ محروم نہ ہو جائے اور وہ بندہ پہلے سے زیادہ خشوع وخضوع کے ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے عشق میں ڈوب کر اپنے پیرومرشد کے بتائے ہوئے طریقہ پر محبت سے عمل کرتے ہوئے زیادہ ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور یہاں سے اُس کو عشق کے ساتھ ادب کی منزل عطا ہو جاتی ہے۔جب ذاکر کو ادب نصیب ہو جاتا ہے تو اُس میں خوف کی کیفیت زیادہ ہو جاتی ہے جس سے اُس کے اندر تزکیہ کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور ذاکر پرہیز گاری کی منزل پالیتا ہے۔جب ذاکر کو مکمل طور پر مقام تزکیہ نصیب ہو جاتا ہے جس کو اپنے پیرومرشد کے ذریعے ہر وقت اور ہر مقام پر قائم رکھنا ہوتا ہے تو ذاکر کو آقا و مولا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے عشق کی بدولت اپنے پیرومرشد کی محبت کے ساتھ پیروی کے طفیل اللہ تعالیٰ کا قُرب نصیب ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قُرب نصیب ہو جائے تو علم معرفت حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہے جس سے ذاکر پر علم وحکمت کے اسرار و رموز کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔لیکن یہ سب انعامات اور نوازشات اپنے صاحب نسبت پیرومرشد جن کا شمار اہل ذکر میں ہوتا ہے کی محبت کے ساتھ پیروی یعنی ہر لمحہ ذکر اور تصور شیخ میں مستغرق رہنے سے نصیب ہوتے ہیں اور سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" ہے۔جس کو ہر وقت جاری رکھنا اور دنیاوی اور حقوق العباد کی ادائیگی کے دوران جو فرض عین کی حیثیت رکھتے ہیں ذکر نفی اثبات پاس انفاس (خفی) سے ممکن ہے جس سے ذاکر کی کوئی سانس بھی ذکرِ الٰہی سے خالی نہیں رہتی۔جس کی ہدایت سلطان العارفین حضرت سیدنا سلطان باہو رضی اللہ عنہ نے اِس طرح فرمائی۔

"ہتھ کار ول۔۔دل یار ول"۔

جس طرح ذکر کی اللہ تعالیٰ نے فضیلت بیان فرمائی اور اسی طرح ذکر کرنے والے کو مقام فضیلت کی نوید عطا فرمائی اور جس مقام مخصوصہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اجتماعی یا انفرادی طور پر کیا جائے اُن مقامات کی فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا۔

۸۵۔ {فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ}

ترجمہ: "ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اُن میں اُس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اُن میں صبح اور شام۔" (سورۃ النور، آیت ۳۶، پارہ ۱۸)

تفسیر:

گھروں سے مراد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں یعنی خانہ کعبہ، مسجدیں، خانقاہیں، اور اولیاء اکرام رضی اللہ عنہ، کے دربار شامل ہیں اور یہ شعائر اللہ بھی ہیں ان جگہوں پر ذکر اللہ کرنے کی فضیلت اِس لئے بھی زیادہ ہے کہ بندہ دنیاداری کے تمام لوازمات سے کٹ کر ذکر کرنے والوں کے اجتماع میں شامل ہو کر ذکر اللہ کرتے ہیں۔ اِس طرح کہ یہ عمارتیں دوسری عمارتوں سے اونچی ہوں، کیونکہ اِن کا شمار شعائر اللہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو پاک صاف رکھنے کے ساتھ ساتھ اِن کی تعظیم و توقیر بھی کی جائے۔ ان میں دنیاوی کاروبار نہ کیے جائیں غرضیکہ یہ آیت آداب مسجد، خانقاہ اور دربار اولیاء اللہ میں ہے۔ یہ مسلمانوں کے متبرک مرکز ہیں، کیونکہ اِن میں پانچ وقت نماز کے ساتھ ساتھ صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذکر تلاوت قرآن مجید اور تسبیحات کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اِس آیت کریمہ سے دو وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح (ذکر) کرنے کی بالخصوص تاکید ہے۔ معلوم ہوا کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بہت اعلیٰ وقت ہیں کہ یہ زندگی کی

دکان کھلنے اور بند ہونے کا وقت ہے۔ کیونکہ اِن وقتوں میں صبح اور شام کے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور وہ ذاکر کو محوِ ذکر دیکھ کر رشک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذاکر کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھی جگہ اور اچھے وقت عبادت کرنا اعلیٰ ہے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں اُن گھروں کا تذکرہ موجود ہے جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے سب سے افضل و اعلیٰ گھر خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور تمام مساجد، خانقاہیں اور اولیاء اللہ رضی اللہ عنہ کے دربار شامل ہیں جن میں صبح و شام نماز، تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اِن کو مقام فضیلت حاصل ہے اور اِن مقاماتِ مقدسہ کی حرمت کو قائم رکھنا اور اِن کا ادب کرنا ہم سب پر لازم ہے۔ کیونکہ اِن کا شمار شعائر اللہ میں ہوتا ہے، اِس لئے اِنہیں بلند و بالا کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر اجتماعی طور ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بلند عبادت ہے اور جہاں ذکر اللہ ہو وہ مقام بھی متبرک و عظمت والا ہوتا ہے اِس لئے مسجد کو دین اسلام میں عظمت کے نشان کے طور پر بلند کرنے کا حکم ہے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

۸۶۔ {وَمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْہَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا}

ترجمہ: "اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے۔" (سورۃ الحج، آیت ۴۰، پارہ ۱۷)

تشریح:

ہر چیز کی تکمیل چار چیزوں سے ہوتی ہے۔

(۱) کام۔

(۲) کام کرنے والا۔

(۳) جس کا کام کیا جائے۔

(۴) مقام جہاں کام کیا جائے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی یاد کے متعلق وضاحت پیش ہے۔

۱۔ کام سے مراد ذکر۔

۲۔ کام کرنے والے سے مراد ذاکر، یعنی جو ذکر کر رہا ہے۔

۳۔ جس کا کام کیا جا رہا یعنی جس کا تذکرہ کیا جائے اُس کو مذکور کہیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس۔

۴۔ مقام جس جگہ پر تذکرہ کیا جائے اُس کو مقامِ ذکر کہیں گے اور وہ مقام جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑے اہتمام وانہماک اور کثرت سے کیا جاتا ہے۔ جن میں مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی ﷺ، مسجدیں، خانقاہوں، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شامل ہیں۔ ایک اصول ہے کہ جس کا تذکرہ ہو گا وہاں اُس کی موجودگی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی ﷺ مسجدوں، خانقاہوں، اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے درباروں میں کثرت سے لیے جانے کی وجہ سے اِن مقامات کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ جن میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا ہونے کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن مجید اور اذکار کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اِن مقامات کے ادب و احترام کے ساتھ ساتھ اِن کو ذکر اللہ سے آباد کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ہے۔

۸۷۔ {اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ}

ترجمہ: "اِن میں نام خدا لینے سے اور اِن کی ویرانی میں کوشش کرے۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۱۴، پارہ ۱)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت مسجد میں قفل لگا کر رکھنا منع ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسجد میں نماز سے روکنا منع ہے، کفار کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے اسی طرح کسی مسلمان کو شرعی مجبوری کی وجہ سے مسجد سے روکنا جائز ہے، جیسے جنبی کو ،منہ کی بدبو والے کو لہسن پیاز .کی بو جس کے منہ سے آرہی ہو اس کو، یہ نماز سے روکنا نہیں بلکہ ایذا دہ چیز کو مسجد سے دور رکھنا ہے۔ جیسے کوڑے کو مسجد سے نکالنا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا، کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے منع ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش ہے۔ ارشاد ہے۔

۸۸۔ ﴿وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾

ترجمہ: "اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے۔"

(سورۃ المائدہ، آیت ۹۱، پارہ ۷)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز ادا کرنے سے روکے وہ بری چیز ہے، چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

تشریح:

اس آیت میں واضح طور پر تاکید کر دی گئی ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر یا دوسری عبادات کی ادائیگی میں کوتاہی کا باعث ہو، وہ سب سے بڑا دشمن ہے۔ چاہے اولاد، کاروبار زندگی ہی کیوں نہ ہو۔ یہ عبادت ظاہر میں ادا کی جاتی ہے۔ جیسے نماز کی

ادائیگی جن میں پنج گانہ اور جمعہ کی نماز شامل ہے اور یہ عام مخلوق کے لئے ہیں لیکن خاصوں کے لئے کوئی پل بھی یادِ الٰہی سے خالی ہونا حرام ہے۔ اس لئے وہ جن میں اولیاء اللہ، اہل ذکر شامل ہیں یہ مقربین عبادت ظاہری کے بعد بھی یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں یعنی ظاہری عبادات کے بعد خفی عبادت ذکر نفی اثبات (پاس انفاس) یعنی سب سے افضل ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" میں مصروف رہ کر دنیاوی امور کی ادائیگی بااحسن طریقہ سے کرتے رہتے ہیں اور کوئی بھی چیز ان کی اس یادِ الٰہی میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتی، اسی ذکر الٰہی کی وجہ سے اُن کو پاکیزگی، تزکیہ، تقویٰ، قرب الٰہی حاصل ہونے کے بعد معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے جسے ہم القا کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۸۹۔ {فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا}

ترجمہ: "پھر اُن کی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں۔"

(سورۃ المرسلٰت، آیت ۵، پارہ ۲۹)

تشریح:

القا: عربی زبان کا لفظ ہے۔ اسم ہے۔

۱۔ غیب سے دل میں ڈالنا۔

۲۔ وہ بات جو اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دیں۔

۳۔ الہام۔

جیسا کہ القا کے معنی سے واضح ہے کہ جب بندہ اپنے پیرومرشد کی ذات اقدس کو برزخ بنا کر ذکر الٰہی میں مشغول ہوتا ہے تو اُس پر حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے انوار تجلیات کی بارش ہوتی ہے جیسے جیسے ذکر کے استغراق میں اضافہ ہوتا ہے تو

مرید اپنے برزخ شیخ (پیر و مرشد) کی ذات میں فنائیت حاصل کرتا ہے اور پھر اُس کی اگلی منزل حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہوتی ہے. لیکن شبیہ برزخ پیر و مرشد کی ہی ذات رہتی ہے لیکن ذات والا حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ ہوتے ہیں۔ جوں جوں اس سفر کی منزل آگے بڑھتی ہے تو بندہ ذاکر میں عجز و انکساری قائم ہو جاتی ہے اور ذاکر اپنے آقا پیر و مرشد کی ذات اقدس کو ملجاء وماوا سمجھتا رہے تو فنافی الرسول کی منزل پالیتا ہے اور اپنے شیخ کی ذات میں مکمل فنائیت کے ساتھ ساتھ فنافی الرسول بھی ہو جاتا ہے. پھر اُس کے قلب پر معرفت الٰہی کے راز کھلنا شروع ہو جاتے ہیں لیکن ہر راز کو اللہ تعالیٰ کی امانت اور عطائے رسول ﷺ باصدقہ اپنے پیر و مرشد کی ذات سمجھتا رہے تو فنافی اللہ کی منزل پالیتا ہے اور یہاں اس پر معرفت الٰہی کے اسرار کھل جاتے ہیں لیکن برزخ اپنے شیخ کی ذات ہی رہتی ہے، اگر بندہ ذاکر خشوع وخضوع. عجز و انکساری کے ساتھ اپنے پیر و مرشد کی ذات پر تکیہ رکھے تو شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

"جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز سے دو دوست مرید ہوئے ایک آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا، لیکن دوسرا نہ حاضر ہوا تو حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز نے دریافت فرمایا: کہ تمہارا دوست نہیں آتا؟ تو اُس نے عرض کی، یا حضرت رضی اللہ عنہ وہ کہتا ہے، کہ مجھے ہر روز جنت کی سیر کروائی جاتی ہے اور حوریں میری خدمت گار ہوتیں ہیں، یہ بات سن کر حضور محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اُس سے کہنا کہ آج جب وہ جنت کی سیر کو پہنچے اور حوریں اُس کی خدمت کریں تو تخت پر بیٹھ کر "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ" پڑھ لے تو جب وہ غیر حاضر شخص جنت کے تخت پر بیٹھا تو اُسے یاد آیا کہ پیر و مرشد نے فرمایا تھا اس لئے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ" پڑھ لوں۔ جیسے ہی اس نے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ" پڑھا تو شیطان کی ملمع کاری ختم ہو گئی اور اُس شخص نے دیکھا کہ وہ گندگی کے ڈھیر پر بیٹھا ہوا ہے یہ منظر دیکھ کر فوراً

دربار میں حاضر ہو کر معافی کا خواست گار ہوا۔ وہ شخص حضرت سیدنا نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز کے صدقے میں شیطان کے شر سے آزاد ہو گیا"۔ اِس سے یہ ثابت ہوا کہ شیطان اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والوں پر گھات لگا کر حملہ آور ہوتا ہے اور جو لوگ کسی بھی نعمت کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات کا صدقہ اور اپنے پیر و مرشد کی ذات کو وسیلہ ماننا چھوڑ دیتے ہیں تو اُن پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو اپنی بزرگی شمار کرتے ہیں اور بڑائی، غرور و تکبر کا شکار ہو کر بے ادب و راندہ درگاہ ہو جاتے ہیں، اُن کے متعلق اِرشادِ ربانی ہے:۔

۹۰۔ {اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ}

ترجمہ: "اُن پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔" (سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۹، پارہ ۲۸)

تشریح:

اِس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا کر غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں وہ منافقین کی طرح شاطرانہ چالوں میں مصروف ہو جاتے ہیں اور وہ دکھاوے کے طور پر اللہ تعالیٰ، حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات کی قسمیں کھاتے ہیں، جھوٹ مکر و فریب میں شیطان کے چیلے بن جاتے ہیں اور اُن کے دل سخت ہو جاتے ہیں، حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی، بے مروتی اور خود نمائی اُن کا شیوہ ہوتی ہے، وہ اپنے آپ کو برتر و بالا سمجھتے ہیں۔ اُن کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۹۔ {فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ}

ترجمہ: "اُس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے، تو خرابی ہے

اُن کی ، جن کے دل یادِ خدا کی طرف سخت ہو گئے ہیں۔"

(سورۃ الزمر، آیت ۲۲، پارہ ۲۳)

تفسیر:

جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نرم نہیں ہوتے ، بزرگوں کی نصیحت اُن پر اثر نہیں کرتی ، بلکہ اس سے اُن کے دل اور زیادہ سخت ہوتے ہیں ، جیسے آفتاب سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک زیادہ سخت۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے لوگ خود اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ صوفیا کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ذکر کو حرام بعد نماز درود شریف و کلمہ شریف کو بدعت ، ذکرِ خیر کی محفلوں ، میلاد شریف و ختم بزرگان کو شرک کہتے ہیں یہ خاص دل کے سخت ہونے کی پہچان ہے۔ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں : کہ زیادہ کھانے ، زیادہ سونے زیادہ بولنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ کم کھاؤ کم بیمار ہو گے ، کم بولو گناہ کم کرو گے ، درود شریف زیادہ پڑھو ، ایمان کے ساتھ مرو گے۔ مزید ارشادِ ربانی ہے کہ :

۹۲۔ {فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ}

ترجمہ : "تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے۔"

(سورۃ المومنون، آیت ۱۱۰، پارہ ۱۸)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ہنسی اڑانا ، کفر بلکہ اشد کفر ہے کہ اس سے دل غافل ہو جاتا ہے پھر بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا۔ یہ جرم معاف نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس

کا بہت سخت بدلہ لیتا ہے۔ یہ آیت اُن کفار قریش کے بارے میں اُتری، جو حضرت سیدنا عمار رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فقراء کا مذاق اڑاتے تھے۔ یعنی تم اُن کی ہنسی اڑانے میں اتنے مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کر سکے، تو وہ لوگ تمہاری بدباطنی کی وجہ سے تمہارے لئے غفلت کا سبب بن گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے والے ہیں۔ اس لئے اہلِ ذکر کی اہانت عین اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اہانت ہے بلکہ ذکر سے انکار ہے۔

ارشاد ہے۔

۹۳۔ ﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ﴾

ترجمہ: "اور جسے رتوندآئے رحمن کے ذکر سے۔

(سورۃ الزخرف، آیت ۳۶، پارہ ۲۵)

تفسیر:

اِس طرح کہ قرآن مجید کی ہدایتوں سے اندھا بن جائے کہ نہ اُنہیں دیکھے نہ اُن سے فائدہ اُٹھائے۔

تشریح:

رتوند:۔ ہندی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ رتوند کے معنی ہیں۔ شب کوری، آنکھ کی ایک بیماری جس کے سبب رات کو دکھائی نہیں دیتا۔

اِس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو قرآن مجید کو سمجھتے ہیں، لیکن اس کی ہدایت جس کے متعلق حکم ہے اُس سے آنکھیں چُراتے ہیں۔ یعنی علم رکھتے ہیں لیکن بے عمل ہیں، کیونکہ علم رکھنے کے باوجود ہدایت اُن کے نصیب میں نہیں اور وہ لوگ بے ادب اور گستاخ ہیں اور اپنے علم کے زُعم میں وہ ایسے ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ، فرشتوں، انبیاء

عظام، صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق کہہ جاتے ہیں کہ جو نا صرف بے ادبی کے زمرے میں آتے ہیں بلکہ ایمانیات سے بھی اخراج کا باعث بنتے ہیں۔ جیسا کہ:

۱۔ ابلیس نے فرشتوں کا سردار ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو تو مانا لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا۔

۲۔ اسی طرح یہودی حضرت میکائیل علیہ السلام کو اپنا مہربان و دوست مانتے تھے کیونکہ اُن کی ڈیوٹی جسمانی پرورش کا سامان مہیا کرنے کی ہے۔ لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے کیونکہ آپ علیہ السلام کی ڈیوٹی روح کی غذا پہچانے کی تھی یعنی وحی، یا دوسرے احکام الٰہی انبیاء علیہم السلام کو مخلوق کی ہدایت کے لئے پہچانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فرائض میں شامل ہے۔ یہود کو حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوتِ آیت سے اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرما رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی انسان کی بات نہیں ہے۔ لیکن بغض و عناد کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے کہ نبوت بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں کیوں آ گئی۔ اسی طرح منافقین جو ذکر اللہ کے منکر ہیں۔ جس میں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود و سلام کے نذرانے بھیجنا، ذکر بالجہر یا ذکر خفی شامل ہے۔ جبکہ اُنہیں اس کا بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ پیروی کے لئے تخلیق فرمایا ہے۔ بندگی کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہے۔ جو لوگ اس ذکر الٰہی سے عاری ہیں وہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلِ ذکر کے متعلق بے ادبی کے الفاظ اختیار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان بدعقیدہ لوگوں کے خیالات آشکار کیے گئے ہیں جو وہ الفاظ اختیار کرتے ہیں۔

۹۴۔ {اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالذِّکْرِ}
ترجمہ: "بے شک جو ذکر سے منکر ہوئے۔"

(سورۃ حٰم سجدہ، آیت ۴۱، پارہ ۲۴)

تشریح:

ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے، یعنی سیدنا نبی کریم ﷺ یا قرآن کریم، نماز اور ذکر نفی اثبات۔ اُن کے انکار کی بہت صورتیں ہیں۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اصل نبوت کا انکار، آپ ﷺ کی کسی صفت کا انکار، آپ ﷺ کی اطاعت سے انکار عین کفر ہے، اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی اہانت بھی کلام الٰہی اور رسالتِ برحق ﷺ سے انکار ہے یہ صاحبِ فضیلت اصحاب رضی اللہ عنہ اہلِ ذکر ہیں قرآن مجید کی آیات پر غور کرتے ہیں اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو اِس کی تعلیم دیتے ہیں، کیونکہ یہ اصحاب رضی اللہ عنہم باعمل معلم ہیں، اِس لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۹۵۔ { وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا۝}
ترجمہ: "اور وہ کہ جب اُنہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ اُن پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔"

(سورۃ الفرقان، آیت ۷۳، پارہ ۱۹)

تشریح:

یعنی وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی آیات کے مطالب کا علم نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کی آیات پر بہرے اندھوں کی طرح نہیں گرتے بلکہ اُن کا مطلب اور اُن کے نزول کا

مقصد معلوم کرتے ہیں۔ اس سے ایک بات واضح ہوئی کہ جب عام دنیاوی علوم حاصل کرنے کے لئے اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے تو قرآن مجید ایک جامع اور مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کے ایک ایک لفظ کو سمجھنے کے لئے رہبر و راہنماء کی اشد ضرورت ہوتی ہے تاکہ قرآنِ مجید کی روح کو سمجھ کر اس پر عمل کر کے مقام حق کو پایا جاسکے، اس کے لئے کسی صاحب نسبت پیر و مرشد کی محبت کے ساتھ صحبت اختیار کرنا لازمی ہے کیونکہ صاحبِ نسبت بزرگ نا صرف قرآنِ مجید کی روح کو سمجھتے ہیں بلکہ خود بھی عملاً تصویر ہوتے ہیں جن کو محبت سے دیکھ کر عمل کرنا آسان ہوتا ہے اور بزرگ مرید کے تنفس میں قرآنِ مجید کی تعلیم کو منتقل فرما کر مرید کو ذاکر بنا دیتے ہیں اور مرید بھی اپنے پیر و مرشد کی طرح ہر سانس کے ساتھ ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" کرتا ہے جو قرآنِ مجید کی تعلیم کا مکمل جامع مفہوم ہے۔ ذاکر اپنے پیر و مرشد کی ذات اقدس کی پیروی کرتے ہوئے اس کو سمجھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرتے ہیں تو ذاکر کو اللہ تعالیٰ اہلِ ذکر میں شامل فرما دیتے ہیں، کیونکہ اللہ کا ذکر ہی عبادت اور نجات کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۹۶۔ {اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۚ}

ترجمہ: "بے شک ہم نے اُنہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اُس گھر کی یاد ہے۔" (سورۃ ص، آیت ۴۶، پارہ ۲۳)

تفسیر:

اس طرح کہ اُن کے دل دنیا سے بے نیاز ہیں اور آخرت کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور آخرت کی فکر بڑی نعمت ہے جسے مل جائے۔ یہ نعمت اولی اہلِ ذکر کو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے محبت اور اپنے صاحب

نسبت پیر و مرشد جن کا تعلق بلا تعطل حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے ہوتا ہے اور جو لوگ اپنے گناہوں سے تائب ہونے کے لئے اِن صاحب نسبت اصحاب سے وابستہ ہو جاتے ہیں، اُن کو حضور سید نا نبی اکرم ﷺ کی دستگیری نصیب ہو جاتی ہے۔ حضور سید نا نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی شامل حال ہو جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۹۷۔ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾

ترجمہ: "اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ اُن کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔" (سورۃ النساء، آیت ۶۴، پارہ ۵)

تفسیر:

اس آیت میں ظلم، ظالم، زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے آپ ﷺ کے آستانہ پر آجائے اور "**جَاءُوكَ**" میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے، بلکہ اُن کی طرف توجہ کرنا بھی اُن کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضور سید نا نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ وہ شفا خانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا کوئی آنے والا ہو۔ خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور سید نا نبی اکرم ﷺ کا آنا اور ہے اور حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا حاضر ہونا کچھ اور ہے۔ سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر چمک جائے۔

ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم پردہ ہٹا کر سورج کی دھوپ میں آجائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تواب اور رحیم اُس کے لئے ہے جو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور اُس کے لئے آپ ﷺ دعا فرمائیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس قہار و جبار بھی ہے۔ یعنی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر محبت کے ساتھ عمل پیرا ہونا شرط ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس تک تمام انبیاء علیہم السلام نے ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی تعلیم دی اور تمام انبیاء عظام علیہم السلام کے بعد اُن کی اُمت کے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے اپنے نبی" کی تعلیم کو جاری رکھا بعین اسی طرح حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم، اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، پنجتن پاک رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: کہ جو آپ ﷺ کے درِ اقدس پر آجائے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو صفتِ رحمت کے ساتھ پالے گا، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہونا لازمی شرط ہے اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صاحبِ نسبت پیر و مرشد کی ذات سے تعلق بیعت کے ذریعے جوڑنا لازم ہے۔ پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس ذکر کی جو تعلیم دیں گے اُس پر اپنے پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس کا تصور کر کے محبت کے ساتھ عمل کرنا لازمی شرط ہے۔ جس سے اپنے پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس کا قُرب حاصل ہوگا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ پیر و مرشد کی ذات کا قُرب حاصل ہوئے بغیر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قُرب حاصل نہیں ہو سکتا اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قُرب حاصل ہوئے بغیر اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں ہوتا۔ اِن تمام مراحل کو حاصل کرنے کا ذریعہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کی تعلیم ہے۔ جو اگر خفی کیا جائے تو سب سے افضل

ہے۔ جسے ذکرِ نفی اثبات (خفی) پاس انفاس کہتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں ذکر کی تعلیم پر زور دے کر حکم فرمایا:

۹۸۔ {لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ}

ترجمہ: "تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔" (سورۃ المنٰفقون، آیت ۹، پارہ ۲۸)

تفسیر:

شریعت میں ذکرِ فرض سے مراد نمازِ پنجگانہ ہے اور طریقت میں مطلقاً ذکر جیسے نمازِ پنجگانہ، تلاوتِ قرآن شریف، درود شریف وغیرہ، یعنی بال بچوں میں مشغول ہو کر ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤ۔ معلوم ہوا کہ نہ تو بال بچوں کو چھوڑو نہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو۔ دست بکار، دل بیار رہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

۹۹۔ {وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى}

ترجمہ: "اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔"

(سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۵، پارہ ۳۰)

تفسیر:

اس سے معلوم ہوا کہ دل کی پاکیزگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام کی تاثیر کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ اولیاء کرام رحمہم اللہ کے ذکر اللہ اور عوام کے ذکر اللہ میں فرق ہے، اسی لئے بزرگوں سے دعا، دم کراتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی جو انہیں حاصل ہے، وہ ہمیں حاصل نہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور سرور دو کائنات سیدنا نبی کریم ﷺ کے عشق میں ڈوب کر اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات میں محبت سے عمل پیرا ہو کر خشوع و خضوع اور خلوص دل سے ہر سانس کے ساتھ ذکر اللہ کرنے سے دل میں پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے اور ذاکر کی زبان اور دل کی کیفیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: "کہ جب بندہ میرا ہو جاتا ہے تو میں اُس کے ہاتھ، پاؤں اور زبان بن جاتا ہوں، اُس کا بولنا اللہ تعالیٰ کا بولنا اور اُس کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اور اُس کا چلنا پھرنا اللہ تعالیٰ کا چلنا پھرنا ہو جاتا ہے"۔

یعنی کہ اُس بندے کا ہر ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے اِن کے متعلق فرمایا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت سیدنا بابا فرید مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک ضرورت مند آیا اور عرض کی کہ بچی کی شادی کرنی ہے پاس کچھ موجود نہیں، تو سرکار بابا فرید رضی اللہ عنہ نے کپڑا ڈال کر مٹی کے ڈھیلے پر سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کر کے دے دیا اور فرمایا: گھر جا کر کھولنا اور گھر جا کر دیکھا، تو مٹی کا ڈھیلا سونے کا بن چکا تھا، اپنی بیٹی کی شادی سے فارغ ہو کر اس بندے نے بڑا سا مٹی کا ڈھیلا لیا اور سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کر دیا لیکن ساری رات کوشش کر گزرنے کے باوجود مٹی کا ڈھیلا مٹی کا ہی رہا، صبح اُس بندہ نے حضرت سیدنا بابا فرید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری روداد سنائی اور عرض

کی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا اور مٹی سونا بن گئی میں نے ساری رات یہ عمل کیا لیکن مٹی کا ڈھیلا مٹی کا ہی رہا، کیا وجہ ہے تو حضرت سیدنا بابا فرید مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ نے جوش میں فرمایا:

{زبانِ فرید بیا}

ترجمہ: "پہلے فرید کی زبان تو لے کر آ۔"

اِس سے یہ ثابت ہوا کہ اہلِ ذکر کی زبان اطہر سے نکلا ہر ہر لفظ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے اور یہ کمال خاصوں کو حاصل ہوتا اور عاموں کو اِس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اِس لئے اِسی طرح خاصوں کی نماز و ذکر اور عاموں کی نماز اور ذکر میں فرق ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

۱۰۰۔ {وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ}

ترجمہ: "اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ذکر (قرآن) اُتارا، کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو اُن کی طرف اُترا۔"

(سورۃ النحل، آیت ۴۴، پارہ ۱۴)

تفسیر:

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ یہ کہ قرآن مجید کا نام ذکر بھی ہے، کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عزت و نصیحت ہے، گذشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادگار ہے۔

۲۔ یہ کہ قرآن مجید تبلیغ کے لئے اُترا، نہ کہ چھپانے کے لئے۔

۳۔ یہ کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے کوئی حکم قرآن چھپایا نہیں سب شائع فرما دیئے۔

۴۔ یہ کہ قرآن مجید میں فکرو تدبر سب سے اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ لہٰذا قاری سے عالم افضل ہے اور تلاوتِ قرآن سے تدبرِ قرآن اعلیٰ ہے۔ کیونکہ نزولِ قرآن کا اصل مقصد تفکر ہے۔

تشریح:

قرآن مجید واحد کتاب ہے جس کی تلاوت سب سے زیادہ کی جاتی ہے اور کائنات میں ہر وقت کسی نہ کسی گوشہ میں تلاوتِ قرآن ہو رہی ہوتی ہے۔ یعنی قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جس کا بار بار مطالعہ کرنے سے بندہ مومن اُکتاہٹ محسوس نہیں کرتا اور یہ اس کلام الٰہی کا زندہ جاوید معجزہ ہے جس کا اظہار بھی ہر دم ہو رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی شانِ رسالت، توصیف اور تعریف کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء علیہم السلام کا بار بار تذکرہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کو ذکر کے نام سے بھی پکارا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کا بار بار تذکرہ قرآن مجید میں کیوں مقصود تھا؟۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاءعظام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ناصرف خود عملاً فرمائی بلکہ اس کی تبلیغ اپنی اپنی اُمتوں کو بھی کی اور اسی مشن میں اپنی حیات کو گزارہ وہ ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی تبلیغ تھی اور ان انبیاء علیہم السلام نے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے ذکر کو اتنا بلند کیا یعنی "فَاذْکُرُوْنِیْ" کے حکم پر عمل دل و جان سے کیا کہ اُن کی ذات نے اس ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی ادائیگی میں "اَذْکُرْکُمْ" کا مقام پایا کہ اُن کے بعد قرآن مجید میں بار بار ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ کی ذات نے وعدہ پورا فرمایا۔ جیسا کہ

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

☆ {فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ}

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

ہمارے نبی کریم ہادیِ برحق حضور سیدنا سرورِ دو عالم ﷺ امام الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ خاتم النبیین بھی ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ ﷺ نے دین کی تکمیل فرما کر حجۃ الوداع میں اس کا اعلان فرمایا اور ہمیں آپ ﷺ کا اُمتی بنا کر ہم پر احسان فرمایا۔ ارشاد ہے۔

۱۰۱۔ {يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ}

ترجمہ: "اے ایمان والو، اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔" (سورۃ المائدۃ، آیت ۱۱، پارہ ۶)

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی جانب توجہ مبذول کروائی۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا اُمتِ محمدی ﷺ پر احسان

۲۔ احسان کی یاد۔

(۱) احسان:

۱۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ وجہ وجودِ کائنات ہیں۔

۲۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ امام الانبیاء ہیں۔

۳۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر دین کی تکمیل فرما کر نبوت کا اختتام فرما کر قیامت تک کے لئے آپ ﷺ کی شریعت کو نافذ فرمایا۔

۴۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو مجسم معراج کروائی۔

۵۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام نے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا اُمتی بننے کی خواہش کا اظہار والتجاء کی۔

۶۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو شافعِ محشر ہونے کا مقام عطا فرمایا۔

۷۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو حوضِ کوثر عطا فرمایا۔

۸۔ سابقہ اُمتوں کے جملہ گناہ اُمت محمدی ﷺ میں ہونے کے باوجود شکلیں تبدیل نہیں ہوتیں۔

۹۔ مسلمانوں کے لئے آنے والی کتاب قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی۔

۱۰۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی اُمت کے علماء حق (اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم) کو بمثل بنی اسرائیل انبیاء کرام علیہم السلام قرار دیا۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے مسلمانوں کی قلیل تعداد کو کفار کی کثیر تعداد پر غلبہ عطا فرمایا۔

(۲) احسان کی یاد:

اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احسانات کو یاد کرنے کے لئے اپنا ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" عطا فرما کر ایک اور احسان فرما دیا۔ تمام احسانات کا شکر کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔ یعنی کہ ہمہ وقت ذکر اللہ کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنا اور شکر ادا کرنا ہے، اس لئے ہم پر فرض ہے کہ پانچ وقت کی فرض نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد کو بلا تعطل تسلسل کے ساتھ جاری رکھیں جو کہ فرائض بندگی میں پہلا جزو ہے۔

مذکورہ بالا احسان کے متعلق ارشادِ ربانی ہے۔

۱۰۲۔ {وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ}

ترجمہ: "اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک میں دبے ہوئے ڈرتے تھے۔" (سورۃ الانفال، آیت ۲۶، پارہ ۹)

تفسیر:

اِس میں خطاب مہاجرین مومنین سے کیا جارہا ہے، اُن کو وہ حال یاد دلایا جارہا ہے جو ہجرت سے پہلے تھا اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کرنا اور گزشتہ گزرا ہوا وقت یاد رکھنا اعلیٰ عبادت ہے، کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق ملتی ہے۔ یعنی تم ڈرتے تھے کہ کفار تمہیں ہلاک کردیں یا مکہ معظمہ سے نکال دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اِن قلیل مسلمانوں کو کثیر کفار و منکرین پر غلبہ عطا فرمایا۔

قرآن مجید میں اِرشاد ہے کہ:۔

۱۰۳۔ {وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ}

ترجمہ: "اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھایا۔" (سورۃ الاعراف، آیت ۸۶، پارہ ۸)

تفسیر:

یعنی تم تھوڑے تھے تمہیں بہت کردیا، غریب تھے امیر کردیا، کمزور تھے قوی کردیا۔ اِن نعمتوں کا تقاضا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور مجھ (حضور سیدنا نبی کریم ﷺ) پر ایمان لاؤ۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی اُس مہربانی کو یاد کریں اور شکر گزار رہوں جب مسلمان بہت کمزور اور ناتواں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو یمانی طاقت سے نواز کر اُن مومن مسلمانوں کی غیبی مدد فرمائی۔ اِس لئے مسلمانوں پر

لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ذکر اللہ کی ادائیگی سے کریں۔ احسان کے متعلق ارشاد ہے کہ:

۱۰۴۔ {یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ}

ترجمہ: "اے میری قوم اللہ کا احسان یاد کرو اپنے اوپر۔"

(سورۃ المآئدہ، آیت ۲۰، پارہ ۶)

تفسیر:

اِس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد میں ہونا اور پیغمبر کی قوم سے ہونا شرافت کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جبکہ ایمان کے ساتھ ہو۔ لہٰذا سادات کرام دوسری قوموں سے اشرف ہیں کیونکہ وہ حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی اولاد ہیں۔ اس سے پہلے بنی اسرائیل اِسی لئے تمام جہان سے افضل تھے، کہ وہ اولادِ انبیاء علیہم السلام تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے، کیونکہ اس میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع تمام سابقہ کتابوں کے ذریعے بنی آدم کو دی اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار میثاقِ عہدِ الست کے روز تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے بھی لیا کہ جو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے گا اس کو درجہ نبوت و رسالت عطا فرمایا جائے گا اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رسالت اور امام الانبیاء ہونا تسلیم کیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام میں صفاتِ الٰہیہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کا مظہر ہیں۔ اِسی لئے تمام سابقہ اُمتوں پر

واجب ہوا کہ آپ ﷺ پر بلا حیل و حجت ایمان لائیں، جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے پیروکار حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا وہ مشرکین میں شمار ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کے ذریعے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع فرما کر احسان فرمایا۔

اِرشادِ ربانی ہے:۔

۱۰۵۔ {یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ ۚ}

ترجمہ: "اے یعقوب کی اولاد، یاد کرو، میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔" (سورۃ البقرہ، آیت ۴۰، پارہ ۱)

تفسیر:

اِس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف باعث برکت ہے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کا شکر اعلیٰ نعمت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی یاد ہے۔

اِس آیت مبارکہ میں اِس بات کا ثبوت ملتا ہے۔کہ محفل میلاد شریف ذکر اللہ کا سب سے افضل طریقہ ہے۔کیونکہ جب مسلمان حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محفل میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں اور بکثرت سیدنا نبی آخر الزمان محمد ﷺ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، تو اُس محفل میں خود حضور سیدنا سرورِ دو عالم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور جس محفل میں حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ خود تشریف فرما ہوں تو اُس محفل کی کیا ہی شان ہوگی اور اُس اعلیٰ شان محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو سب سے افضل ذکر ہو گا۔اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بڑائی عطا فرما کر اُن پر احسان فرمایا۔لیکن حضور سیدنا نبی

کریم ﷺ کی تشریف آوری کی اطلاع بھی دی جو اللہ تعالیٰ کا ایک احسانِ عظیم تھا۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

۱۰۶۔ { یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝ }

ترجمہ: "اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی۔"

(سورۃ البقرۃ، آیت ۴۷، پارہ ۱)

تفسیر:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے۔ لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ، عید معراج منانا عبادت ہے۔

۲۔ بزرگوں کی اولاد ہونا سرداری کا باعث ہے۔ بنی اسرائیل اسی لئے اُس زمانہ میں عالمین سے افضل ہوئے۔ کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ لہٰذا سید افضل ہیں۔

تشریح:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو بڑائی عطا کرنے کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اُن کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کا پابند فرمایا، ارشادِ ربانی ہے۔

۱۰۷۔ { یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ }

ترجمہ: "اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں

نے تم پر کیا۔" (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۲۲، پارہ ۱)

تفسیر:

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ کہ نبی کی اولاد ہونا باعث عزت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

۲۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنا۔

ذکر کرنا شکر کی قسم ہے۔ جب بندہ ذکر کے مقام فضیلت پر پہنچ کر شکر کی منزل پاتا ہے تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی حکمت کے راز آشکار ہوتے ہیں اور وہ بندہ انعام ملنے پر شکر اور تکلیف میں صبر اس ہی بنا پر کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، بہتر سمجھنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہے۔ بندہ کا کام صرف اُس ذات کا ہر پل ذکر جاری رکھنا ہے جس کا نامِ نامی حکیم بھی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

۱۰۸۔ {ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝}

ترجمہ: "یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں کچھ آیتیں اور حکمت والی نصیحت۔" (سورۃ آل عمران، آیت ۵۸، پارہ ۳)

تشریح:

اس میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے اپنی حکمت بیان فرمائی کہ بندہ کی بہتری کے متعلق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس سے بہتر کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بعد سب سے دردمند ذات حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات رحیم اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ اس میں گناہ گار بندوں کی بخشش کرنے کا بہانہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کی شفاعت سے منسلک کرنے کی حکمت یہ ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ رحمت اللعالمین

ہیں۔بندہ کا کام صرف حالت شرمندگی میں حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے معافی مانگ کر اپنی بخشش کی التجاء کرنا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے کہ:

۱۰۹۔ {ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ}

ترجمہ: "اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔"

(سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۵، پارہ ۴)

تفسیر:

اس میں گنا ہگاروں کوتوبہ کی دعوتِ عام ہے کہ نیک تو اُس کے ہیں لیکن گناہ گار کس کے ہیں وہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔خیال رہے کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے۔یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ بڑے سے بڑا بھی قابلِ معافی ہے۔اللہ تعالیٰ سے نا امید نا ہو۔بس اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا رہے یعنی ذکر اللہ میں مصروف رہ کر حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو وسیلہ اور اپنے پیرومرشد کو برزخ بنا کر اللہ تعالیٰ سے معافی کی التجاء کے ساتھ قرب الٰہی کا متمنی رہے۔حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس رحمت العالمین کے ساتھ ساتھ شفیع المذنبین بھی ہیں اور صاحب نسبت پیرومرشد کی ذات حضور سید نا نبی کریم ﷺ کے در اقدس تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ارشادِ ربانی ہے۔

۱۱۰۔ {سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ}

ترجمہ: "پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔" (سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۱، پارہ ۴)

تفسیر:

اِس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا اور اللہ تعالیٰ کو "رَبَّنَا" کہہ کر پکارنا اور بار بار "رَبَّنَا" یا "سُبْحَانَكَ" عرض کرنا بفضلہٖ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔

دعا کے شروع اور اختتام میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اِقدس پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا دعا کی قبولیت کی سند ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت سے اطاعت اور اپنے صاحبِ نسبت پیر و مرشد کی محبت کے ساتھ راہنمائی اختیار کرنا ہی ذریعہ راہِ نجات ہے۔ بندہ فرائض و واجبات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جتنی خشوع و خضوع سے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت میں ڈوب کر اپنے پیر و مرشد کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بلا تعطل تسلسل کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے تو اُس پر بارانِ رحمت ہو جاتی ہے اور بندہ "فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ" کی منزل پا کر اہلِ ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔

ذکر اللہ کی تاکید میں مزید ارشاد ہے۔

۱۱۔ {وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ}

ترجمہ: "اور اُس پر اللہ کا نام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔"

(سورۃ المائدہ، آیت ۴، پارہ ۶)

تشریح:

ذکر اللہ کی اہمیت اِس آیت سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ، ہر کام کرنے سے پہلے اور بعد اللہ تعالیٰ کے اِسم مبارکہ کی تلاوت کرنی چاہیے، یعنی کام کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے کرنی لازم ہے۔ یہ عمل ذکر اللہ کے زمرہ میں آتا ہے

اور کام کے اختتام پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہنا چاہیے، یہ عمل شکر کے زمرہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے سے مراد یہ ہے، کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے اشرف المخلوق بنا کر صاحبِ اختیار بنایا۔ روح ڈال کر قوتِ رحمانی اور نفس کی بدولت قوت نفسانی عطا کی، جس پر ہر وقت ابلیس کا حملہ رہتا ہے، اگر بندہ اپنے اصل کردار عجز وانکساری کو چھوڑ کر تکبر اور بڑائی میں مبتلا ہو جائے تو اُس پر ابلیس کا حملہ ہوتا ہے۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اس لئے بندہ کو اِس خوف میں رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف کوئی فعل سرزد نہ ہو جائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کوشاں رہنا چاہیے اور اِس کے لئے سب سے بہترین ذریعہ ذکرِ الٰہی ہے۔ ذکر اللہ کے متعلق مزید ارشاد ہے:

۱۱۲۔ {فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ}

ترجمہ: "تو کھاؤ اُس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔"

(سورۃ الانعام، آیت ۱۱۸، پارہ ۸)

تفسیر:

یعنی ذبح کے وقت اِس طرح کہ "بِسْمِ اللّٰه"، "اَللّٰهُ اَكْبَرْ" کہہ کر ذبح کیا گیا ہو۔ مگر یہ بھی شرط ہے، کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، یا اہلِ کتاب ہو۔ اگر مشرک مرتد بسم اللہ سے ذبح کرے جب بھی ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

تشریح:

ذکر اللہ کی اہمیت اِس حکم سے اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے کہ جس جانور کا گوشت کھانا ہے اُس کو بھی ذبح کرنے کے لئے ذکر اللہ "بِسْمِ اللّٰه"، "اَللّٰهُ اَكْبَرْ" کہنا لازم ہے اور ان کلمات کی ادائیگی سے پہلے ہادیِ برحق بوجہ وجودِ کائنات حضور سیدنا نبی کریم

ﷺ پر مکمل ایمان محبت کے ساتھ شرط ہے۔ یعنی اگر غیر مسلم تکبیر کہہ کر بھی ذبح کردے تب بھی حلال نہیں حرام ہوتا ہے۔ جانور کے ذبح کو حلال کرنے کے لئے ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ مسلمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی پابندی لازمی ہے اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر دل و جان سے محبت کے ساتھ ایمان لائے اور پھر ذکراللہ کرے، اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ پر ایمان کے بغیر ذکر اللہ کی بھی قبولیت نہیں ہے۔ اس لئے ہر بندہ مسلمان کیلئے حکم ذکراللہ بار بار ہوا ہے، کہ ذکراللہ ہمہ وقت جاری رکھنے سے ہی ایک مسلمان مومن بن سکتا ہے۔ اس لئے قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

۱۱۳۔ {بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ۝}

ترجمہ: "بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ہیں۔"

(سورۃ الانبیاء، آیت ۴۲، پارہ ۱۷)

تفسیر:

مومن کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھے۔ جو کوئی رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے، تو اُس کا گھر چوری سے محفوظ، آگ لگنے، آفات ناگہانی سے محفوظ رہے گا۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تری دوزخ کی آگ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گی۔

یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت کے ساتھ اطاعت ہی ذریعہ نجات ہے۔ جو اِس نعمتِ اولیٰ سے انکار کرتے ہیں وہ چاہے دنیا کی تمام سہولتوں سے بہرہ مند ہوں لیکن پھر بھی خسارے میں ہیں۔ وہ لوگ کفار مکہ اور یہود کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم اور اطاعتِ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اور قرابتِ اہلِ ذکر سے

منہ پھیر کر آپ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے مقربین ﷺ کی ذات اقدس کو اپنے گمان میں نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہیں اور محبت کرنے والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اُن کے متعلق ارشاد ہے۔

۱۱۴۔ { لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ }

ترجمہ: "جب ذکر (قرآن) سنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں۔" (سورۃ القلم، آیت ۵۱، پارہ ۲۹)

تفسیر:

اِس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ نظر بد حق ہے۔

۲۔ حضور سید نا نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو نظر بد سے بچاتا ہے۔ کیونکہ کفار نے اُن لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا جن کی بری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اُن کے شر سے محفوظ رکھا، یعنی کفار آپ ﷺ جیسے کامل عقل کو اپنی بے عقلی سے دیوانہ کہتے تھے، خیال رہے کہ سارے عالم کو عقل کا ایک حصہ تقسیم ہوا اور حضور سید نا نبی کریم ﷺ کو عقل کے نو حصے عطا ہوئے۔

تشریح:

کفار و مشرکین حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو صادق و امین کہتے تھے لیکن جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور حق تعالیٰ کا پیغام دیا تو وہی لوگ آپ ﷺ کی تکذیب کرنے لگے اور دیوانہ اور کوئی مجنون کہنے لگے، لیکن اُن بے عقل لوگوں کو حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی ذات کی عملی شناسائی ہونے کے باوجود فہم نصیب

نہیں ہوا کہ آپ ﷺ ہی وجہ وجودِ کائنات ہیں اور ذہنی کج روی کی بنا پر وہ ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے ایمان کی دولت سے مالا مال کرنا مقصود تھا وہ سب آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی تعلیم بلاتفریق بغیر پوشیدہ رکھے فرمائی اور کفار و مشرکین کو گذشتہ اُمتوں کی بے راہ روی کا انجام اور آئندہ زندگی کے بارے میں مفصل منشور جو مقصدِ حیات ہے عملاً کر کے دیکھایا اور تمام انسانیت کو عہد میثاقِ الست کے وعدے اور اقرار کو بھی یاد کروایا، تا کہ لوگ اُس عہد کی پاس داری کریں اور بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت محبت سے کریں اور اپنی زندگیاں خرافات میں گزارنے کی بجائے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں عملی طور پر داخل ہو کر عہد میثاق الست کی پاس داری کریں۔ عہدِ میثاق الست کیا ہے۔؟ ۔ ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" کی تعمیل کی تکمیل منقطع ہوئے بغیر تسلسل سے جاری رکھنا ہی "عہدِ میثاق الست" کے عہد اور حکم کی من و عن تعمیل کا ذریعہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۱۱۵۔ {وَذَكِّرْهُمْ بِأَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ}

ترجمہ: "اور اُنہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔"

(سورۃ ابراہیم، آیت ۵، پارہ ۱۳)

تفسیر:

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ یہ کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ، معراج شریف، اور شب قدر میں علماء اکرام ﷺ سے وعظ کرنا محمود ہے کہ وہ واعظین اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ جن دنوں کو اللہ تعالیٰ کے پیاروں سے کوئی نسبت ہو جائے، وہ اللہ تعالیٰ

کے دن ہو جاتے ہیں، یہاں "ایام اللہ" سے مراد یا تو قوم عاد وثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں یا بنی اسرائیل پر "من وسلویٰ" اُترنے کی اور فرعون کے غرق ہونے کی۔

تشریح:

یہاں مخصوص دن جن کا تفسیر میں تذکرہ ہے کو یاد کرنے سے مراد وہ ایام ہیں جن میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کا مولود ہوا اور ساتھ ہی گزشتہ اُمتوں پر اللہ تعالیٰ کی نوازشات کے ساتھ ساتھ جن اقوام نے اپنے انبیاءؑ کی تعلیمات سے روگردانی کی اس کی پاداش میں اُن پر عذاب نازل ہوا جس کو پڑھ کر اُمت محمدی ﷺ صحیح معنی میں حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر اپنے رہبر و رہنماء اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے عمل پیرا ہو، کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا ذکر بار بار فرما کر اپنی اپنی اُمتوں کو تعلیم فرمائی اور انبیاء کرام علیہم السلام نے عملاً دل و جان سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو مخلوق کی اصلاح اور راہنمائی کے لئے اپنی اپنی ذات پر وارد کر کے اہلِ ذکر ہونے کا عملی ثبوت دیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذکر کو بلندی عطا فرمائی جیسا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

۱۱۶۔ {وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ}

ترجمہ: "اور ہم نے آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا۔" (سورۃ الم نشرح، آیت ۴، پارہ ۳۰)

اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے تابعین نے اپنے اپنے نبی کی ذاتِ اقدس کو مشعل راہ اور زادِ راہ بنا کر مخلوق کے سامنے ذکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ انبیاء علیہم السلام کی تعریف وتوصیف فرما کر توحید و رسالت کی تعلیم دی جس سے اُن کا شمار بھی اہلِ

ذکر میں ہو گیا، چونکہ اُن اصحاب نے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح عملاً اس کا مظاہرہ فرمایا اُس کی برکت سے وہ بھی انبیاء کرام علیہ السلام کی طرح اہلِ ذکر کے زمرہ میں شامل ہو گئے اور ذکر کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں شامل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے اُس کا بدل یہ دیا کہ اُن کی ذات کو بھی ذکر بنا دیا یعنی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے صدقے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اہلِ ذکر (اولیاء اللہ) کے ذکر کو بھی بلند فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے مزارات اور اُن کے جائے مقام کو شعائر اللہ کا درجہ عطا کر کے مقامِ فضیلت بخشا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق نے اُن کے یومِ وصال کو عرس کی طرح منا کر اُن کے اہلِ ذکر ہونے کا تشکر کے ساتھ مظاہرہ فرمایا لیکن جو نافرمان اور منکر و مشرک ہوئے اُن کے لئے اُن کی تباہی کے دن کو مقامِ عبرت بنا دیا۔ اِس لئے واضح ارشاد ہے۔

۱۱۷۔ ﴿إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ﴾

ترجمہ: "بے شک اِس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو۔"

(سورۃ النحل، آیت ۱۳، پارہ ۱۴)

تفسیر:

یہاں یاد سے مراد وہ یاد ہے، جو غور و فکر کے ساتھ کی جائے۔

تشریح:

اِس میں یاد سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جابجا اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور محبوبیت کا تذکرہ ہے۔ تذکرہ بار بار ہونا ذکر کے زمرے میں آتا ہے اور یہ آدمیت کو زمین پر خلیفہ بنا کر بھیجنے کے بعد خلیفہ کے فرائض اور مقاصد یاد کراتا ہے تاکہ بنی آدم اپنے فرائض اور تخلیق کے مقصد کو

جس کی بار بار یاد دہانی فرمائی. حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو دل کی گہرائیوں سے قبول کر کے اپنے صاحب نسبت پیر و مرشد کی محبت سے پیروی کرتے ہوئے عمل پیرا ہو کر کائنات کی دوسری مخلوق کے لئے باعث رشک بن سکے اور یہاں غور وفکر سے مراد یہ ہے کہ بندہ مراقبہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا نظارہ اپنے پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس کو محور و منبع بنا کر کرے تا کہ اُس کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی معرفت نصیب ہو اور اُس میں اپنے پیر و مرشد کے ذریعے تزکیہ کے ساتھ علم و حکمت کی منتقلی ہو اور وہ فرشتوں کے لئے قابل رشک بن کر اللہ تعالیٰ کے اُس فرمان جس میں آدمؑ کی تخلیق کے وقت اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے فرمایا:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ؕ"

کو پورا کر سکے۔ مزید ارشاد ہے۔

۱۱۸۔ {وَاِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ}

ترجمہ: "اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کو یاد کرتے ہو۔" (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۴۶، پارہ ۱۵)

تشریح:

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد اکیلے رہ کر کرنے کی تاکید بھی کی ہے۔ اکیلے سے مراد چھپ کر عبادت کرنا یا اس طرح عبادت کرنا کہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ اس کا طریقہ اولیاء عظام رضی اللہ عنہم نے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں بتایا۔

۱۔ اکیلے چھپ کر عبادت کرنے سے مراد یہ ہے کہ "قیام اللیل" کا اہتمام کرنا جس طرح حضور سید نا نبی کریم ﷺ کے متعلق ہے کہ آپ ﷺ نوافل کی نیت باندھتے اور

ساری ساری رات نوافل کی ادائیگی میں گزر جاتی، پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر اُمت کی مغفرت اور بخشش کی التجاء فرماتے ہوئے رحمت اللعالمین کے کردار کو نبھاتے۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ نے اِس طریقہ عبادت کو جاری رکھ کر سلوک کی منازل کو طے فرمایا۔

۲۔ دین اسلام نے دوسرے گزشتہ مذاہب کے برعکس اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی تلقین فرمائی۔ نماز اور تلاوتِ قرآن مجید کے لئے باقاعدہ اہتمام لازمی ہے، لیکن ہر لمحہ یادِ الٰہی میں گزارنا ہی شیوہ بندگی ہے اور اُس کے لئے ذکر الٰہی کرنے کا طریقہ اولیاء کرام رحمہم اللہ نے بندگانِ الٰہی کو سکھایا، جس کے لئے سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" ہے۔ جسے ذکر نفی اثبات خفی کہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات کی تعلیم متعدد طریقوں سے فرمائی گئی ہے۔ حضرت سیدنا مولانا محمد عبدالحی قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادے اور سجادہ نشین دربار جہانگیری حضرت سیدنا محمد مخصوص الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز (بڑے میاں سرکار رضی اللہ عنہ) نے دربار رسالت حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" نفی اثبات پاس انفاس (خفی) کی تعلیم دینے کا حکم حضور قبلہ عالم حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کو فرمایا اور سلسلہ عالیہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادگان، خلفاء کرام، اور مریدین تاحال اِس حکم کی تعمیل من وعن خشوع وخضوع سے کر رہے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے۔

۱۱۹۔ {وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ}

ترجمہ: "اور اپنے رب کی یاد کر جب تو بھول جائے۔"

(سورۃ الکہف، آیت ۲۴، پارہ ۱۵)

تفسیر:

یعنی انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آجائے کہہ لیں۔ روح البیان نے فرمایا، اس جملہ کے وقت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے انشاء اللہ فرمالیا، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر ادا کرلے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کی یاد کے متعلق جو تاکید کی گئی! اس سے جو چیز ثابت ہوئی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو ہر حال میں شاملِ حال رکھے اور اگر کوئی کام کرنا مستقبل میں مقصود ہو تو "انشاء اللہ" کہے، جب کام شروع کرے تو "بسم اللہ" اور جب کام کی تکمیل ہو جائے تو "الحمد للہ" کہے اور اللہ تعالیٰ کے ہر شاہکار کو دیکھ کر "ماشاء اللہ" کہے، یہ تمام کلمات کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ذکر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس نے اپنے بندے پر بندے کی کوتاہی اور کمزوری کی بنا پر غفلت ہو جانے کی وجہ سے رحمت اللعالمین حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے صدقے کرم نوازی کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ بندہ اپنی غلطی اور کوتاہی پر شرمندہ ہو کر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے وسیلہ سے اپنے صاحبِ نسبت پیر و مرشد کی ذاتِ اقدس کی صحبت محبت سے اختیار کرتے ہوئے نادم و پشیمانی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہو تو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ستر ماؤں کے پیار سے بھی زیادہ پیار فرماتے ہیں۔ اس لئے جب بندہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پشیمان و نادم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کے سایہ میں چلا جاتا ہے اور اُس پر انوار تجلیات کی بارش ہوتی ہے اور بندہ کو اپنا بھولا ہوا سبق جو اُس کو روزِ الست عہد کے دن یاد کروا کر، یاد رکھنے کا حکم فرمایا

تھا، یاد آجاتا ہے، وہ بھولا ہوا سبق ذکرِالٰہی ہے۔ اس یاد کو ہر پل یاد نہ رکھنے والا ناکام ونامراد ہوجاتا ہے اور اُس پر شیطان کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ اُس کا ہر فعل زیرِ نفس ہوجاتا ہے ظاہر میں ادا کئے جانے والے فرائض جن کا حکم ظاہر میں کرنے کا ہے۔ یعنی بدنی عبادت سے تساہل برتتا ہے، ایسا بندہ خلافِ شرع کام کرکے فخر محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ شریعت حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا قول ہے اور طریقت آپ ﷺ کا فعل ہے ان اقوال وافعال سے روگردانی کرنے والا اگر آسمان پر بھی پرواز کرکے دیکھائے تب بھی وہ مقرب ومومن نہیں ہوسکتا، ایسے راندہ درگاہ کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۱۲۰۔ {وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا}

ترجمہ: "اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اُس کے لئے تنگ زندگانی ہے۔" (سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۲۴، پارہ ۱۶)

تفسیر:

دنیا کی زندگی یا آخرت کی۔ دنیا کی زندگی کی تنگی یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قناعت نصیب نہ ہو۔ حرص کی وجہ سے آرام نہ کرسکے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ نا صرف مقصدِ حیات یعنی ذکراللہ اور فرمانبرداری حضور سیدنا نبی کریم ﷺ بھول گئے، بلکہ اِس سے بھی آگے پستی میں چلے گئے اور مغرور ومتکبر، بے ادب وگستاخ ہوکر حکمِ باری تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور قرآن اور احادیث کے منکر ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ظاہری معاملات کو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے منافی چلا کر بے ادب وگستاخ ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسرے انسانوں کو کم تر خود کو برتر بالکل اس طرح سمجھتے ہیں جیسے یہودی اپنے آپ کو سب سے زیادہ پاکیزہ اور اعلیٰ

گردانتے تھے۔

قرآن مجید میں ان کے متعلق ارشاد ہے۔

۱۲۱۔ {وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ۝}

ترجمہ: "اور وہ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں۔" (سورۃ الانبیاء، آیت ۳۶، پارہ ۱۷)

تفسیر:

یعنی جو آپ ﷺ کو ہلکی نظر سے دیکھے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر صحیح طور پر نہیں کر سکتا کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری عشق ومحبت اور ادب کے ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق اپنے صاحب نسبت پیر ومرشد کی راہنمائی میں کرنا ذکر کے زمرہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر محبت اور عشق کے ساتھ درود وسلام بھیجنا بھی ذکر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۱۲۲۔ {اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝}

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اس غیب بتانے والے نبی پر۔ اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" (سورۃ احزاب، آیت ۵۶، پارہ ۲۲)

تفسیر:

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی محبت کے بغیر کسی قسم کی عبادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں۔ کیونکہ شفاعت کا اختیار صرف آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ہے، اس لئے آپ ﷺ کا ذکر بھی عین اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کی ذات اقدس

کو اعلیٰ وارفع نہیں مانتے وہ منافقین میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمادیا:۔

☆ {وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝}

ترجمہ: "اور ہم نے آپ ﷺ کے لئے آپ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا۔" (سورۃ الم نشرح، آیت ۴، پارہ ۳۰)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق رتی برابر بھی غلط خیال کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہاں انہیں ذکر کا منکر قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے ساتھ ربط رکھنے کے متعلق واضح ارشاد ہے۔

۱۲۳۔ {فَأَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰى ۥ عَنْ ذِكْرِنَا}

ترجمہ: "تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا۔" (سورۃ النجم، آیت ۲۹، پارہ ۲۷)

تشریح:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے کے لئے تخلیق فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

☆ {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝}

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (سورۃ الذاریات، آیت ۵۶، پارہ ۲۷)

اس لئے جو اللہ تعالیٰ کی یاد یعنی ذکر الٰہی اور عشق محمدی ﷺ کا منکر ہوا، اُس سے ہر قسم کا تعلق منقطع کرنے کا حکم ہے یعنی کہ اس کی کسی بات پر توجہ نہ کی جائے کیونکہ

منافق اور منکر کی ہر بات اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے منافی ہے اور اُن کا کہا ماننا بھی گناہ کے زمرہ میں آتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بے ادب ہونے کی وجہ سے اُن کے قلوب پر مہر لگا دی ہے۔

اِس لئے ارشادِ ربانی ہے۔

۱۲۴۔ {وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا}

ترجمہ: "اور اُس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔" (سورۃ الکھف، آیت ۲۸، پارہ ۱۵)

تشریح:

اِس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے۔ کہ غیر ملحد، غافلوں، متکبروں، ریاکاروں کی نہ مانا کریں۔ یعنی اگر کوئی شخص رہبر و راہنماء ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن فرائض و واجبات کی ادائیگی کو ضروری نہیں سمجھتا ویسے تو فرائض کی ادائیگی سے انکار نہیں کرتا لیکن آوازِ حق "لا الہ" یعنی اذان کی آواز سن کر بھی ادائیگی فرض کی بجائے اپنی تشریح میں مصروف رہتا ہے اور اپنی شعبدہ بازی کو کرامات کا نام دے کر مخلوق کو دھوکہ دیتا ہے لیکن شریعت و طریقت کے معاملہ میں اپنے بزرگوں کی پیروی کی بجائے اپنی فروعیات کو اہمیت دے، فرائض و واجبات یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غفلت برتے قانونِ شریعت سے متصادم کام کرے، ادب و تابعداری کو حقیر جانے اور دوسری مخلوق کو حقیر جانے، حق بات سننے کو ناپسند سمجھے اور اپنی ذات کی بے ادبی خیال کرے۔ عجز و انکساری کرنا اپنی شان کے خلاف جانے اور ہر لحہ احساس برتری کا شکار رہے۔ اُس کی پیروی سے منع فرمایا گیا ہے۔ پیروی کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے ایک پیمانہ مقرر فرمایا ہے۔ جس کی التجاء بندہ اللہ تعالیٰ سے پانچ وقت

نماز کی ادائیگی کے ساتھ ہر ہر رکعت میں کرتا ہے۔

۱۲۵۔ {اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ}

ترجمہ: "اے اللہ ہمیں راستے پر چلا اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تیرا انعام ہوا۔" (سورۃ الفاتحہ، آیت ۵، ۶، پارہ ۱)

یعنی اطاعت اُن کی کریں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق محبت، ادب، اخلاص واخلاق سے کریں، جو امر بالمعروف نہی المنکر پر سختی سے عمل پیرا ہوں، جن کا وطیرہ بلاامتیاز، جاں پُر سوز اور سخن دل نواز ہو،، عجز وانکساری اور فرائض وواجبات میں تساہل نہ ہو۔ حق بات سننے کی جرات عین صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہو۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اُس کے لئے زادِ راہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم، تبع تابعین رضی اللہ عنہم، اور اپنے مشائخِ عظام کی حیات طیبہ کو مشعلِ راہ بنائے۔ ہر لمحہ خوفِ الٰہی کے ساتھ ساتھ ذکرِ الٰہی میں مشغول ومصروف رہے، ایسے ذاکر ومقرب اصحاب رضی اللہ عنہم کی صحبت کی تمنا کی گئی۔ ان کو ذکر سے تزکیہ حاصل ہونے کی بدولت اللہ تعالیٰ کے قُرب کی وجہ سے علمِ معرفت وحکمت نصیب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۱۲۶۔ {فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۟}

ترجمہ: "تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اُس کا ذکر نہ کروں۔" (سورۃ الکھف، آیت ۷۰، پارہ ۱۵)

تفسیر:

اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے پاس گئے، وہ علم شریعت نہ تھا بلکہ علم طریقت تھا ورنہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے وحی فرما دیتے۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے پاس نہ بھیجتے، نیز حضرت سیدنا خضر علیہ السلام اشارات سے اُن کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ عبارات سے فرماتے۔ جیسا کہ علماء اکرام رحمہم اللہ کا دستور ہے۔

۲۔ کہ علم طریقت زبان سے نہیں، بلکہ صحبت اور نظر سے سکھایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ان اشعار سے ثابت ہے:

طیبہ سے منگائی جاتی ہے
سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے پیالوں سے نہیں
آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

ارشادِ ربانی ہے۔

۱۲۷۔ {ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝}

ترجمہ: "یہ تذکرہ تیرے رب کی اس رحمت کا جو اُس نے اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کی۔" (سورۃ مریم، آیت ۲، پارہ ۱۶)

تفسیر:

حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام حضرت سیدنا رجعیم بن حضرت سیدنا سلیمان بن حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ حضرات، حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام حضرت سیدنا لاوی بن حضرت سیدنا یعقوب بن حضرت

سیدنا اسحاق بن حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک وصالح بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۱۲۸۔ {لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ}

ترجمہ: "بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اُتاری جس میں تمہاری ناموری ہے۔" (سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰، پارہ ۱۷)

ذکر کے معنی نصیحت، بیان، تذکرہ، اور ناموری ہیں۔ یہاں ہر معنی درست ہیں۔ یعنی اے عرب والو: قرآن مجید میں تمہارے لئے نصیحت ہے تمہاری ضرورت کا بیان ہے یا گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے یا تمہاری عزت وشہرت ہے کہ اس قرآن مجید کی وجہ سے عربی زبان، ملکِ عرب اور تمہاری قوم کی دنیا بھر میں شہرت ہوئی۔ ارشادِ ربانی ہے۔

۱۲۹۔ {هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ}

ترجمہ: "یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ۔" (سورۃ الانبیاء، آیت ۲۴، پارہ ۱۷)

تفسیر:

ساتھ والوں سے مراد حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمت ہے یعنی قرآن مجید میں میری اُمت کی نیکیوں کا اور گناہوں کی سزا وجزا کا تذکرہ ہے اور پچھلی اُمتوں کے حالات وواقعات کا قرآن مجید نے بتایا کہ اُمت میں شرک جائز نہ ہوا۔ لہٰذا یہ توحید کی دلیل نقلی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

۱۳۰۔ {فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ}

ترجمہ: "پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں۔"

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۳، پارہ ۲۳)

تفسیر:

نماز میں یا وعظ کے وقت یا جہاد کرتے وقت۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بڑی اعلیٰ عبادت ہے جو سفر و حضر میں نہ چھوڑی جائے بلکہ جہاد میں تو زیادہ عبادات چاہیے کہ وہاں موت سامنے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عین جہاد میں قتل وخون ہوتے ہوئے جماعت بھی نہ چھوڑتے تھے۔ بلکہ نماز خوف ادا کرتے تھے۔

دورانِ جہاد یعنی جب میدانِ حرب میں بالمقابل کفار ہوتے تو اُس وقت بھی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو برزخ بنا کر یادِ الٰہی یعنی ذکر اللہ میں مصروف ہوتے تھے، یعنی جسم گھوڑے یا کسی اور سواری کی پشت پر ہوتا لیکن قلب یادِ الٰہی اور دل و دماغ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مستغرق ہوتا یعنی ہر پل، ہر سانس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوانگی میں ڈوبی ہوتی تھی۔ افسوس اُن پر جو بلا وجہ جماعت بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

۱۳۱۔ {وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ}

ترجمہ: "اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے دل سمٹ جاتے ہیں۔" (سورۃ الزمر، آیت ۴۵، پارہ ۲۴)

تفسیر:

یعنی توحید کے ذکر سے ان کے دل بگڑتے نہیں ہیں جس کا اثر چہروں پر ظاہر ہوتا ہے۔

تشریح:

توحید عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ توحید کے معنی ہیں۔

۱۔ ایک ماننا، ایک جاننا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین کرنا۔

۳۔ وحدانیت، یکتائی۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کے واحد ہٗ لاشریک ہونے کے متعلق واضح ارشاد ہے۔ جس کی تعلیم حضور سرورِ دو کائنات سیدنا نبی کریم ﷺ نے عین معنی کے مطابق فرمائی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس واحد عبادت کے لائق ہے اور اُس کی پروردگاری یکتا اور ضرب مثل ہے کہ ہر باایمان اور مشرک و کافر سب کو رزق عطا فرما رہا ہے، سورج اور چاند کی روشنی سے تمام بلاتفریق فائدہ اُٹھا رہے ہیں، نیند سے بھوکا اُٹھاتا ہے سُلاتا نہیں ہے۔ رات سے دن اور دن سے رات کی تبدیلی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے میں بااختیار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو ایک جاننا ایمان کی شرط اول ہے اور کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" اس کی تصدیق اور ایمانیات کی پہلی تعلیم اور افضل ذکر ہے۔ ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" سے دلوں کو تقویت نصیب ہو کر ابلیس کے شر سے پناہ ملتی ہے اور ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کی مسلسل اور بلا تعطل مشق سے انوار الٰہی کی تجلیات ذاکر کے چہرے سے عیاں ہوتی ہیں اور یہ دوسرے لوگوں کے لئے تعلیم اور مشعل راہ ہے۔

اِس لئے ارشادِ ربانی ہے۔

۱۳۲۔ {هٰذَا ذِكْرٌ ؕ}

ترجمہ: "یہ نصیحت ہے۔" (سورۃ ص ۳۸، آیت ۴۹، پارہ ۲۳)

تفسیر:

یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ذکر، اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، جبکہ عظمت کے ساتھ ہو اور اس ذکر سے ہزاروں نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن مقبولوں کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے، جس طرح حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے کائنات کی ہر چیز جن و انس، حجر و شجر، پتھر، کنکروں کو بھی چین ملتا ہے۔ ارشاد ہے۔

۱۳۳۔ {ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ}

ترجمہ: "پھر اُن کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔" (سورۃ الزمر، آیت ۲۳، پارہ ۲۳)

تفسیر:

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہ حال ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اُن پر ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جسم کانپ جاتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے کہ:

۱۳۴۔ {وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝}

ترجمہ: "اور وہ تو نہیں نصیحت سارے جہان کے لئے۔"

(سورۃ القلم، آیت ۵۲، پارہ ۲۹)

تفسیر:

یعنی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ، اس سے معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ ذکر اللہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

☆ {اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًاۙ رَّسُوْلًا}

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عزت اتاری وہ رسول۔" (سورۃ الطلاق، آیت ۱۰، ۱۱، پارہ ۲۸)

اور فرماتے ہیں۔

☆ {اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ}

ترجمہ: "سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔"

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے بے چین دل چین پاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سیدنا نبی آخر الزمان حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ ہمیشہ ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں۔ ارشاد ہے۔

۱۳۵۔ {فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَۙ}

ترجمہ: "وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا تو اگر تسبیح کرنے والا نہ ہوتا۔" (سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۴۳، پارہ ۲۳)

تفسیر:

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا۔

۱۳۶۔ {لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖۗ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَۚۖ}

ترجمہ: "کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔" (سورۃ الانبیاء، آیت ۸۷، پارہ ۱۷)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے آفتیں ٹلتی ہیں، مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔

۲۔ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں اُن میں تاقیامت تاثیر ہوتی ہے۔

تشریح:

اِس سے یہ چیز ثابت ہوئی کہ بڑی سے بڑی مصیبت ذکر اللہ کی برکت سے ختم ہو جاتی ہے۔

جیسا کہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام جو مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے اور آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے نام کا وظیفہ فرمایا، تو مچھلی کے پیٹ سے آپ علیہ السلام ذکر اللہ کی بدولت دوبارہ دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اگر آپ علیہ السلام قیامت تک بھی یہ کلمہ نہ پڑھتے تو آپ علیہ السلام کا قیامت تک بھی مچھلی کے پیٹ سے نکلنا محال ہوتا۔ اِس سے یہ ثابت ہوا کہ "ذکر اللہ" اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے ایک نعمت کا درجہ رکھتا ہے۔ جس کی برکت سے بڑی سے بڑی مصیبت سے رہائی نصیب ہو جاتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:۔

۱۳۷۔ {ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ}

ترجمہ: "پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو۔"

(سورۃ الزخرف، آیت ۱۳، پارہ ۲۵)

تفسیر:

دل و زبان دونوں سے معلوم ہوا کہ ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کی یاد چاہیے یہ بھی شکر کی ایک قسم ہے۔

تشریح:

نعمت عربی زبان کا لفظ اور اسم ہے۔ نعمت کے معنی ہیں۔

مال و دولت، ثروت۔

۲۔ بخشش، عطیہ۔

۳۔ لذیذ چیز۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو یاد کرنے کا حکم ہے، یاد کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کر کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف و بڑائی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ مبارکہ سے بھی کی جا سکتی ہے، جو تمام اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کے مظہر ہیں۔ یہ تمام کے تمام ذکر اللہ میں آتے ہیں۔ اِس کی مشق کا اپنے صاحبِ نسبت پیر و مرشد کی تعلیمات و راہنمائی سے ہی ممکن ہے۔ مزید ارشاد ہے۔

۱۳۸۔ {وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا}

ترجمہ: "اور اپنے رب کا نام صبح و شام یاد کرو۔"

(سورۃ الدھر، آیت ۲۵، پارہ ۲۹)

تفسیر:

یعنی نمازِ فجر، عصر و مغرب کی پابندی کرو، صبح میں فجر، شام میں عصر و مغرب آگئیں، ذکر سے مراد نماز بھی ہے۔ کیونکہ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ کے نامِ نامی کا ذکر ہونے کے ساتھ ساتھ حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت اور قیامت تک کی راہنمائی کے لئے التجا بھی ہے، جس کو پا کر بندہ اہلِ ذکر میں شامل ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے محبت کے ساتھ حضور سید نا نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی، تو درجہ صحابیت پر فائز ہو گئے اسی طرح بعد کے لوگوں نے نماز کی راہنمائی میں اہلِ ذکر کو تلاش کر کے محبت کے ساتھ صحبت اختیار کرنے سے حضور سید نا نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل کیا بلکہ قربِ الٰہی کی نعمت سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ ان تمام نعمتوں کا حصول ذکر الٰہی سے ممکن ہے، جس کا صحیح طریقہ اہلِ ذکر کی صحبت سے نصیب ہوتا ہے۔

منقبت

چلو نماز پڑھتے ہیں

چلو اِک نماز لکھتے ہیں
کسی کے نام کرتے ہیں
مگر یہ سوچنا ہے اب
کہ اُس میں ذکر کس کا ہو
کہ اُس میں بات کس کی ہو
کہ اُس میں ذات کس کی ہو
اور یہ بھی فرض کرنا ہے
کہ جس پہ نظم لکھنی ہے
ہمیں اُس سے محبت ہے
ہمارے سارے جذبوں کو
بس اُس کی ہی ضرورت ہے
چلو اِک کام کرتے ہیں
کہ ہم جو نظم لکھتے ہیں
وہ رب کے نام کرتے ہیں

وہی عنوان ہو اُس کا
اُسی کا ذکر ہو اِس میں

اُسی کی بات ہو اِس میں
اُسی کی ذات ہو اِس میں

کہ وہی خالق وہی مالک
وہی رازق وہی حاکم

وہی رحیم، وہی غفور
وہی حق دار ہے اِس کا

کہ اللہ نام ہے جس کا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

☆احادیثِ مبارکہ سے ذکر کے متعلق استدلال:

☆{مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، نماز کے بعد ذکر کا باب، فصل اول، صفحہ ۲۲۳}:

① حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز ختم ہونا تکبیر سے پہچانتا تھا۔ (صحیح مسلم صحیح بخاری)

② حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:۔ فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر صرف اس قدر کہ فرماتے کہ:۔

{ اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَ مِنۡكَ السَّلَامُ تَبَارَكۡتَ يَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ }

ترجمہ: الٰہی تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے، اے جلال و بزرگی والے۔ (صحیح مسلم)

③ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور کہتے۔

{اَللّٰهُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡكَ السَّلَامُ تَبَارَكۡتَ يَا ذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ }

ترجمہ: الٰہی تو سلام ہے، تجھ سے سلامتی ہے تو برکت والا ہے، اے جلالت اور بزرگی والے۔ (صحیح مسلم)

④ حضرت سیدنا مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔کہ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض کے بعد فرماتے تھے۔

{لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ}

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لئے حمد وہ ہر چیز پر قادر ہے۔الٰہی جو تو دے، اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے تو نہ دے، اسے کوئی نہیں دے سکتا اور تیرے مقابل مال دار کو مال نفع نہیں دیتا۔(صحیح مسلم صحیح بخاری)

⑤ حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے فرماتے کہ:

{لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ}

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کے لئے حمد اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قدرت، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے، اسی کی

نعمت ہے، اُسی کا فضل، اُسی کی اچھی تعریف ہے اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی معبود نہیں، ہم اُس کے لئے خالص دین رکھتے ہیں اگر
چہ کفار ناپسند کریں۔ (صحیح مسلم)

(۶) حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔کہ وہ اپنے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اُن سے تعوذ کرتے تھے۔

{اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا
وَعَذَابَ الْقَبْرِ}

ترجمہ :الٰہی میں بزدلی سے تیری پناہ لیتا ہوں اور کنجوسی
سے تیری پناہ اور ردی عمر سے تیری پناہ اور دنیا کے فتنوں اور
عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

(۷) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔فرماتے ہیں کہ مہاجر فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ مال دار بڑے درجے اور دائمی نعمت لے گئے فرمایا یہ کیسے؟ عرض کیا جیسے ہم نمازیں پڑھتے ہیں، وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں، وہ بھی رکھتے ہیں اور وہ خیرات کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں، ہم نہیں کرتے۔تو حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ سکھاؤں جس سے تم آگے والوں کو پکڑ لو پیچھے والوں سے آگے بڑھ جاؤ اور تم میں سے کوئی افضل نہ ہو اُس کے سوا جو تمہارے جیسا کام کرے۔بولے ہاں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:۔ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح {سُبْحَانَ اللهِ} تینتیس بار تکبیر {اَللهُ اَكْبَرُ} ،اور تینتیس بار حمد {اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ} کرو۔

حضرت سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر مہاجر فقراء حضور سیدنا نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹے اور عرض کیا کہ ہمارے اس عمل کو ہمارے مال دار بھائیوں نے سن لیا تو اُنہوں نے بھی یونہی کیا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔ (مسلم، بخاری)

حضرت سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ کا قول صرف مسلم کی روایت میں ہے کہ ہر نماز کے بعد چونتیس بار تسبیح {سُبْحَانَ اللہِ}، چونتیس بار تکبیر {اَللہُ اَکْبَرُ}، اور چونتیس بار حمد {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ} کہو بجائے تینتیس کے۔

(۸) حضرت سیدنا کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آگے پیچھے آنے والی چیزیں وہ ہیں جن کا کہنے والا کرنے والا نقصان سے نہیں رہتا ہر فرض نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح {سُبْحَانَ اللہِ}، چونتیس بار تکبیر {اَللہُ اَکْبَرُ}، اور تینتیس بار حمد {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ}۔ (صحیح مسلم)

(۹) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح {سُبْحَانَ اللہِ} تینتیس بار تکبیر {اَللہُ اَکْبَرُ}، اور تینتیس بار حمد {اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ} کرے۔ یہ ہوئے ننانوے اور سو پورا کرنے کو کہے۔

{لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ}

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا ملک ہے، اسی کی حمد ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اُس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح ہوں۔ (صحیح مسلم)

☆ {مشکوۃ شریف، جلد اول، نماز کے بعد ذکر کا باب، فصل دوم، صفحہ ۲۲۶}:

(۱۰) حضرت سیدنا عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد "اعوذ" والی سورتیں پڑھ لیا کرو۔

(احمد، ابو داؤد، نسائی، بیہقی، دعوات کبیر)

(۱۱) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرا اُن لوگوں سے بیٹھنا جو فجر کی نماز سے سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں، مجھے اِس سے زیادہ پیارا ہے کہ اولادِ اسماعیل رضی اللہ عنہ کے چار غلام آزاد کروں اور میرا اُس قوم کے ساتھ بیٹھنا جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، مجھے اِس سے زیادہ پسند ہے کہ چار غلام آزاد کر دوں۔ (رواہ ابو داؤد)

(۱۲) حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو فجر جماعت سے پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اُسے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا فرماتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورے کا، پورے پورے کا۔ (رواہ ترمذی)

☆ {مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، نماز کے بعد ذکر کا باب، فصل سوئم، صفحہ ۲۲۶}:

(۱۳) حضرت سیدنا زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح، تینتیس بار حمد، اور چونتیس بار تکبیر کہہ لیا کرو۔ پھر ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے خواب میں کوئی آنے والا آیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تمہیں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ہر نماز کے بعد اتنی اتنی تسبیح پڑھو؟۔ انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب ہی میں کہا ہاں! اُنہوں نے کہا اُنہیں پچیس پچیس بار کرلو اور اُن میں تہلیل بھی کرلو۔ جب صبح ہوئی تو حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض پیش کی تو سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے بھی کرو۔ (احمد، نسائی، دارمی)

(۱۴) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے: ۔فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس منبر کے تختوں پر فرماتے سنا کہ جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی

پڑھے تو اُسے موت کے سوا کوئی چیز جنت کے داخلے سے نہ روکے گی اور جو بستر پر لیٹتے وقت اُسے پڑھ لے تو اللہ اُس کے گھر اور اُس کے پڑوسی کے گھر آس پاس کے گھر والوں پر امن دے گا۔ (امام بیہقی رضی اللہ عنہ شعب الایمان)

(۱۵) روایت ہے حضرت سیدنا عبد الرحمن ابن غنم رضی اللہ عنہ سے حضور سید نا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جو نماز مغرب و فجر سے پھرنے اور پاؤں موڑنے سے پہلے دس بار یہ کہہ لیا کرے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اُسی کا ملک ہے، اُسی کی تعریف، اُس کے قبضے میں خیر ہے زندگی اور موت دیتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اس کے لئے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹائے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے۔ ہر برائی سے اس کی حفاظت اور مردود شیطان سے امن ہوگا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اُسے نہ چھو سکے گا اور وہ لوگوں سے عمل میں افضل ہوگا سوا اُس کے جو اُس سے زیادہ کہہ لے وہ اُس سے بڑھ جائے گا۔ (امام احمد رضی اللہ عنہ)

(۱۶) حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید نا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر بھیجا، وہ بہت مال غنیمت لائے اور جلد لوٹ آئے۔ تو ہم میں سے ایک شخص بولا جو ان میں نہ گیا تھا کہ ہم نے کوئی ایسا لشکر نہ دیکھا جو اس لشکر سے جلد لوٹا ہو اور زیادہ غنیمت لایا ہو۔ تب حضور سید نا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں

وہ قوم نہ بتاؤں جو غنیمت میں بہتر ہے، وہ قوم ہے جو فجر کی نماز میں حاضر ہوں پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اِس کا ذکر کریں یہ لوگ جلدی لوٹنے والے اور بہتر غنیمت والے ہیں۔(امام ترمذی)

☆{مشکوۃ شریف، جلد اوّل، میت پر رونے کا باب، فصل سوئم، صفحہ ۴۱۴}:

(۱۷) روایت ہے حضرت سیدہ اُم الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (محمد سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔اے عیسیٰ (علیہ السلام)، میں تمہارے بعد ایسی اُمت پیدا کرنے والا ہوں کہ جنہیں اگر پسندیدہ چیز ملے گی تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور اگر ناپسندیدہ چیز ملے گی تو طلب اجر و صبر کریں گے۔حالانکہ اُن میں علم و حلم نہ ہو گا۔عرض کیا الٰہی ان میں یہ خوبی عقل کے بغیر کیونکر ہو گی۔فرمایا انہیں اپنے علم و حلم سے دوں گا۔(شعب الایمان)

☆{مشکوۃ شریف، جلد اوّل، باب:۔اللہ عزوجل کا ذکر اور اُس سے قرب حاصل کرنا، فصل اوّل، صفحہ ۵۳۱}:

(۱۸) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی جماعت نہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھے مگر انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، رحمت ڈھانپ لیتی ہے۔اُن پر سکینہ اترتا ہے اور اپنے پاس والے فرشتوں میں اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر کرتے ہیں۔
(صحیح مسلم)

(۱۹) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے راستے میں جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ پر گزرے جسے جمدان کہا جاتا ہے تو صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا، چلو یہ جمدان ہے سبقت لے گئے جدا رہنے والے۔

صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ۔"یارسول اللہ ﷺ" الگ رہنے والے کون ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بہت یاد کرنے والے مرد وعورت ۔ (صحیح مسلم)

(۲۰) حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ۔فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے اِس کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے" زندہ و مردہ" کی سی ہے ۔ (صحیح مسلم صحیح بخاری)

(۲۱) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے ۔جب بندہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں ۔اگر بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اکیلے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اِسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں ۔

(صحیح مسلم صحیح بخاری)

(۲۲) حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ،فرمایا حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ نے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔جو ایک نیکی کرے اُسے دس گناہ ثواب ہے اور زیادہ بھی دوں گا اور جو ایک گناہ کرے ،تو ایک برائی کا بدلہ اُس کے برابر ہی ہے یا اُسے بخش دوں ،اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اُسکے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو مجھ سے ایک گز نزدیک ہوتا ہے تو میں اُس کے اُس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں ۔جو میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑتا ہوں .اور جو کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائے پھر زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملے ،تو میں اتنی ہی بخشش کی ساتھ اُس سے ملوں گا ۔(مسلم)

(۲۳) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ۔حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اُس

سے اعلانِ جنگ دیتا ہوں اور میرے کسی بندہ کا بمقابلہ فرائض عبادتوں کے دوسرے ذریعہ سے مجھ سے قریب ہونا مجھے زیادہ پسند نہیں ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قریب ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پھر جب اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اُسے دیتا ہوں اور اگر میری پناہ لیتا ہے تو اُسے پناہ دیتا ہوں اور وہ مجھے کرنا ہوتا ہے کبھی اُس میں تردد نہیں کرتا۔ جیسے کہ میں مومن کی جان نکالنے میں توقف کرتا ہوں جو موت سے گھبراتا ہے اور ناخوش کرنا پسند نہیں کرتا ادھر موت بھی اُس کے لئے ضروری ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴۴) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر اللہ والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں۔ پھر جب کسی قوم کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے پاتے ہیں، تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ، چنانچہ وہ فرشتے اُن ذاکرین کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ آسمان دنیا تک ہو جاتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے۔ مگر اِن (فرشتوں) سے پوچھتے ہیں کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں، کہ آپ کی تسبیح وتکبیر، آپ کی حمد اور آپ کی بزرگیاں بیان کر رہے تھے۔

حضور سیدنا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں آپ کی قسم اُنہوں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔ حضور سیدنا نبی آخر

الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ آپ کو دیکھ لیں تو آپ کی بہت عبادت کریں۔ اور آپ کی بہت بڑائی بولیں۔ اور آپ کی بہت ہی تسبیح کریں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وہ مانگتے کیا تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ آپ سے جنت مانگ رہے تھے۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ عرض کرتے ہیں۔ یارب العزت آپ کی قسم نہیں دیکھی۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: وہ عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کے حریص اور بہت طلب گار اور اس میں بہت راغب ہوجائیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ وہ عرض کرتے ہیں، آگ سے۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تو کیا انہوں نے آگ دیکھی ہے؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: عرض کرتے ہیں یارب العزت آپکی قسم نہیں دیکھی۔ فرمایا: عرض کرتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ عرض کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت جلد بھاگیں۔ اس سے بہت ڈریں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ کہ ان فرشتوں میں سے ایک عرض کرتا ہے ان میں فلاں بندہ بھی تھا جو ذکر والوں سے نہ تھا۔ وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وہ ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں

رہتا۔ (بخاری اور مسلم)

(۲۵) بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فالتو فرشتے چلنے، پھرنے، گھومنے والے ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ جب کوئی ایسی مجلس پائیں جہاں ذکر ہو تو ذاکرین کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بعض کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں حتیٰ کہ اُن لوگوں اور آسمان دنیا کے درمیان فضا بھر دیتے ہیں۔ پھر جب لوگ بکھر جاتے ہیں تو وہ فرشتے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ علیم وخبیر ہے۔ مگر اُن سے پوچھتے ہیں کہاں سے آرہے ہو۔؟ تو وہ عرض کرتے ہیں ہم آپ کے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو زمین میں ہیں۔

☆ {مشکوٰۃ شریف، جلد اول، باب :۔ اللہ عزوجل کا ذکر اور اُس سے قرب حاصل کرنا، فصل دوئم، صفحہ ۵۳۵}:

(۲۶) روایت ہے حضرت سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں :۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: ۔کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتادوں؟ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ستھرے اور تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے اور تمہارے لئے سونا چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہوں اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد کرو کہ تم اُنکی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، جی۔ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: ۔وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (امام مالک، امام احمد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ)

(۲۷) روایت ہے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن بسر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں :۔ کہ ایک بدوی حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا، کون شخص اچھا ہے۔؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا: ۔مژدہ ہو اُسے جس کی عمر لمبی ہو اور

اعمال اچھے ہوں ۔عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے۔؟ ۔حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ۔کہ تم دنیا کو اس حال میں چھوڑو کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (احمد، ترمذی)

(۲۸) روایت ہے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ۔جب جنت کی کیاریوں سے گزرو تو کچھ چرلیا کرو۔ لوگوں نے پوچھا جنت کی کیاریاں کیا ہیں۔؟ ۔حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ۔"کہ ذکر کے حلقے"۔ (ترمذی)

(۲۹) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: ۔جو کسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسرت و خسارہ ہوگا اور جو کسی خواب گاہ میں لیٹے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو یہ بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندامت ہوگی۔

(ابوداؤد)

(۳۰) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں: حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا۔ ایسی کوئی قوم یا جماعت نہیں جو کسی مجلس سے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے اُٹھ جائے، مگر وہ مردار گدھے کی مثل سے اُٹھتے ہیں اور یہ اُن پر حسرت ہوتی ہے۔ (احمد، ابوداؤد)

(۳۱) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا: نہیں بیٹھی کوئی قوم کسی مجلس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور نہ اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھے مگر یہ مجلس اُن پر حسرت ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے اُنہیں اس پر عذاب دے اور اگر چاہے بخش دے۔ (ترمذی)

(۳۲) روایت ہے حضرت سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں: حضور سیدنا نبی آخر

الزماں ﷺ نے فرمایا: ۔انسان کا ہر کلام اُس پر وبال ہے، مفید نہیں سوائے اچھی باتوں کے حکم یا بُری باتوں سے منع کرنے کے، یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

(۳۳) روایت ہے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ حضور سید نا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا۔ ذکر اللہ تعالیٰ کے بغیر زیادہ باتیں نہ کرو کیونکہ بغیر ذکر اللہ زیادہ باتیں دل کی سختی ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دور سخت دل والا ہے۔ (ترمذی)

(۳۴) روایت ہے حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی۔

{وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ}

ترجمہ: کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں۔ (الخ)

تو ہم سید نا نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، کہ سونے چاندی کے متعلق تو یہ آیت نازل ہوگئی اگر ہمیں پتہ لگ جاتا کہ کون سا مال اچھا ہے تو ہم وہ ہی جمع کرتے۔ حضور سید نا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا۔ بہترین مال ذاکر زبان، شاکر دل اور مومنہ بیوی ہے، جو ایمان میں اس کی مدد کرے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

☆ {مشکوۃ شریف، جلد اوّل، باب: ۔اللہ عز و جل کا ذکر اور اُس سے قرب حاصل کرنا، فصل سوئم، صفحہ ۵۳۷}:

(۳۵) روایت ہے حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ حضور سید نا نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی مسجد میں ایک حلقہ پر گزرے پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے۔؟ وہ بولے ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔

فرمایا، کیا خدا کی قسم تمہیں اسی چیز نے بیٹھایا ہے؟ بولے اللہ تعالیٰ کی قسم ہمیں اس کے سوا کسی اور چیز نے نہ بٹھایا۔ فرمایا میں نے تم پر تہمت کی بنا پر تم سے قسم نہ لی ایسا کوئی نہیں جسے رسول اللہ ﷺ سے مجھ جیسا قرب ہو پھر وہ آپ ﷺ سے احادیث مقابلہ کرے کم روایت کرے۔

ایک بار حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حلقہ پر تشریف لائے تو پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا؟۔ وہ بولے، ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔ اُس کا شکر کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی۔ ہم پر بڑا احسان کیا۔ فرمایا: کیا اللہ کی قسم تمہیں صرف اسی چیز نے بٹھایا ہے۔؟۔ وہ بولے اللہ تعالیٰ کی قسم ہم کو اس کے سوا کسی اور چیز نہیں بٹھایا تو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے تم پر تہمت رکھتے ہوئے تم سے قسم نہیں لی لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ تم سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔ (صحیح مسلم)

(۳۶) روایت ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن بسر رضی اللہ عنہ سے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ۔ اسلام کے احکام شرعیہ بہت ہیں مجھے کوئی ایک بات ایسی بتا دیں جسے مضبوط تھام لوں، فرمایا تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تر رہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

(۳۷) روایت ہے حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کہ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ سے پوچھا گیا کون بندے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور قیامت کے دن بلند درجے والے ہیں؟ حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے اور بہت ذکر کرنے والی عورتیں۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ کا غازی کون ہے؟ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:۔ اگر غازی مشرکین اور کفار پر تلوار اتنی چلائے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کا

ذکر کرنے والا اُس سے درجہ میں زیادہ ہوگا۔ (احمد، ترمذی)

(۳۸) روایت ہے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب انسان غافل ہوتا ہے تو وہ وسوسے ڈالتا ہے۔ (بخاری تعلیقاً)

(۳۹) روایت ہے حضرت سیدنا مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضور سیدنا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر والا ایسا ہے، جیسے بھاگ جانے والوں میں مجاہد اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا جیسے خشک درخت میں ہری شاخ۔

اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ جیسے درختوں میں سبز درخت اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ، اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ زندگی ہی میں جنت کا گھر دکھا دیتے ہیں اور غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کی تمام بولنے والوں اور گونگوں کی بقدر بخشش ہوتی ہے بولنے والے انسان ہیں اور گونگے جانور۔ (رزین)

(۴۰) روایت ہے حضرت سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ بندے نے بڑا کوئی ایسا عمل نہ کیا جو ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دے۔

(مالک، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۱) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ حضور سیدنا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام سے اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ (بخاری)

(۴۲) روایت ہے حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے راوی ہیں۔ کہ حضور سیدنا نبی آخر الزماں ﷺ فرماتے تھے۔ کہ ہر چیز کی صیقل ہے اور دلوں کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور کوئی چیز ذکر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات نہیں دیتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد فرمایا بلکہ نہ یہ کہ غازی اپنی تلوار سے کفار کو مارے، حتیٰ کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ (بیہقی، دعوات کبیر)

☆ {مشکوۃ شریف، جلد اول، باب "سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَللہُ اَکْبَرُ۔ فصل اول، صفحہ ۵۴۲}:

(۴۳) روایت ہے حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے افضل کلمات چار ہیں۔ سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اَللہُ اَکْبَرُ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے چار کلمات ہیں۔ سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اَللہُ اَکْبَرُ۔ جس کلمہ سے ابتداء کرو مضر نہیں۔

(صحیح مسلم)

(۴۴) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے میرا سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اور اَللہُ اَکْبَرُ کہنا مجھے اس سب سے پیارا ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔ (صحیح مسلم)

(۴۵) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے۔ جو دن میں سو بار "سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ" پڑھے تو اس کی تمام خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ کف دریا یعنی سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔

(مسلم، بخاری)

(۴۶) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے۔ جو صبح و شام کے وقت "سُبْحَانَ اللہِ وَ بِحَمْدِہٖ" سو بار پڑھ لیا کرے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہیں کرے گا اس کے سوا جو اس طرح

یا اس سے زیادہ پڑھا کرے۔ (امام مسلم، امام بخاری)

(۴۷) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بھارے، رحمٰن کو پیارے ہیں۔

"سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ" (امام مسلم، امام بخاری)

(۴۸) روایت ہے حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ ہم حضور سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کر لیا کرے؟ ہم نشینوں میں سے کسی نے پوچھا کہ کوئی روزانہ ہزار نیکیاں کیسے کر سکتا ہے؟ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک سو دفعہ "سُبْحَانَ اللهِ" پڑھ لیا کرے اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی ہزار خطائیں معاف کی جائیں گی۔ (امام مسلم)

(۴۹) روایت ہے حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جبکہ نمازِ فجر پڑھی وہ اپنی مسجد میں تھیں پھر دوپہر کے بعد واپس ہوئے وہ وہاں ہی بیٹھی تھیں۔ فرمایا کیا تم اسی طرح بیٹھی ہو، جیسے میں تمہیں چھوڑ گیا تھا۔ عرض کیا ہاں۔ تب حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پیچھے چار کلمے تین دفعہ پڑھ لیے اگر انہیں تمہارے تمام وظیفوں سے تولا جائے جو تم نے سارے دن میں پڑھے تو ان پر بھاری ہو جائیں۔

"سبحان اللهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ" (امام مسلم)

(۵۰) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ایک دن میں سو بار یہ کہہ لے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں اُسی کا ملک ہے، اُسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اُس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور اُس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اُس کے سو گناہ معاف کیے جائیں گے اور اُس دن، دن بھر اُس کی شیطان سے حفاظت ہو گی حتیٰ کہ شام پالے اور کوئی شخص اُس سے بہتر افضل عمل نہ کر سکے گا اُس کے سوا جو اُس سے زیادہ پڑھ لے۔ (امام مسلم، امام بخاری)

(۵۱) روایت ہے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ کہ ہم حضور سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو لوگ بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے۔

اس پر حضور سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے لوگو" اپنی جانوں پر نرمی کرو تم لوگ نہ بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو۔ تم تو "سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ" کو پکار رہے ہو جو تمہارے ساتھ ہے جسے تم پکار رہے ہو وہ تم میں سے ہر ایک کی سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔"

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا اپنے دل میں کہہ رہا تھا:

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

تو حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبداللہ ابنِ قیس کیا میں تم کو جنت کے خزانوں میں ایک خزانہ پر رہبری نہ کر دوں۔؟ میں نے عرض کیا "ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔ فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔ (امام مسلم، امام بخاری)

☆ {مشکوۃ شریف، جلد اول، باب "سُبْحَانَ اللّٰهِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَللّٰهُ

آکبر" فصل دوئم، صفحہ ۵۴۴}:

(۵۲) روایت ہے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ۔فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو "سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھے اُس کے لئے جنت میں درخت بویا جائے گا۔(امام ترمذی)

(۵۳) روایت ہے حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ۔فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی کوئی صبح نہیں جسے بندے پائیں مگر ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ پاک بادشاہ کی تسبیح پڑھ لو۔(حدیث ترمذی)

(۵۴) روایت ہے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ۔فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزرگ ترین ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" ہے اور بزرگ ترین دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ہے۔(حدیث ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۵) روایت ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حمد شکر کا سر ہے، جس بندے نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کی اُس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا۔(امام بیہقی)

(۵۶) روایت ہے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنہیں قیامت کے دن سب سے پہلے جنت کی طرف بلایا جائے گا، وہ ہوں گے جو خوشی وغم میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں ۔(امام بیہقی)

(۵۷) روایت ہے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا یارب مجھے وہ چیز سکھا جس سے آپ کو یاد کیا کروں جس کے ذریعے آپ سے دعا کروں رب تعالیٰ نے فرمایا "اے موسیٰ" کہو "لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" پھر عرض کیا، یارب یہ تو آپ کے سارے بندے ہی کہتے ہیں میں تو کوئی ایسی خاص چیز چاہتا ہوں جس سے آپ مجھے خاص کر دیں فرمایا ۔اے موسیٰ، اگر

ساتوں آسمان اور میرے سوا اُن کی آبادی اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" دوسرے پلڑے میں تو ان سب پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" بھاری ہوگا۔(شرح سنہ)

(۵۹) روایت ہے حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔فرمایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے جو کہتا ہے:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ"

تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتے ہیں کہ:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ"

ترجمہ: واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں بہت بڑا ہوں۔

اور جب بندہ کہتا ہے کہ:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ"

ترجمہ: اکیلے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔

تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ"

ترجمہ: واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔

اور جب بندہ کہتا ہے۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا ملک ہے

اسی کی تعریف ہے۔
تو رب تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:
"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لِیَ الْمُلْکُ وَلِیَ الْحَمْدُ"
ترجمہ: واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میرا ہی ملک ہے میری ہی تعریف ہے۔
جب بندہ کہتا ہے کہ:
"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"
ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت۔
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِیْ"
ترجمہ: واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے بغیر نہ قوت ہے نہ طاقت۔
حضور سیدنا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو یہ کلمات اپنے مرض میں کہے پھر مرجائے تو اُسے آگ نہ جلائے گی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۹) روایت ہے حضرت سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک بی بی کے پاس گئے جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں جن پہ وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں تب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تم پر اس سے آسان بھی ہو اور بہتر بھی:
"سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَ سُبْحَانَ

اللہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَ اللہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ مِثْلَ ذٰلِکَ "

ترجمہ: "اللہ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے آسمان میں پیدا فرمایا اور اللہ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے زمین میں پیدا فرمایا اور اللہ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جو ان کے درمیان ہے اور اللہ کی پاکی بولتا ہوں اس کی برابر جسے وہ پیدا فرمانے والا ہے اور اللہ بہت بڑا ہے (اسی قدر) تمام تعریفیں اللہ کی ہیں (اسی قدر) اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (اسی قدر) اور اللہ کے بغیر نہ قوت (اسی قدر)۔

(ترمذی، ابوداؤد)

(٦٠) روایت ہے حضرت سیدنا عمر بن ابوشعیب رضی اللہ عنہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا سے راوی، فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ تعالیٰ کے لئے صبح کو سو (١٠٠) بار "سُبْحَانَ اللہِ" پڑھے اور سو (١٠٠) بار شام کو، تو اس کی طرح ہوگا جو سو (١٠٠) حج کرے اور جو صبح کو سو (١٠٠) بار "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" پڑھے اور سو (١٠٠) بار شام کو تو اُس جیسا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں سو (١٠٠) گھوڑے خیرات کرے اور جو صبح کو (١٠٠) سو بار "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" پڑھے اور (١٠٠) سو بار شام کو، تو اس کی طرح ہوگا جو اُولادِ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے سو (١٠٠) غلام آزاد کرے اور جو صبح کو (١٠٠) سو بار "اَللہُ اَکْبَرُ" پڑھے اور (١٠٠) سو بار شام کو، تو کوئی اس سے زیادہ نیکیاں اس دن نہ کر سکے گا بجز اس کے جو اتنی ہی بار یہ کلمات کہہ لے یا اس سے زیادہ۔ (ترمذی)

(٦١) روایت ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سُبْحَانَ اللہِ" آدھی میزان ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اُسے بھر

دے گی اور "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کے لئے رب سے کوئی آڑ نہیں سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (ترمذی)

(۶۲) روایت ہے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ کبھی خلوصِ دل سے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" نہیں کہتا مگر اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے جب تک کہ بندہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (ترمذی)

(۶۳) روایت ہے حضرت سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں۔ فرمایا حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شبِ معراج میں ہماری ملاقات حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی انہوں نے فرمایا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اپنی اُمت کو میرا اسلام فرمادیں، اور انہیں بتادیں کہ جنت کی زمین بہت زرخیز ہے وہاں کا پانی بہت شیریں، جنت میں سفید و زمین بہت ہے وہاں کے درخت کے یہ کلمات ہیں:

"سُبْحَانَ اللہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ"

ترجمہ: اللہ پاک ہے اسی کی تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بہت بڑا ہے۔ (ترمذی)

(۶۴) روایت ہے حضرت سیدہ یسیرہ رضی اللہ عنہا سے آپ رضی اللہ عنہا مہاجر بیبیوں میں سے ہیں فرماتی ہیں۔ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے بیبیو، تسبیح و تہلیل اور رب کی پاکی بولنے کو لازم کرلو انگلیوں پر گنا کرو (عقدِ انامل) کہ انگلیوں سے سوال ہوگا انہیں گویائی بخشی جائے گی اور کبھی غافل نہ ہونا ورنہ تم رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔

(ترمذی، ابوداؤد)

☆ {مشکوٰۃ شریف، جلد اول، باب "سُبْحَانَ اللہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَللہُ اَکْبَرُ" فصل سوئم، صفحہ ۵۴۷}:

(۶۵) روایت ہے حضرت سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بدوی حاضر ہوئے، بولے مجھے کوئی وظیفہ سکھائیے جو میں پڑھ لیا کروں، فرمایا کہو:۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ"

ترجمہ: اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اُس کا کوئی شریک نہیں اللہ بہت بڑا ہے اللہ کی بہت حمد ہے اللہ پاک ہے جہانوں کا پالنے والا، اللہ غالب حکمت والے کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت۔

وہ بولے یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوئے میرے لئے کیا ہے فرمایا کہو۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ"

ترجمہ: الٰہی مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے۔ مجھے روزی دے مجھے امن نصیب کر۔ (امام مسلم)

(۶۶) روایت ہے حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خشک پتوں والے درخت سے گزرے تو اس میں اپنی لاٹھی شریف ماردی پتے جھڑ گئے فرمایا "سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اور اَللهُ اَكْبَرُ" بندے کے گناہ یوں جھاڑ دیتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ گئے۔ (ترمذی)

(۶۷) روایت ہے حضرت سیدنا مکحول رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ" زیادہ پڑھا کرو کہ یہ جنت کے خزانہ سے ہے۔ حضرت سیدنا مکحول رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ جو کوئی پڑھا کرے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" اور "لَا مَنْجَا وَ لَا مَلْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ" تو اللہ تعالیٰ اُس سے ستر مصیبتوں کے در بند کر دے گا جس میں ادنیٰ مصیبت فقیری ہے۔ (ترمذی)

(۶۸) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ننانوے بیماریوں کی دعا ہے جن میں ادنیٰ بیماری غم ہے۔ (بیہقی)

(۶۹) روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں وہ کلمہ نہ بتادوں جو عرش کے نیچے سے آیا جنت کے خزانوں سے ہے، وہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ فرمانبردار ہوگیا اور اُس نے اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔ (بیہقی)

(۷۰) روایت ہے حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سُبْحَانَ اللّٰہِ" ساری مخلوق کی عبادت ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کلمہ شکر ہے اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اخلاص کا کلمہ ہے اور "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" آسمان و زمین کے درمیان کی فضا بھر دیتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ مطیع ہو گیا اور اپنے کو میرے سپرد کر دیا۔ (رزین)

☆{صحیح بخاری، جلد اول، حدیث ۱۳۳۷}:

(۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

(۷۲) اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

ترجمہ: اے اللہ اپنے ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت

کے سلسلے میں میری مدد فرما۔

(سنن ابی داؤد ۱۵۲۲، صحیح ابن حبان ۲۰۲۰)

۷۳ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہ شخص ہوتا ہے جس کا دل سخت ہو۔

(ترمذی کتاب الزہد)

۷۴ بستر پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہت سے لوگ نرم نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُن کو اُونچے اُونچے درجے عطا فرمائے گا۔ (صحیح ابن حبان ۳۹۹ عن ابی سعید)

۷۵ جب اللہ تعالیٰ کے ذکر میں تصور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ شامل ہو جائے تو ذکر کی تکمیل ہو جاتی ہے اور اصل توحید کی نظر حاصل ہو جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

۷۶ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے ذکر کے لئے وقت نکالو میں تمہارے کام میں برکت عطا کرونگا، ورنہ دنیاوی کاموں کی کثرت تم پر اس قدر مسلط کرونگا کہ تمہیں فرصت ہی نہ ہوگی اور سکون سے محروم رہو گے۔

(بخاری شریف)

۷۷ عِنْدَ ذِكْرِ الصّٰلِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ۔

ترجمہ: نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (الحدیث)

۷۸ جب تمہیں ذکر اللہ سننا اچھا لگنے لگے تو جان لو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کو تم سے محبت ہوگئی ہے۔

☆ {صحیح بخاری، جلد سوئم، حدیث ۱۴۰۹}:

۴۹ روایت ہے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے ان میں ایک شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں صحابہ اجمعین رضی اللہ عنہم،

صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ملفوظات سے استدلال:

☆منقول مکتوب نہج البلاغہ، مقرر امیر المومنین ابوالحسن حضرت سیدنا امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ "بابت ذکر":۔(ترجمہ مفتی محمد وسیم اکرم القادری)

اللہ تعالیٰ کی بندوں پر لطافت:

(خطبہ ۱۴۲، صفحہ ۳۴۰)

بارِ خدایا، تو اپنے دوستوں کے ساتھ تمام دوستوں سے زیادہ سچا دوست اور جو لوگ تجھ پر توکل کرتے ہیں اُن کی صلاح کار کے لئے تو ہمہ وقت موجود ہے تو ان کے پوشیدہ کاموں کو دیکھتا ہے۔ اُن کے ہر خیال اور اندیشہ سے آگاہ ہے۔ تو اُن کی بینائی، بصیرت اور عقلوں کا اندازہ جانتا ہے، اُن کے راز تیرے نزدیک آشکار ہیں اور ان کے دل ہمہ وقت تیری ہی جانب نگراں ہیں اگر تنہائی میں اُنہیں وحشت گھیر لیتی ہے تو تیرا ذکر ہی اُنہیں مانوس کرتا ہے اگر وہ ہجوم اندوہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو تیری ہی پناہ ڈھونڈنے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں، کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ سررشتہ کار تیرے منشا و قدرت ہی کے ہاتھ میں ہے اور اُن کے صادر ہونے کی جگہ تیری ہی قضا و قدر ہے۔ بارِ خدایا، اگر میں یہ نہ جانوں کہ کیا چاہتا ہوں؟ اور اپنی درخواست سے

پریشان بن جاؤں تو جس میں میری صلاح ہو اُسی طرف میری راہنمائی فرما اور میرے دل کو اُس طرف متوجہ کر دے جس میں میرے لئے خیر اور بہتری ہو پس یہ بات نہ تیری ہدایت کے خلاف ہے، نہ تیری سربراہی کے لئے کوئی نئی چیز ہے۔ بار خدایا میرے ساتھ اپنی عفو و بخشش کو ملحوظ رکھ کر سلوک کر نہ کہ داد گر اور عادل بن کر۔

دلوں کی صیقل:

(خطبہ ۲۲۳، صفحہ ۲۴۲)

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آیت:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ"

ترجمہ: (وہ لوگ ایسے ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتی)۔

کی تلاوت کے بعد فرمایا: بے شک اللہ سبحانہ نے اپنی یاد کو دلوں کی صیقل قرار دیا ہے جس کے باعث وہ اوامر و نواہی سے بہرا ہونے کے بعد سننے لگے اور اندھے پن کے بعد دیکھنے لگے اور دشمنی و عناد کے بعد فرمانبردار ہو گئے یکے بعد دیگرے ہر عہد اور انبیاء سے خالی دور میں حضرت رب العزت کے کچھ مخصوص بندے ہمیشہ موجود رہے ہیں کہ جن کی فکروں میں سرگوشیوں کی صورت میں حقائق و معارف کا القا کرتا ہے اور اُن کی عقلوں سے الہامی آوازوں کے ساتھ کلام کرتا ہے چنانچہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں، کانوں اور دلوں میں بیداری کے نور سے (ہدایت و بصیرت کے) چراغ روشن کیے۔ وہ مخصوص یاد رکھنے کے قابل دنوں کی یاد دلاتے ہیں اور اُس کی جلالت و بزرگی سے ڈراتے ہیں۔ وہ لق و دق صحراؤں میں دلیل راہ ہیں۔ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے۔ اِس کے طور طریقے پر تحسین و آفرین کرتے ہیں اور اُسے نجات کی

خوشخبری سناتے ہیں اور جو افراط و تفریط کی دائیں بائیں سمتوں پر ہو لیتا ہے اُس کے رویہ کی مذمت کرتے ہیں اور اُسے تباہی و ہلاکت سے خوف دلاتے ہیں اُنہی خصوصیتوں کے ساتھ یہ ان اندھیاریوں کے چراغ اور اُن شبہوں کے لئے راہنما ہیں۔

اُٹھنا بیٹھنا ذکرِ الٰہی میں:

(صفحہ ۳۴۳)

کچھ اہلِ ذکر ہوتے ہیں جنہوں نے یادِ الٰہی کو دنیا کے بدلے لے لیا۔ اُنہیں نہ تجارت اِس سے غافل رکھتی ہے نہ خرید و فروخت اسی کے ساتھ زندگی کے دن بسر کرتے ہیں اور محرماتِ الٰہیہ سے متنبہ کرنے والی آوازوں کے ساتھ غفلت شعاروں کے کانوں میں پکارتے ہیں۔ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اِس پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے باز رہتے ہیں۔

☆ منقول مکتوب عاشقِ رسول ﷺ حضرت سیدنا اویس قرنی بابت "ذکر اذکار":۔

(تصنیف حافظ ناصر محمود، باب ۱۷، صفحہ ۳۳۹)

حدیثِ قدسی میں ذکر کی فضیلت:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی سلسلہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اپنے دل میں اُسے یاد کرتا ہوں اگر وہ کسی مجمع میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اِس مجمع سے بہتر مجمع یعنی فرشتوں میں اُس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اُدھر بڑھتا

ہوں، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

سب سے بڑا عمل:

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذکر الٰہی سے بڑھ کر ابن آدم کا کوئی عمل اُسے اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں۔

ایک اور حدیث میں یہ الفاظ ہیں حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔کیا میں تمہیں تمہارے بہتر اعمال کی خبر نہ دوں؟ جو تمہارے بادشاہ کے نزدیک بہت پاکیزہ اور تمہارے درجات کے لحاظ سے بلند اور سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہو اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے ملو۔تم اُن کی گردنیں مارو وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ضرور آگاہ کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔وہ عمل ہے اللہ کا ذکر۔

کسی نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عمل کون سا ہے۔؟

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سب سے بڑا عمل اللہ کا ذکر ہے"۔

ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے:

حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اُن کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے"۔

یعنی زندگی بے بندگی شرمندگی۔ زندگی صرف سانس لینے کا نام نہیں بلکہ اصل زندگی تو وہ ہے جس میں دوست کا وصال ہو جائے۔

بقول شاعر:

"زندگانی نتواں گفت حیاتی کہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد"

ذکر کا نتیجہ:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جب تک دنیا میں ایک شخص بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا باقی ہے اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی"۔

معلوم ہوا کہ کائنات کی بقا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے اسمِ گرامی پر موقوف ومنحصر ہے۔جب قیامت کا وقت قریب آئے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ عالیہ سے اپنے نام لیوا آخری بندے کو بھی اُٹھالے گا اور پھر "اَلْقَارِعَۃُ مَاالْقَارِعَۃُ" کا منظر ہو گا،سورج بے نور ہو جائے گا،ستارے جھڑ جائیں گے،پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے اور ارض وسماء تہہ وبالا ہو جائیں گے۔نظامِ کائنات درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی اور کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ جو وجہِ کائنات ہے جب اُس کا ذکر اُٹھ گیا تو کائنات کا مقصد فوت ہو گیا بے شک:۔

"وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ"

ترجمہ:"اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے"۔

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ذکر:

حضرت سیدنا ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تقریباً سارا وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی تسبیح وتہلیل میں گزرتا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے نام سے خاص اُنس اور رغبت تھی۔اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات کے ذکر نے آپ رضی اللہ عنہ کے شیشہ دل کو ہر کثافت سے پاک کرکے مجلا

اور مصفّٰی کرلیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دل کے آئینہ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلیاں جلوہ بار ہوتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دل ہر قسم کی دنیاوی خواہشات، کبرونخوت، حرص وخودغرضی سے پاک ہو چکا تھا اور اِس میں عجز وانکساری، ہمدردی وایمانداری، ایثار و مروت، صبر وقناعت اور صبر ورضا کے چراغ روشن ہو گئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ پاک ہو کر بامراد ہو گئے تھے اور صفحہ عالم پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام ہمیشہ کے لئے ثبت ہو گیا تھا۔ آپ کو ذکرِ خفی اور ذکرِ جلی دونوں ہی سے رغبت اور لگاؤ تھا۔ تنہائی اور عزلت میں آپ ذکرِ خفی کرتے تھے اور جب کبھی موقع ملتا تو کسی ذکر کے حلقے میں شامل ہو کر ذکرِ جلی کی سعادت حاصل کرتے۔ کوفہ میں رہائش کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول رہا۔ "مستدرک حاکم" میں حضرت سیدنا اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی بیان ہو چکی ہے جس کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کوفہ میں ذکر وشغل کے حلقہ میں باقاعدہ شریک ہوتے تھے اور وہاں اوراد وظائف کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اِس طرح لو لگایا کرتے تھے کہ:

"میانِ عاشق ومعشوق رمزیست"
"کراماً کاتبین راھم خبر نیست"

حضرت سیدنا اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ کے مطابق ہم سب سے زیادہ ذکر میں رغبت حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس قدر خضوع وخشوع سے اور ڈوب کر ذکر کیا کرتے کہ حلقے کے تمام ساتھی آپ رضی اللہ عنہ کو رشک کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ آخر میں ذکر کی فضیلت پر محرمِ راز حضرت علامہ اقبال کا ایک شعر پیشِ خدمت ہے۔

"فقرِ قرآں، اختلاطِ ذکر وفکر"
"فکر را کامل ندیدم جذبہ ذکر"

☆ منقول مکتوب الرسالۃ القشیریۃ کا ترجمہ بنام تصوف کا انسائیکلو پیڈیا بابت "ذکر":

(صفحہ ۳۴۲ تا ۳۴۷)

(مصنف حضرت سیدنا امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری رضی اللہ عنہ، مترجم حضرت سیدنا محمد عبد النصیر بن عبد البصیر العلوی رضی اللہ عنہ)۔

☆ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمہارے کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین، زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والے ہیں اور سونا چاندی خیرات کرنے سے بھی اعلیٰ وافضل ہیں، نیز اس سے بھی افضل کہ تم دشمن سے جہاد میں ملو تم ان کی اور تمہاری گردنیں اُڑائیں۔؟۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سا عمل ہے۔؟۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ (اخرجہ الترمذی:۳۳۷۷، ابن ماجہ:۳۷۹۰)

☆ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ اللہ کہنے والے کسی شخص پر قیامت نہ آئے گی، یعنی جب قیامت آئے گی، تو دنیا میں کوئی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہوگا۔ (اخرجہ مسلم:۱۴۸، احمد:۱۳۶۸۲)

☆ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اُس وقت برپا ہوگی، جب دنیا میں اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا۔ (اخرجہ مسلم:۱۴۸، الترمذی:۲۲۰۷)

ذکر کے حصے:

☆ اُستاد فرماتے ہیں کہ ذکر، اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک قوی رکن ہے، بلکہ اُس پر سارا دارومدار ہے اور ذکر دوام کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا۔

ذکر دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے:۔

(۱) زبان کا ذکر۔

(۲) دل کا ذکر۔

زبان کے ذکر کے ذریعہ سے ہی انسان دل کے ذکر کو دائم رکھ سکتا ہے۔ مگر تاثیر دل کے ذکر کی ہے۔لہٰذا جو بندہ زبان اور دل دونوں سے ذکر کرتا ہو وہ سلوک کی حالت میں اپنے وصف میں کامل ہے۔

☆ استاد ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر ولائیت کی پرواز ہے،لہٰذا جسے ذکر کرنے کی توفیق مل جائے اُسے پروانہ مل گیا اور جس سے ذکر چھن گیا وہ معزول ہو گیا۔

☆ حضرت سیدنا شبلی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ابتداء سلوک میں ہر روز ایک تہہ خانے میں چلے جاتے اور اپنے ساتھ چھڑیوں کا مٹھا لے جاتے، جب اُن کا دل غفلت سے طاری ہوتا تو اُن چھڑیوں سے اپنے آپ کو مارتے، یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جاتیں،تو آپ اپنے ہاتھ اور پاؤں دیوار سے مارتے تھے۔

☆ مروی ہے کہ دل کا ذکر مریدین کے لئے تلوار ہے۔اِس لئے وہ اپنے دشمنوں سے لڑتے اور اِن آفتوں کو دور کرتے ہیں، جو اِن پر آتی ہیں اور جب بندے کا امتحان آپڑتا ہے،تو اگر وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ لیتے ہیں،تو ہر بات جسے وہ ناپسند کرتے ہیں فوراً دور ہو جاتی ہے۔

ذکر کیا ہے؟

☆ حضرت سیدنا واسطی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اِن سے ذکر کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: غلبہ خوف اور شدتِ محبت کے ہوتے ہوئے غفلت کے میدان سے نکل کر

مشاہدہ کی فضا میں جانا ذکر ہے۔

☆ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، وہ اُس کے ذکر کے مقابلہ میں ہر چیز کو بھول جائے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کی ہر چیز کی حفاظت کرے گا اور یہ ذکر اُس کے لئے ہر چیز کا نعم البدل ہوگا۔

☆ حضرت سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم جنت کی کیاریاں دیکھو، تو تم اُن میں چرنے لگ جاؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ریاضِ جنت کیا چیز ہے۔؟ فرمایا: مجالسِ ذکر۔ (اخرجہ احمد ۱۲۵۳۵)

☆ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے نکل کر ہمارے پاس آئے اور فرمایا: لوگو! ریاضِ جنت میں چرلو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ریاض کیا چیز ہے۔؟ فرمایا "مجالسِ ذکر"۔ فرمایا: صبح کو کرو یا شام کو کرو، ذکر کرتے رہو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی منزلت کو معلوم کرنا چاہے، اُسے دیکھ لینا چاہیے کہ اِس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی کیا منزلت ہے۔؟ کیا اللہ تعالیٰ بندے کو اِس مقام پر رکھتا ہے، جہاں بندہ اپنے آپ کو رکھتا ہے۔

(مسند ابو یعلی ۱۸۶۵)

☆ حضرت سیدنا شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا: جو مجھے یاد کرے، میں اس کا ہمنشین ہو جاتا ہوں، بتاؤ تم نے حق تعالیٰ کی ہمنشینی سے کیا حاصل کیا۔؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن موسیٰ السلامی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا شبلی رضی اللہ عنہ کو اپنی مجلس میں شعر پڑھتے سنا۔

ذکرتك لا انی نشتيك لمحة

و ايسر ما فی الذکر ذکر لساقی

و کنت بلا وجد اموت من الهوی
وهام علی القلب بالخفقان
فلما ارانی الوجد انك حاضری
شهدتك موجودا بكل مكان
فخاطبت موجودا بغير تكلم
ولاحظت معلوما بغير عيان

ترجمہ: (ا)۔ میں نے تمہیں یاد کیا، اس لئے نہیں کہ میں تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی بھول گیا تھا اور میری یاد میں سب سے معمولی بات زبان کی یاد ہے۔
(ب)۔ میں عشق کی وجہ کے بغیر ہی مرنے کو تھا اور میرا دل دھڑکنے کی وجہ سے پریشان رہا۔
(ج)۔ جب میرے وجد نے مجھے دکھا دیا کہ تو میرے پاس موجود ہے، تو میں نے تمہیں ہر جگہ موجود پایا۔
(د)۔ لہٰذا میں نے بغیر کلام کے موجود محبوب سے کلام کیا اور آنکھوں سے دیکھے بغیر معلوم کو دیکھ لیا۔

ذکر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کوئی معین وقت نہیں بلکہ بندہ کو ہر وقت ذکر الٰہی کا حکم ہے خواہ فرض کے طور پر ہو، خواہ استحباب کے طور پر۔ نماز اگرچہ تمام عبادتوں سے اشرف ترین عبادت ہے مگر بعض اوقات میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں اور ذکر بالقلب ہر وقت عام حالات میں ہمیشہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

ترجمہ: جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور اپنے پہلو پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۱، پارہ ۴)

☆ حضرت سیدنا ابو بکر بن فورک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہاں مراد یہ ہے کہ وہ ذکر کو ایسا ادا کرتے ہیں کہ جیسا ادا کرنے کا حق ہے مگر اس کا دعویٰ نہیں کرتے۔

☆ حضرت سیدنا ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ذکر میں زیادہ کمال پایا جاتا ہے یا فکر میں۔؟ تو فرمایا: حضرت سیدنا شیخ ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ! آپ کیا سمجھتے ہیں۔؟۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ذکر فکر سے زیادہ کامل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے ذکر کی صفت بیان کی جاتی ہے۔ مگر فکر کی نہیں۔ لہٰذا جو صفت اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، وہ اس صفت کے مقابلہ میں جو صرف مخلوق کے لئے خاص ہو زیادہ کامل ہوگی۔ اس جواب کو استاد حضرت سیدنا ابو علی رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔

☆ حضرت سیدنا کتانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر مجھ پر فرض نہ ہوتا، تو میں اُس کی تعظیم کی وجہ سے اس کا ذکر نہ کرتا، بھلا میرے جیسا انسان جس نے اپنا منہ ایک ہزار مقبول توبہ کے ساتھ نہ دھویا ہو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کیسے کرسکتا ہے۔؟۔

حضرت سیدنا ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:۔

ماذکر تك الاهم یزجرنی
قلبی و سری و روحی عند ذکرا کا
حتی کان رقیباً منك یهتف بی
ایاك ویحك وا لتذکرایا کا

ترجمہ: الف۔ جب میں تجھے یاد کرتا ہوں، تو اس وقت میرا دل، میرا باطن اور میری روح مجھے ڈانٹنے کا ارادہ کرلیتے ہیں۔
ب۔ یہاں تک کہ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ تمہارا محافظ پکار کر کہہ رہا ہے: خبردار! اُس کا ذکر نہ کرنا۔

ذکر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اُس کا تذکرہ ذکر کے مقابلہ میں ہوا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید کی" سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲ " میں ارشاد ہے" تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔

☆ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے حضرت سیدنا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو جو کچھ دیا ہے، وہ میں نے کسی اُمت کو نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام، وہ کیا ہے۔؟۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲ میں فرمانِ الٰہی ہے:۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات اِس اُمت کے سوا کسی اُمت سے نہیں کہی۔

☆ مروی ہے کہ ملک الموت ذکر کرنے والے سے اس کی روح قبض کرنے سے پہلے مشورہ کر لیتے ہیں۔

☆ ایک آسمانی الہامی کتاب میں مروی ہے۔ کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا :۔ اے اللہ، تو کہاں رہتا ہے۔؟۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتایا کہ میں اپنے مومن کے دل میں رہتا ہوں۔

اِس رہنے سے مراد دل میں ذکر کا سکونت پذیر ہونا ہے، کیونکہ حق تعالیٰ ہر قسم کی سکونت اور حلول سے مبرا و پاک ہیں، یہاں محض ذکر اور حصولِ ذکر کو ثابت کرنا ہے۔

(نوٹ: ذکر کی مسلسل مشق کے بعد قلب کا جاری ہونا اسی ذیل میں آتا ہے)۔

☆ حضرت سیدنا ذوالنون رضی اللہ عنہ سے ذکر کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا: ذکر یہ ہے کہ ذاکر اس قدر ذکر میں محو ہو جائے کہ اُسے ذکر کی خبر نہ ہو۔ پھر یہ اشعار پڑھے:۔

لا لانی انساك اكثر ذكراك

ولكن بذاك يجری لسانی

ترجمہ: میں تمہارا ذکر کثرت سے کرتا ہوں، یہ اس لئے نہیں
کرتا کہ تمہیں بھول جاتا ہوں، بلکہ اس لئے کہ میری زبان کسی اور
کی یاد میں، یا کسی اور کام کے لئے نہیں چلتی، صرف تمہارے ہی
ذکر میں چلتی ہے۔

☆ حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو دن گزرتا ہے، حق تعالیٰ پکارتے ہیں:۔

اے میرے بندے! تو نے مجھ سے انصاف نہیں کیا، میں تمہیں یاد کرتا ہوں، مگر تو مجھے بھول جاتا ہے۔ میں تمہیں اپنی طرف بلاتا ہوں، مگر تو دوسروں کی طرف جاتا ہے۔ میں تیرے مصائب دور کرتا ہوں، تو خطا کاری پر ڈٹا رہتا ہے۔ اے ابن آدم، کل قیامت کو جب تو میرے پاس آئے گا، تو تو کیا کہے گا۔؟۔

☆ حضرت سیدنا سلمان دارانی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جنت کی زمین ہموار ہے۔ جب ذاکر ذکر کرنے لگتا ہے تو ملائکہ اس میں درخت لگاتے ہیں۔ جو کبھی کوئی فرشتہ ٹھہر جاتا ہے، تو دوسرے پوچھتے ہیں کہ تو کیوں ٹھہر گیا۔؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا انسان جس کے لئے میں درخت لگا رہا ہوں سست ہو گیا ہے۔

☆ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ تین اشیاء میں حلاوت ڈھونڈا کرو: "نماز، ذکر اور تلاوتِ قرآن مجید میں" اگر تمہیں حلاوت حاصل ہو تو ٹھیک ہے ورنہ سمجھ لو کہ توفیق ایزدی کا دروازہ بند ہے۔

☆ حضرت سیدنا موسیٰ حامد اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سفر کے دوران میں حضرت سیدنا ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پہنچے، جہاں

سانپوں کی کثرت تھی۔آپ نے اپنا چھاگل (چمڑے کا بیگ) رکھا اور بیٹھ گئے۔میں بھی بیٹھ گیا۔جب رات ہوئی اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو سانپ نکل آئے۔میں نے چلا کر "شیخ" کو پکارا،آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔میں نے ایسا ہی کیا،سانپ لوٹ گئے۔پھر دوبارہ آگئے۔میں نے شیخ کو پکارا۔آپ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی پہلی بات کہی۔میں صبح تک اسی حالت میں رہا۔جب صبح ہوئی،آپ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور چل دیئے۔میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کی معیت میں یکایک چل پڑا،تو مشک سے ایک سانپ گرا،جو اِن سے لپٹا ہوا تھا۔میں نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو اِس کا احساس نہیں ہوا؟۔فرمایا: نہیں،مدت سے میں ایسی مزے کی نیند نہیں سویا تھا،جیسے آج رات سویا ہوں۔(نوٹ: ذکر میں حلاوت کے حصول کے لئے کامل شیخ سے بیعت شرطِ اول ہے)۔

☆ حضرت سیدنا ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی وحشت کا مزہ نہیں چکھا،وہ ذکر کا لطف نہیں پا سکتا۔

☆ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اپنے پیر و مرشد حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک الہامی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ "جب میرے بندے پر میرا ذکر غالب ہوتا ہے تو وہ مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور میں اُس پر عاشق ہو جاتا ہوں"۔

☆ اِسی سند سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم میرے ساتھ خوش رہو اور میرے ذکر کا مزہ لو۔

☆ حضرت سیدنا نوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر چیز کی سزا ہے،عارف کی سزا یہ ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی سے بیگانہ ہو جائے۔

☆ انجیل میں ہے کہ تو مجھے اُس وقت یاد رکھ،جب غصہ میں ہو،میں بھی تجھے اُس وقت یاد رکھوں گا،جب میں غصے میں ہوں گا اور میں جو تمہاری مدد کروں،اُس پر راضی

رہ، کیونکہ میری مدد کرنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنی مدد آپ کرے۔

☆ کسی راہب سے سوال کیا گیا، کیا تو روزہ دار ہے۔؟ کہا: ہاں، اللہ تعالیٰ کے ذکر کا روزہ رکھتا ہوں اور جب کسی اور کا ذکر کرتا ہوں تو روزہ توڑتا ہوں۔

☆ حضرت سیدنا نوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ذکر دل میں جاگزین ہو جاتا ہے، اگر اس وقت شیطان اس کے قریب آئے، تو بعینہ اسی طرح پچھاڑا جاتا ہے، جیسے شیطان انسان کے قریب آکر انسان کو پچھاڑ لیتا ہے۔ پھر دوسرے شیطان اکٹھے ہو کر پوچھتے ہیں: اسے کیا ہوا۔؟ جواب ملتا ہے: اس شیطان کو انسان نے گرا دیا ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کی وحشت کا مزہ نہیں چکھا، وہ ذکر کا لطف نہیں پا سکتا۔

☆ حضرت سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے نزدیک کوئی معصیت حق کو بھول جانے سے بدتر نہیں۔

☆ حضرت سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ذکرِ خفی" فرشتہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں لے جاتا۔ اس لئے کہ اُسے اس کی خبر نہیں ہوتی۔ یہ تو بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راز ہے۔

☆ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ ایک جنگل میں ایک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے۔ میں اُن کے پاس گیا، وہ بیٹھے تھے، تو ایک بہت بڑے درندے نے انہیں مارا اور اُن کے جسم سے ایک ٹکڑا نوچ لیا۔ اُن پر غشی طاری ہوگئی اور مجھ پر بھی، جب ہوش آیا تو میں نے کہا: یہ کیا معاملہ ہے۔؟ تو انہوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس درندے کو مجھ پر مسلط کر رکھا ہے، جب کبھی میں ذکر سے سستی کرتا ہوں، تو یہ درندہ مجھے کاٹتا ہے، جیسا تم نے دیکھا۔

☆ حضرت سیدنا جریری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارے مریدوں میں ایک شخص کثرت سے اللہ اللہ کہا کرتا تھا۔ ایک دن اُس کے سر پر شہتیر آ گرا، جس سے اُس کا سر زخمی ہو گیا اور خون ٹپکا جس سے زمین پر نام "اللہ اللہ" لکھا ہوا تھا۔

☆ حضرت سیدنا ابوالحسن علی بن عثمان الہجویری المعروف داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ:۔

(منقول: مکتوب کشف المحجوب، باعنوان نفی اثبات اور ان کا فرق، صفحہ ۶۳۴،۶۳۵)

مشائخِ طریقت رضی اللہ عنہ نے تائید حق کے ساتھ صفتِ بشریت کی محو کو فنا و اثبات کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ صفتِ بشریت کی فنا کو نفی سے اور غلبہِ حقیقت کے وجود کو اثبات کہا ہے۔ اِس لئے کہ "محو" کل کے مٹ جانے کو کہتے ہیں اور کل کی نفی بجز صفات کے ذات پر ممکن نہیں ہے کیونکہ جب تک بشریت باقی ہے اُس وقت تک ذات سے کل کی نفی کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ مذموم صفات کی نفی، خصائل محمودہ کے اثبات کے ساتھ کی جائے، مطلب یہ ہے کہ معنی کے اثبات کے لئے حق تعالیٰ سے معیت میں دعوے کی نفی ہو کیونکہ دعویٰ کرنا نفس کے غرور کی قسم سے ہے جو انسان کی عام عادت ہے جب غلبہِ حقیقت میں اوصاف مغلوب و مقہور ہو جاتے ہیں اُس وقت کہا جاتا ہے کہ صفات بشریت کی نفی حق کی بقا کے اثبات کے ساتھ ہوگی۔

مشائخ طریقت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اِسی نفی سے مراد حق تعالیٰ کے اختیار کے اثبات میں بندے کے اختیار کی نفی ہے۔ اِسی بنا پر ایک بزرگ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

☆ اِخْتِيَارُ الْحَقِّ لِعَبْدِهٖ مَعَ عِلْمِهٖ لِعَبْدِهٖ خَيْرٌ مِّنْ اِخْتِيَارِ عَبْدِهٖ لِنَفْسِهٖ مَعَ جَهْلِهٖ بِرَبِّهٖ

ترجمہ: حق تعالیٰ کا اختیار اُس کے بندے کے لئے اُس کے اپنے علم سے بہتر ہے۔ اِس سے جو بندے کو اپنے نفس کے لئے اللہ تعالیٰ سے غافل رہ کر اختیار پایا جائے۔

اِس لئے کہ محبت میں محب کے اختیار کی نفی محبوب کے اختیار کے اثبات سے وابستہ ہے، یہ بات مسلم ہے۔ ایک درویش دریا میں غرق ہو رہا تھا کسی نے اُس سے کہا: کہ اے بھائی: ۔کیا تو چاہتا ہے کہ نکال لیا جائے ۔؟۔

درویش نے کہا، نہیں ۔اُس نے کہا، کہ کیا چاہتا ہے نکال لیا جائے ۔؟ درویش نے کہا، نہیں ۔اُس نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ نہ تو ہلاکت چاہتا ہے نہ نجات ۔؟۔ درویش نے کہا: ۔مجھے ایسی نجات کی حاجت نہیں جس میں میرا اختیار شامل ہو۔ میرا اختیار تو وہ ہے جو میرے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ۔

مشائخ طریقت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ۔محبت میں کم سے کم درجہ اپنے اختیار کی نفی ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا اختیار ازلی ہے اِس کی نفی ممکن نہیں اور بندے کا اختیار عارضی ہے اُس کی نفی جائز ہے ۔لازم ہے کہ عارضی اختیار کو پامال کیا جائے تا کہ ازلی اختیار قائم و باقی رہے ۔جس طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کوہِ طور پر مسرور ہوئے تو اپنے اختیار کو برقرار رکھتے ہوئے حق تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: کہ "رَبِّ اَرِنِی" اے رب ! مجھے اپنا جلوہ دکھا۔حق تعالیٰ نے فرمایا: "لَنْ تَرَانِی" تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکو گے ۔حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ دیدار تو حق ہے اور میں اُس کا مستحق بھی ہوں، پھر کیوں منع فرمایا جا رہا ہے ۔؟ ۔ارشاد ہوا کہ دیدار حق ہے لیکن محبت میں اپنا اختیار باقی رکھنا باطل ہے ۔

☆ پیرانِ پیر غوث الاعظم دستگیر محی الدین قطبِ ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ: ۔

(منقول مکتوب غنیۃ الطالبین ،باعنوان ذکرِ خداوندی، صفحہ ۴۹۲ تا ۴۹۷)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ذکر کے بابت بحوالہ قرآنِ مجید یوں فرمایا: ۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر بجا لاؤ ناشکری نہ کرو۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

اس آیت کی تشریح وتفسیر میں حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں: کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میری اطاعت کے ساتھ میرا ذکر کرو (یعنی عبادت کی شکل میں) میں اپنی مدد سے تم کو یاد کروں گا۔

ایک اور آیت میں آیا ہے:۔

ترجمہ: جو لوگ ہمارے راستے کی تلاش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ (سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹، پارہ ۲۱)

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ مذکورہ بالا آیت کے معنی ہیں: "میری اطاعت کی صورت میں میری یاد کرو، میں مغفرت کی صورت میں تم کو فراموش نہیں کروں گا"۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

ترجمہ: اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم مستحب رحمت بنو۔ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۲، پارہ ۴)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اس فرمان الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ "میری اطاعت کے ساتھ میرا ذکر کرو، میں اپنے ثواب سے تمہیں فراموش نہیں کروں گا۔" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ترجمہ: جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ہم اُن کا اجر ضائع نہیں کرتے، نیک کام کرنے والوں کے لئے عدن کی بہشت ہے۔ (سورۃ الکھف، آیت ۳۰، ۳۱، پارہ ۱۵)

حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تو

حقیقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کی یاد کی. خواہ اس کی نمازیں اس کے روزے اور قرآن کریم کی تلاوت کم ہو اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرنی کی وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا خواہ اُس کی نمازیں روزے اور قرآن کی تلاوت زیادہ ہو۔ حضرت سیدنا امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عبادت کے لئے توحید کافی ہے اور ثواب کے لئے جنت کافی ہے۔

حضرت سیدنا ابن کیساں رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اِس کے معنی ہیں، میری یاد کرو یعنی شکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ "یعنی زیادہ اجر دوں گا"۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔

(سورۃ ابراہیم، آیت ۷، پارہ ۱۳)

بعض علماء اکرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اِس کے معنی ہیں مجھے یاد کرو یعنی مجھے واحد جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ میں تمہاری یاد کروں گا۔ یعنی جنت میں مراتب عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ترجمہ: اُن لوگوں کو بشارت ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵، پارہ ۱)

بعض علماء کرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِس کے معنی ہیں تم زمین کے اُوپر ہونے کی حالت میں میرا ذکر کرو جب تم زمین کے اندر ہو گے اور اُوپر والے تم کو بھول جائیں گے تو اس وقت میں تم کو یاد رکھوں گا۔

جیسا کہ حضرت سیدنا اصمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: کہ میں نے عرفہ کے دن ایک اعرابی کو میدان عرفات میں دیکھا کہ وہ کھڑا کہہ رہا تھا "الٰہی طرح طرح کی زبانوں میں

تیری طرف آوازیں بلند ہو رہی ہیں (لوگ اپنی اپنی زبان میں تجھے پکار رہے ہیں) لوگ تجھ سے حاجتیں مانگ رہے ہیں، میری مراد صرف یہ ہے کہ تو مجھے مصیبت کے وقت میں یاد رکھنا جب کہ میرے گھر کے لوگ مجھے فراموش کر دیں گے"۔

اِس آیت کے معنی اور تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "تم مجھے دنیا میں یاد رکھو ،میں آخرت میں تمہیں یاد رکھوں گا"۔

ایک قول اِس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ اِس کے معنی ہیں "تم بندگی کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں ہر دکھ سے بچانے میں تمہیں نہیں بھولوں گا"۔ اِس قول کی تائید اس ارشاد باری سے ہوتی ہے۔

ترجمہ: جس مرد یا عورت نے ایمان دار ہو کر نیک اعمال کئے تو ہم ضرور (آخرت میں) پاکیزہ زندگی دیں گے۔

(سورۃ النحل، آیت ۹۷، پارہ ۱۴)

یہ قول بھی اِس کی تفسیر و تشریح میں آیا ہے کہ "تم مجھے خلا وملا (جلوت وخلوت) میں یاد کرو میں تمہیں خلا وملا میں یاد کروں گا" اِس سلسلہ میں ایک روایت یہ ہے کہ:۔

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا:۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں (صحیفوں) میں فرمایا:۔ کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں ۔میرے بارے میں وہ جیسا چاہے گمان کرے، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اُسے باطن سے یاد کرتا ہوں اور جو مجھے ظاہر میں یاد کرتا ہے، میں اُسے ظاہر میں یاد کرتا ہوں ۔جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اُس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں، جو میری طرف چل کر آتے ہیں، میں اُن کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ۔جو میرے پاس اتنے گناہ لے کر آتے ہیں کہ ساری زمین اُن سے بھر جائے تو میں اتنی ہی مغفرت اُس کو عطا فرماتا ہوں ۔مگر شرط یہ ہے کہ اُس نے میرے ساتھ کسی

کو شریک نہ ٹھہرایا ہو (شرک کا گناہ اُس سے سرزد نہ ہوا ہو)۔

بعض علماء اکرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ "تم مجھے عیش وعشرت میں یاد کرو گے تو میں تم کو شدت اور مصیبت میں یاد کروں گا"۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ترجمہ: اگر وہ (حضرت سیدنا یونس علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ (سورۃ الصافات، آیت ۱۴۳، ۱۴۴، پارہ ۲۳)

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ بندہ جب خوشی میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے (اللہ تعالیٰ کو عیش میں یاد رکھتا ہے)، پھر اُس پر مصیبت پڑتی ہے تو اُس وقت فرشتے بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔ پروردگار، آپ کے بندے پر مصیبت آپڑی ہے (اُس کو دور فرمادیں) اِس طرح جب فرشتے اُس کی سفارش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی سفارش قبول فرمالیتے ہیں اور بندہ اگر عیش وعشرت میں اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا (اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں کرتا) اور دکھ کے وقت پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے، اور فرشتے اُس کی شفاعت وسفارش نہیں کرتے، اُس کی توضیح فرعون کے قصہ سے ہوتی ہے کہ جو ڈوبنے کے وقت فرعون ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ترجمہ: اب توبہ کرتا ہے حالانکہ پہلے نافرمانی کرتا رہا۔

(سورۃ یونس، آیت ۹۱، پارہ ۱۱)

ایک قول یہ بھی ہے کہ "مجھے تم تسلیم وسپردگی کے ساتھ یاد کرو، تو بہترین طریقے پر میں تمہارا ذکر کروں گا"۔ اس کی تائید اس ارشاد ربانی سے ہوتی ہے:۔

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس

کے لئے کافی ہے۔ (سورۃ الطلاق، آیت ۳، پارہ ۲۸)

اسی سلسلہ میں ایک قول یہ بھی ہے کہ تم شوق ومحبت سے میری یاد کرو، میں وصل وقربت سے تمہارا ذکر کروں گا۔

جیسے تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو گے ویسے ہی اللہ تعالیٰ تمہیں یاد فرمائیں گے:۔

فرمان ہے: کہ،، حمد وثناء کے ساتھ میرا ذکر کرو، میں عطاوجزا کے ساتھ تمہارا ذکر کروں گا، ایک قول ہے کہ میرا ذکر توبہ کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر معصیت کی بخشش کے ساتھ کروں گا، یعنی گناہوں کی معافی کے ساتھ۔ تم مجھ کو دعا میں یاد کرو، میں تم کو عطا میں یاد کروں گا۔ تم سوال کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں بخشش ونوال کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔ تم بغیر غفلت کے مجھے یاد کرو گے، میں بغیر تاخیر کے تمہیں یاد کروں گا۔ تم گناہوں پر پشیمانی کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں لطف وکرم کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔ تم عذرِ گناہ کے ساتھ میری یاد کرو، میں مغفرت سے تم کو فراموش نہیں کروں گا۔ تم خلوصِ ارادہ کے ساتھ میری یاد کرو میں تمہیں فائدہ پہنچانے سے یاد کروں گا (نفع پہنچاؤں گا)۔ تم گناہوں سے بچ کر میرا ذکر کرو (ذکر پاس انفاس خفی)، میں تمہارا ذکر مصیبتیں دور کر کے کروں گا۔ تم بغیر فراموشی کے میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر امن دے کر کروں گا۔ تم احتیاج سے میری یاد کرو، میں اپنے اقتدار سے تمہاری یاد کروں گا۔ تم معذرت واستغفار کے ساتھ میری یاد کرو، میں اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ تمہاری یاد کروں گا۔ تم ایمان کے ساتھ میری یاد کرو، میں جنت دے کر تم کو یاد کروں گا۔ تم اسلام کے ساتھ مجھے یاد کرو، میں عزت بخش کر تمہیں یاد کروں گا۔ تم دل سے میری یاد کرو، میں حجاب اُٹھا کر تمہاری یاد کروں گا۔ تم میرا ذکر عاجزی کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر فضل فرما کر کروں گا۔ تم اعترافِ گناہ کے ساتھ میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر تمہارے گناہوں کو مٹا کر کروں گا۔ تم میرا ذکر صفائے باطن کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر خالص

نیکی کے ساتھ کروں گا۔تم میرا ذکر صدق کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر مہربانی و الفت کے ساتھ کروں گا۔تم میرا ذکر تعظیم سے کرو، میں تمہارا ذکر تکریم سے کروں گا۔تم میرا ذکر اللہ اکبر (میری عظمت و جلال) کے ساتھ کرو، میں تمہارا ذکر دوزخ سے نجات کے ساتھ کروں گا۔تم میرا ذکر ظلم کو ترک کرکے کرو، میں تمہارا ذکر راز کی وفا کی نگہداشت کے ساتھ کروں گا۔تم میرا ذکر ترکِ خطا سے کرو، میں تمہارا ذکر طرح طرح کے لطف و عطا سے کروں گا۔تم میرا ذکر عبادت میں مشقت اُٹھا کر کرو، میں تم پر نعمت تمام کرکے تمہارا ذکر کروں گا۔تم میرا ذکر جیسے تم ہو اس طرح کرو، میں تمہارا ذکر جیسا میں ہوں اُس طرح کروں گا۔ بے شک و شبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

حضرت سیدنا ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اُس بندہ کو یاد فرمایا ہے کہ جو بندہ شکر بجالاتا ہے اور اُس پر مزید اکرام فرماتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے، اُس پر عذاب کرتا ہے۔

حضرت سیدنا سدی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے سلسلہ میں فرمایا: کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا ذکر فرماتے ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اُس کا ذکر فرماتے ہیں۔ کافر اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اُس کو عذاب کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا سفیان عینیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میں نے اپنے بندوں کو وہ کچھ دیا ہے کہ اگر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام اور حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام کو دیتا تو گویا انہیں بہت کچھ دیا ہوتا۔ میں نے اُن سے کہا تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور میں نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ ظالموں سے کہہ دو کہ میری یاد نہ کریں کیونکہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اُسے یاد کرتا ہوں اور میرا ظالموں کو یاد کرنا، اِس طرح ہے کہ میں اُن پر لعنت کرتا

ہوں۔"

حضرت سیدنا ابو عثمان ہندی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم ہے کہ میرے اللہ تعالیٰ مجھے کس وقت یاد کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح۔؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

پس جس وقت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہوں اُسی وقت اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ "تم مجھ سے ہی خوشی حاصل کرو اور میری ہی یاد سے راحت پاؤ۔"

ذکرِ الٰہی سے شیطان بے ہوش ہو جاتا ہے:

حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر چیز کے لئے ایک عذاب (موجود) ہے۔ عارف کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور ہو جانا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب دل میں یادِ الٰہی متمکن ہو جاتی ہے اور شیطان اُس کے قریب آتا ہے تو وہ بے ہوش ہو جاتا ہے جس طرح انسان کے قریب جن آتا ہے تو انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اُس وقت دوسرے شیطان پوچھتے ہیں، اِس کو کیا ہو گیا۔؟ جواب ملتا ہے اِس کو انسان کا سایہ ہو گیا ہے۔ یعنی انسان کے چھونے سے یہ بے ہوش ہو گیا۔ حضرت سیدنا سہیل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نہیں جانتا کہ کوئی معصیت اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے سے بھی زائد قبیح ہے"۔

بعض علماء اکرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کہ ذکر خفی کو فرشتے اٹھا نہیں لے جاتے، اِس لئے کہ ذکر خفی بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مخفی رہتا ہے۔ اِس کی خبر

فرشتوں کو نہیں ہوتی۔

حکایت:

ایک شخص نے کہا: مجھ سے ایک ایسے ذاکر کی تعریف کی گئی جو ایک جنگل میں رہتا تھا۔ میں اُس کے پاس گیا، ہم بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ ایک بڑا درندہ آیا اور ذاکر کو پنجہ مارا اور اُس کا گوشت نوچ کر لے گیا، ذاکر اِس صدمے سے بے ہوش ہو گیا، مجھ پر بھی (ہیبت سے) بے ہوشی طاری ہو گئی، جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ تھا؟۔ ذاکر نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک درندہ مسلط فرما دیا ہے، جب اللہ تعالیٰ کی یاد میں مجھ سے سستی ہوتی ہے تو یہ آ کر مجھے اِسی طرح کاٹتا ہے جیسا تم نے ابھی دیکھا۔

☆ پیراں پیر غوث الاعظم دستگیر محی الدین قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ:

(منقول مکتوب فتوح الغیب، مترجم محمد عبد الاحد قادری، باعنوان فضیلت ذکر اللہ، صفحہ ۱۱۷ تا ۱۱۹)

حضرت سیدنا پیراں پیر غوث الاعظم دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:۔

حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث قدسی یوں بیان فرماتے ہیں:۔

☆ (مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ)

ترجمہ: یعنی جو شخص میرے ذکر میں محو ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کر پاتا میں اُسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

شرح: سرکار سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس حدیث قدسی کی اس طرح شرح بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن مسلمان بندے کو مقبول اور برگزیدہ بنانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُسے مختلف احوال سے گزاتے ہیں اور مختلف بلاؤں، تکالیف اور مصیبتوں سے اُس کی آزمائش کرتے ہیں۔ دولت مندی کے بعد اُسے محتاج بنا ڈالتے ہیں اور وسائل رزق کے تمام دروازے بند ہونے کی صورت میں مخلوق کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر اُسے مجبور کر دیتے ہیں۔ تو پھر اُسے مخلوق سے مانگنے سے بچا لیتے ہیں اور اُس سے قرض لینے کا سودا اُس کے سر میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر کسب اور محنت کی طرف اُس کی راہنمائی کرکے اُس کے لئے آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ کسبِ حلال سے روزی کھانے لگ جاتا ہے۔ پھر اُس کے کسب میں اچانک تنگی پیدا کر دیتے ہیں اور مخلوق سے سوال کرنے کا اُسے اشارہ کرتے ہیں اور اُسے باطنی امور کا حکم دیتے ہیں اور وہ حکم کو بخوبی جانتا اور پہچانتا ہے۔ اور اُس کے حکم پر عمل کرنے کو عبادت اور اُس کے حکم کے خلاف کرنے کو گناہ قرار دیتا ہے۔ تاکہ اُس کے باعث اُس کی نفسانیت دور ہو جائے اور نفس شکستہ ہو جائے اور یہ حالت ریاضت ہے۔ اُس وقت اُس کا سوال مجبوری کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بطور شرک نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس کو مخلوق سے بچاتے ہیں اور اُس سے قرض لینے کا قطعی حکم کرتے ہیں جس کا چھوڑنا پہلے سوال کی طرح درست نہیں۔ پھر اُس کو اُس سے ہٹا کر مخلوق سے جدا کر دیتے ہیں اور اُس کی روزی کا سلسلہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے وابستہ کر دیتے ہیں، چنانچہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کی ہر چیز طلب کرتا ہے اور مولیٰ اُسے عطا کرتے ہیں۔ اگر وہ سوال کرنے سے خاموش رہے تو اُس کی عطا رک جاتی ہے۔ پھر بندہ زبان سے سوال کرنے کے بجائے دل سے سوال کرتا ہے تو وہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کی ہر چیز مانگتا ہے تو اُسے عطا کی جاتی ہے تو

اُس وقت بندہ کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اگر وہ مخلوق سے سوال کرے یا اپنی ضرورت کے بارے میں لب کشائی کرے تو اُسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ اِس کے بعد اُسے سوال ظاہر و باطن بلکہ خود اپنی ذات سے بے نیاز کر دیا جاتا ہے، چنانچہ اُسے سوال کئے بغیر اور اُن مصلحتوں میں دخل دیئے بغیر جبکہ اُس کے وہم وگمان میں بھی کوئی چیز نہ ہو وہ، وہ نعمتیں عطا کی جاتی ہیں جس سے کھانے، پینے اور دیگر بشری عوارضات کی تمام کوتاہیاں پوری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اُس کا نگہبان ونگران بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

ترجمہ: بے شک میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۶، پارہ ۹)

پھر وہ حدیث قدسی جو حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت فرمایا: کو درست فرمایا:

☆ {مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَسْئَلَتِيْ اَلْمَطِيَّتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِيَ السَّائِلِيْنَ}

ترجمہ: یعنی جو شخص میرے ذکر میں محو ہونے کی وجہ سے مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کر پاتا میں اُسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔

اور یہ فنا کا وہ بلند ترین مقام ہے جو اولیاء کرام رحمہم اللہ اور ابدالوں کا آخری مقام ہے پھر اس مقام پر اشیاء پیدا کرنے کی بندے کو قوت دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔

حدیث قدسی ہے۔

☆ {یَا ابْنِ آدَمَ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنَ}

ترجمہ: اے بنی آدم میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے، تو میری اطاعت کر، تو جب کسی چیز کو کہے گا، ہوجا تو وہ ہوجائے گی۔

☆ ۔ پیراں پیر غوث الاعظم دستگیر محی الدین قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ :۔

(منقول مکتوب فتوح الغیب، ترجمہ کلام الطیب، مترجم حضرت حکیم سید سکندر شاہ جہانگیری رضی اللہ عنہ، صفحہ ۱۳۵)

حدیث قدسی " جس کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے باز رکھا۔

حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔" حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں جو انہوں نے اپنے رب سے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس شخص کو میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے باز رکھا تو اس شخص کو اس سے زیادہ عطا کرتا ہوں جتنا کہ میں سوال کرنے والے کو دیتا ہوں" ۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جب اللہ کسی مومن کو مقبول و برگزیدہ بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے مختلف احوال میں چلاتا ہے اور انواعِ بلا و مصیبت و محنت سے اس کی آزمائش کرتا ہے، پھر (اسے) تونگری کے بعد محتاج کر دیتا ہے اور اس پر روزی کے راستے بند ہوجاتے ہیں، تو اُسے مخلوق سے رزق مانگنے کے لئے بے قرار کرتا ہے، پھر اسے سوال مخلوق سے بچا لیتا ہے، پھر اسے ان سے قرض لینے کے لئے مضطرب کر دیتا ہے، (مگر) پھر قرض لینے سے بھی بچا لیتا ہے اور پھر اسے کسب کے لئے مضطرب کر دیتا ہے اور کسب کو اس پر آسان کر دیتا ہے اور وہ مسنونِ کسب سے کھاتا ہے، اور اس پر کسب کو بھی دشوار کر دیتا ہے اور اس کے بعد اُسے مخلوق سے سوال کرنے کا الہام کرتا ہے اور اُسے سوال کے

لئے (ایسے) امرِ باطن کے ساتھ حکم کرتا ہے، جسے وہ جانتا اور پہچانتا ہے اور اس امر کی فرماں برداری کو اس کے لئے "عبادت" اور اس کے ترک کرنے کو اس کے لئے "معصیت" کر دیتا ہے (اور یہ اس لئے کہ) اس کی نفسانیت دور ہو جائے اور اس کا نفس ٹوٹ جائے اور یہ (ایک) حالت ریاضت ہے۔ پھر (اس حال میں) اس کا مانگنا امر اور جبر سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے طور پر نہیں ہوتا۔ پھر امر سوال سے اس کو بچاتا ہے اور مخلوق سے قرض لینے کا حکم کرتا ہے اور یہ اس کے لئے حکمِ قطعی ہوتا ہے جسے چھوڑنا ممکن نہیں ہے جس طرح کہ سوال ماقبل کو چھوڑنا ممکن نہ تھا۔ پھر اس کو اس سے بھی ہٹا دیتا ہے اور مخلوق سے جدا کر دیتا ہے اور اب اسے اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنے پر روزی دی جاتی ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی تمام احتیاج میں ہر حاجت (کی چیز) کو مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے دیتا ہے اگر وہ چپ رہتا ہے اور سوال کرنے سے اعراض کرتا ہے تو اسے نہیں دیتا (پس) اسے زبان سے سوال نہ کرنے اور دل سے سوال کرنے کی طرف پھیرتا ہے۔ پھر وہ دل میں اپنی احتیاج کی ہر چیز کا سوال کرتا ہے۔ پھر اُسے عطا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زبان سے سوال کرتا ہے تو اُسے نہیں دیتا یا مخلوق سے سوال کرتا ہے تو مخلوق اسے نہیں دیتی۔ پھر اس کی خودی سے اور اس کے سوال سے ظاہر و باطن میں یکبارگی اُسے "غائب" کر دیتا ہے۔ پھر بلا طلب و سوال اور بغیر اس کے دخل کئے یا بغیر اُس کے دل میں "خطرہ" آئے، اس کو اکل و شرب اور تمام حوائج انسانی سے وہ چیزیں دیتا ہے جو اُس کے حال کو بہتر اور اس کے کام کو درست بنا دیں، اُس وقت اُس کا والی خود اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔

اُس کے اس قول کے معنی (جو قرآن میں فرمایا گیا ہے) "کہہ دیجئے اے ہمارے نبی کریم ﷺ۔ "بے شک میرا والی اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن نازل

فرمایا اور تمام صالحین کا متولی ہے"۔

اس وقت یہ حدیث بھی جسے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے اپنے پروردگار سے فرمایا ہے: "جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھا" متحقق ہو جاتی ہے۔ یہ ہے وہ حالت فِنا جو اولیاء اللہ اور ابدال کا انتہائے حال ہے۔ پھر کبھی اس کو تکوین (پیدائش اشیاء کی قوت) سپرد کی جاتی ہے پھر اس سے تمام اشیائے احتیاج اللہ کے اِذن سے پائی جاتی ہیں (یعنی باذن الٰہی اس کے لفظ "کُن" سے پیدا ہوتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا یہ قول ہے "اے بنی آدم، میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں جس شے سے کہہ دیتا ہوں کہ "ہو جا" بس وہ ہو جاتی ہے (مجھ میں فنا ہو کر) تو بھی جس شے کو کہہ دے گا "ہو جا" بس وہ ہو جائے گی۔

☆{منقول: مکتوب عوارف المعارف}:

(مؤلف: شیخ المشائخ حضرت سیدنا شاہ شہاب الدین رضی اللہ عنہ) (مترجم: حضرت سیدنا شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶۰، باب ۱۳)

خانقاہ والوں کی فضیلت:

جن گھروں میں اللہ کا ذکر بلند ہوتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ

ترجمہ: یہ وہ گھر ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم

دیا ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند کیا جائے۔ وہاں وہ لوگ صبح و
شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اور اُس کا نام لیتے ہیں جنہیں اللہ
تعالیٰ کے ذکر، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل
کرتی ہے نہ خرید و فروخت، یہ لوگ اس دن سے خائف ہیں جس
دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائیں گی۔

(آیت ۳۶، ۳۷، سورۃ نور، پارہ ۱۸)

اس کلام الٰہی میں یہ وہ گھر ہیں سے مراد "مساجد" ہیں۔ بعض کے خیال میں اس سے مراد مدینہ منورہ کے گھر ہیں، یا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے گھر مراد ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ کیا ان گھروں میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ
اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر بھی شامل ہے۔؟
حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
ہاں، وہ گھر ان سب سے افضل ہے۔
حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:۔
روئے زمین کے تمام گھر حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے لئے سجدہ گاہ قرار دیئے گئے ہیں۔

اس اعتبار سے اس آیت میں اصل اہمیت اہل ذکر کو حاصل ہے، نہ کہ زمین اور مقام کو، چنانچہ جس جگہ اور مقام پر ذکر کرنے والے جمع ہوں گے، وہی مقامات ایسے گھر مراد ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے صبح و شام اُس کا ذکر بلند کیا جاتا ہے۔

اہلِ ذکر کی فضیلت:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی صبح و شام ایسی نہیں گزرتی کہ زمین کے بعض حصے دوسرے حصوں کو پکار کر یہ پوچھتے نہ ہوں۔ "کیا تم پر آج کوئی ایسا شخص گزرا ہے جس نے تم پر (تمہاری جگہ پر) نماز پڑھی ہو یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو۔"

چنانچہ کچھ مقامات اثبات میں اور بعض نفی میں جواب دیتے ہیں، زمین کا جو حصہ ہاں کہتا ہے، اسے زمین کے دوسرے حصوں پر فوقیت و فضیلت حاصل ہوتی ہے اور جو بندہ کسی خطہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے یا وہاں نماز پڑھتا ہے تو زمین کا وہ خطہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد روتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ

ترجمہ: اور ان (کافروں) کے مرنے پر آسمان اور زمین نہیں روتے۔ (سورۃ الدخان، آیت ۲۹، پارہ ۲۵)

اس آیت میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آسمان و زمین ان (کی موت) پر گریہ وزاری کرتے ہیں اور جو دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں ان پر نہیں روتے۔

اصل میں خانقاہ کی اہمیت اس کے رہنے والوں سے ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں وقف کر دیا ہے اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہیں اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ان کا خادم بنا دیا۔ حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے (یعنی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیتا ہے)، اللہ تعالیٰ اُسے محنت اور مشقت سے بچاتا ہے اور اُسے ایسی جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جہاں سے اُس کا خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔ مگر جو کوئی دنیا کا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے دنیا کے سپرد کر دیتا ہے۔

خانقاہ، رباط کی مانند ہے:

(صفحہ ۱۶۱)

لغت میں رباط اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں یعنی اصطبل پھر یہ لفظ اِن سرحدوں کے لئے بولا جانے لگا جو مسلمانوں کے ملک اور کفار کے ملک کے بیچ میں فرق کرتی ہیں اور قوم یا محافظ (سپاہی) جن کی حفاظت کرتے ہیں لہٰذا جس سرحد کی حفاظت کرنے والا مجاہد اپنے ملک کی حفاظت کرتا ہے اِسی طرح جو شخص خانقاہ نشین ہے وہ رباط میں رہتا ہے اور وہاں ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہے وہ بھی دعاؤں اور اطاعت گزاری سے بندوں اور شہروں سے بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ رضی الدین ابو الخیر احمد بن اسماعیل قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشائخ سے بالاسناد حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نیک مسلمانوں کے ذریعے اِس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے سو آدمیوں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

ایک اور مقام پر حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے عبادت گذار بندے، شیر خوار بچے، اور چرنے والے مویشی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسا عذاب نازل فرماتا جو تم سب کو پیس ڈالتا۔"

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک نیک بندے کی بدولت اس کی اولاد، اولاد کی اولاد، اس کے گھر والوں اور پڑوسیوں کے کام سنوار دیتا ہے اور جب تک وہ نیک بندہ اُن کے ساتھ رہتا ہے وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتے ہیں۔

ذکر کی غرض وغائت:

(صفحہ ۲۰۹)

بعض مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے مریدوں کے لئے ایک ہی ذکر منتخب و پسند کر رکھا ہے اس کی غرض وغائت یہ ہے کہ مرید کے خیالات میں یکسوئی آجائے لیکن اگر کوئی مبتدی سالک خلوت نشین ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور نماز پابندی سے ادا کرے، تو یہ ایک ذکر کی پابندی کرنے سے بہتر ہے۔

اگر وہ کسی وقت تلاوت سے تھک جائے تو ذکر کو اختیار کر لے اور تلاوت کی بجائے ذکر کرنا شروع کر دے۔ اِس لئے کہ تلاوت کی نسبت ذکر کرنا نفس کے لئے زیادہ آسان ہے۔ لیکن یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ قلب ہر چیز کے لئے اہم ہے اِس لئے خواہ تلاوت ہو یا نماز ہو یا ذکر ہو، ہر عمل میں زبان وقلب کو ہم آہنگ ہونا چاہیے اگر زبان وقلب ہم آہنگ نہ ہوں تو عمل ناقص اور نا قابلِ اعتبار ہے۔

ذکر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنا کافی ہے۔ (صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰)

مشائخ کی اکثریت نے ذکر کے لئے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کو پسند کیا ہے۔ اِن کا کہنا ہے کہ یہ کلمہ باطن کو منور کرنے اور خیالات میں یکسوئی پیدا کرنے میں زبردست خاصیت رکھتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ایک مخلص اور حق پرست اس پر ہمیشگی کرے۔ اِس کے لئے یہ ذکرِ الٰہی ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے یہ روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام نے ایک بار بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی مجھ سے اُس اُمت مرحومہ (اُمت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا حال بیان فرما اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا "حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت میں ایسے گوشہ نشین، پرہیزگار، حلیم طبیعت اور برگزیدہ علماء (علماء حق، اولیاء اللہ) جو پیغمبروں کی طرح ہیں، وہ میری تھوڑی سی بخشش پر خوش ہو جاتے ہیں اور میں بھی اُن کے قلیل عمل کو قبول کر لیتا ہوں میں اُن کے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہنے پر اُنہیں جنت میں داخل کروں گا۔ اے "عیسٰی علیہ السلام" جنت میں انہی لوگوں کی کثرت ہوگی، کیونکہ کسی قوم کے لوگوں کی زبانوں پر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا ورد اتنا جاری نہیں ہوا جتنا اِن کی زبانوں پر جاری ہے اور کسی قوم کی گردنیں مسجد میں اِس قدر نہیں جھکیں، جس قدر اِن کی گردنیں جھکی ہیں"۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے۔

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم نے آپ کو شاہد اور بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا ہے، جو مومنوں کی پناہ گاہ اور اُمی عربوں کے لئے خزانہ ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو،۔ میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے۔ تم نہ بداخلاق اور نہ سخت دل ہو۔ نہ کڑوی بات کہنے والے ہو، نہ بازاروں میں شوروغل کرنے والے ہو۔ نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہو بلکہ معاف اور درگزر کرنے والے ہو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح اُس وقت تک قبض نہیں کروں گا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بدولت ٹیڑھی چلنے والی اُمت سیدھی نہ ہو جائے، اِس طرح کہ آپ "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہہ کر اندھی آنکھوں بہرے کانوں اور غلاف میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھول دیں۔

ذکر "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے ثمرات :

بندہ اگر خلوت میں دل کی ہم آہنگی کے ساتھ اس کلمہ کا ورد کرتا ہے تو یہ کلمہ اُس کے دل میں اپنی جڑیں بنالیتا ہے اور اُس کے دل سے نفس کی باتیں دور ہو جاتی ہیں اُس کے دل میں اِس کلمہ کا مفہوم نفس کا قائم مقام ہو جائے گا جب یہ کلمہ دل پر چھا جائے اور زبان کو اس کی عادت ہو جائے تو اُس وقت دل اِس کلمہ کو اپنے اندر اِس طرح سے جذب کر لیتا ہے کہ اگر کسی وقت یہ کلمہ زبان اور قلب سے دور بھی ہو جائے تو اس صورت میں بھی اِس کا نور قائم رہے گا، تب یہ ذکر مشاہدہ حق کے ساتھ قائم ہو کر ذکرِ ذات بن جائے گا، یہی وہ ذکرِ ذات ہے جو ذکر نور کے ساتھ ایک جوہر بن جاتا ہے یعنی قائم بالذات ہو جائے گا اِسی کا نام مکاشفہ، مشاہدہ اور معائنہ کہلاتا ہے اور یہی خلوت نشینی کا انتہائی مقصود و مطلوب ہے۔

ذکر کی اہمیت اور فضیلت :

(صفحہ ۶۰۶)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ شیطان اولادِ آدم کے دل سے لپٹا ہوا ہے، لیکن انسان جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان منہ پھیر کر پیٹھ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکرِ الٰہی سے غافل ہوتا ہے تو شیطان اُس کے قلب کو لقمہ بنالیتا ہے اور اُسے پھسلا کر خام خیالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے منہ پھیر لے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اُس کا ساتھی بن جاتا ہے۔

(سورۃ الزخرف، آیت ۳۶، پارہ ۲۵)

اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۰۱﴾

ترجمہ: کوئی پھرنے والا شیطان اگر پرہیزگاروں کو چھو لے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں جس سے اُنہیں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۱، پارہ ۹)

تقویٰ اور ذکر:

(صفحہ ۶۰۶)

اِن ارشاداتِ الٰہی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ خالص ذکر کا وجود تقویٰ سے وابستہ ہے اور اِسی تقویٰ کے ذریعے ذکر کا دروازہ کھلتا ہے۔ پرہیزگار پہلے اپنے اعضاء کو بری باتوں سے بچاتا ہے اِس کے بعد وہ فضول اور بے کار باتوں سے روکتا ہے۔ پھر ضرورت کے تحت اِس کے اقوال و افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ اِس مقام پر پہنچ کر اِس کا تقویٰ باطن کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اِسے برائیوں اور فضول باتوں سے بالکل محفوظ کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ نفسانی باتوں سے بچاتا ہے۔

حضرت سیدنا شیخ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفسانی باتیں بدترین گناہ ہیں۔

ذکرِ الٰہی اور کاشتکاری ساتھ ساتھ:

(صفحہ ۴۵۹)

مذکور ہے کہ حضرت سیدنا امام غزالی رضی اللہ عنہ جب توس شہر سے واپس لوٹے تو انہیں خبر ملی کہ قریب کے گاؤں میں ایک بزرگ کامل قیام فرما ہیں۔ حضرت سیدنا امام غزالی رضی اللہ عنہ نے اِن کی زیارت کا ارادہ فرمایا، امام صاحب کی اِن بزرگ سے جنگل میں ایسی جگہ ملاقات ہوئی جہاں وہ بزرگ گیہوں (گندم) کی تخم پاشی کر رہے تھے۔ اُنہوں نے امام صاحب کو دیکھا تو تخم پاشی چھوڑ کر اُن کے پاس آگئے اور باتیں کرنے لگے اِس دوران اِن بزرگ کے ساتھی نے آکر ان سے بیج مانگے تاکہ ملاقات کے باعث وہ تخم پاشی کا فریضہ انجام دیں، مگر اُنہوں نے اُسے بیج دینے سے انکار کر دیا، امام صاحب نے انکار کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے فرمایا میں حضورِ قلب اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے تخم پاشی کرتا ہوں ایسے مجھے یہ توقع ہوتی ہے کہ جو اِس (فصل) کے گیہوں کھائے گا تو اُسے برکت حاصل ہوگی، اِس لئے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں تخم پاشی ایسے شخص کے سپرد کروں جو حضورِ قلب اور زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیے بغیر تخم پاشی کرے۔

ذکرِ الٰہی کی کھانے میں برکت:

(صفحہ ۴۵۹)

ایک بزرگ کا معمول تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے وہ قرآن پاک کی کسی سورۃ کی تلاوت شروع کر دیتے اور اِسی تلاوت کے دوران وہ کھانا بھی کھا لیتے تاکہ کھانے کے سبھی اجزاء ذکرِ الٰہی کے انوار و تجلیات سے معمور و منور ہو جائیں۔ اِس طرح ذکرِ الٰہی کی برکت سے

- ☆ کھانے کے بعد کوئی برائی رونما نہیں ہوتی تھی۔
- ☆ اُن کے قلب کے مزاج میں کوئی تبدیلی یا بگاڑ واقع نہیں ہوتا تھا۔

ہمارے شیخ محترم حضرت سیدنا ابو نجیب سہروردی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

کھانے کے وقت بھی نماز پڑھتا ہوں۔

اِس قول سے اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ:

☆ کھانے کے وقت بھی حضورِ قلب برقرار رہتا تھا۔ جو کھانے کے وقت دیگر مشاغل سے روک دیتا تھا۔

☆ ان کی ہمت میں اِس وقت بھی تفرقہ نہیں پڑتا تھا۔

☆ کھانے کے موقع پر وہ حضورِ قلب اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے کے عظیم اثرات کا مشاہدہ کرتے تھے۔

☆ اِس دوران وہ کبھی غفلت کا شکار نہیں ہوتے تھے۔

☆ {منقول: مکتوب کیمیائے سعادت}:۔

(مؤلف: حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

(مترجم: علامہ محترم حضرت سیدنا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۸۹، ۱۹۳)

دل کی دنیا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد کرنا تمام عبادت کا مقصد و مدعا ہے۔ نماز اسلام کا ستون ہے اِس کا مطلوب بھی ذکرِ الٰہی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

(سورۃ العنکبوت، آیت ۴۵، پارہ ۲۱)

حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فضیلتِ ذکر کے حوالے سے اپنی تحریر میں مذکور فرمایا ہے۔ تلاوتِ قرآن مجید تمام عبادات سے افضل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام ہے اور اُسی کی یاد دلاتا ہے اِس میں مذکورہ تمام اشیاء اِسی کی یاد تازہ کرتی ہیں۔

روزہ کا مقصد خواہشات مغلوب کرنا ہے کیونکہ جب قلبِ انسانی خواہش کی زحمت سے خلاصی پاتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے اور ذکرِ الٰہی کی قرارگاہ بن جاتا ہے جب تک یہ خواہشات سے لبریز رہتا ہے تو اس کے لئے ذکر کرنا ممکن بھی نہیں ہوتا اور ذکر اس پر اثر بھی نہیں کرتا۔ حج کا مدعا بیت اللہ کی زیارت ہے یہ خود بھی ایک ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کی ترغیب بھی ہے۔

تمام عبادات کا سرنہاں اور خلاصہ ذکرِ الٰہی ہے، اسلام کی اساس "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ذکر کا عین (اصل) بھی یہی کلمہ طیبہ ہے۔ دیگر تمام عبادات اسی ذکر کے استحکام کے لئے ہیں۔ تیرے ذکر کا سب سے بڑا اجر یہ ہے کہ وہ ذات پاک بھی تجھے یاد کرے گی۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

ترجمہ: سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۱)

ہمہ وقت اس کی یاد انسانی لبوں کی زینت رہنی چاہیے۔ اگر ہمہ وقت یہ سعادت میسر نہ آسکے تو بیشتر اوقات اس کی یاد سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ انسان کی فلاح اسی سے وابستہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورۃ الانفال، آیت ۴۵، پارہ ۱۰)

اگر حقیقی کامرانی کے خواہاں ہو تو اس کی کلید کثیر ذکر ہے قلیل ذکر سے کام نہ بنے گا۔ کمتر اوقات میں ذکر نہ کیا جائے بلکہ بیشتر اوقات میں یہ سعادت حاصل کی جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: وہ عقل مند جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہوئے

اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں میں لیٹے ہوئے۔

(سورۃ آل عمران، آیت ۱۹۱، پارہ ۴)

اور مزید ارشاد ہے:

ترجمہ: اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر (یوں یاد کرو) صبح کے وقت اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ غافل رہنے والوں سے۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵، پارہ ۹)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: افضل عمل کیا ہے۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔تمہاری زبان ہمہ وقت ذکرِ الٰہی سے تر رہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" کیا میں تمہیں افضل عمل نہ بتادوں جو مالک الملک کو عزیز ترین ہے۔جو تمہیں ارفع درجات پر فائز کردے۔جو مال و دولت صدقہ دینے سے بہتر ہے۔جو جہاد سے عمدہ ہے۔خواہ وہ ایسی رزم گاہ میں جہاں تم دشمنوں کی گردنیں کاٹو تم اُن کے گلوں پر تلواریں چلاؤ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کی:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِس حیثیت کا افضل عمل کیا ہے۔؟ ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔" ذکر اللہ" "اللہ رب العزت کی یاد"۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔" جس شخص کو میرے ذکر نے دعا کرنے میں مشغول رکھا میں اُسے اُن نعمتوں سے کہیں عظیم تر نعمتوں سے نوازوں گا جو سائلوں کو عطا کرتا ہوں"۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔" غافلوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا مردوں میں زندہ کی مثل ہے، خشک جنگل میں سرسبز و شاداب درخت اور میدانِ جنگ میں بھاگنے والوں میں غازی کی مانند ہے"۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔" اہلِ جنت کسی چیز پر حسرت

نہ کریں گے۔ وہ انہیں اُس لمحہ پر ملال ضرور ہوگا جو دنیا میں یادِ الٰہی کے بغیر بسر ہوا۔"

حقیقتِ ذکر:

حقیقتِ ذکر یا ذکر کی روح کیا ہے۔؟

اِس کو سمجھنے کے لئے ذکر کی حقیقت کو درجات میں تقسیم کر کے با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔

(۱) ذکر صرف زبان پر ہو۔ دل غفلت کے حجاب میں رہے۔ اِس ذکر کا اثر کمزور ہوتا ہے مگر یہ بالکل اثر سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ زبان جو محوِ ذکر ہو وہ یقیناً اُس زبان سے بہتر ہے جو بے ہودہ گوئی میں مصروف ہو یا اِس پر خاموشی طاری ہو۔

(۲) ذکر دل سے لیکن دل میں متمکن نہ ہو۔ ذکر دل میں قرار پذیر نہ ہو سکے۔ اگر یہ کیفیت ہو تو دل کو کوشش سے ذکرِ الٰہی میں مشغول کرنا چاہیے اور کوشش و تکلف نہ کیا جائے تو اُس پر غفلت اور حدیثِ نفس کا غلبہ ہو جائے گا۔

(۳) دل ذکرِ الٰہی کی قرارگاہ بن جائے۔ اُس کا دل پر غلبہ ہو جائے اور ذکرِ الٰہی کے علاوہ امور کی بجا آوری کے لئے تکلف سے کام لینا پڑے۔ یہ درجہ بہت فضیلت کا حامل ہے۔

(۴) دل پر صرف مذکورہ (ذاتِ باری تعالیٰ) کا غلبہ ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کتنا فرق ہے اُس شخص میں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور اُس شخص میں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محبت کرے بلکہ کمال انسانیت یہ ہے کہ ذکر و آگہی دل سے ختم ہو جائے صرف مذکورہ رہ جائے۔

ذکر خواہ عربی میں ہو یا فارسی میں حدیثِ نفس سے خالی نہیں ہوتا۔ بلکہ اسی بول چال کا عین ہوتا ہے اور بلند تر مقام تو یہ ہے کہ دل عربی اور فارسی سے یکسر خالی ہو جائے۔ صرف وہی رہ جائے اور اس کے علاوہ دل میں کوئی چیز نہ سما سکے یہ حد درجہ محبت کا نتیجہ ہے کہ محبت کے اس درجہ کو عشق سے موسوم کرتے ہیں۔ عاشق ہر لمحہ معشوق کے فراق میں مغموم رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر شے حتیٰ کہ اپنی ذات بھی فراموش کر دیتا ہے یوں وہ راہِ تصوف پر جادہ پیمائی کا آغاز کرتا ہے۔ صوفیاء کرام رحمہم اللہ اس کیفیت کو فناء سے تعبیر کرتے ہیں اُسے "نیستی" کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ عالم ہست و بود کی ہر شے اس کے ذکر سے نیست (معدوم) ہو جاتی ہے وہ خود کو فراموش کر کے خود بھی نیست ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے عالم ہیں جن کی ہمیں خبر نہیں وہ ہمارے حق میں نیست ہی ہیں ہمارے لئے صرف وہی عالم موجود ہے جس سے ہم آگاہ ہیں جب یہ عالم کسی کے لئے فراموش ہو جاتا ہے تو اس کے حق میں نیست ہو جاتا ہے۔ جب انسان اپنے وجود کو بھی بھول جاتا ہے تو وہ بھی اپنے ہی حق میں نیست ہو جاتا ہے۔ جب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور شے نہیں رہتی تو اس کا وجود بھی حق کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اگر تم چہار دانگ عالم میں نظر دوڑاؤ تو زمین و آسمان اور اُن کے مابین اشیاء کے علاوہ کچھ اور نظر آئے تو تم کہہ دو گے عالم کی حدود یہیں تک ہیں۔ اس سے آگے حدود ختم ہو جاتی ہیں اسی طرح وہ بامراد شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں دیکھتا وہ مستانہ وار نعرہ لگاتا ہے ہمہ اوست سب کچھ وہی ہے۔ اس کا اپنا وجود بھی نیست ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر حق تعالیٰ اور اُس شخص کے مابین جدائی مٹ جاتی ہے یگانگی حاصل ہو جاتی ہے۔ اسے توحید و وحدانیت کے عالم اول سے تعبیر کرتے ہیں یعنی فاصلے مٹ جاتے ہیں اُسے اللہ تعالیٰ کے فراق سے آگہی نہیں رہتی جدائی اُس شخص کو معلوم ہوتی ہے جو دو اشیاء سے آشنا ہو وہ اللہ تعالیٰ سے بھی اور اپنے وجود سے بھی

آگاہ ہو مگر یہ شخص اُس حالت میں اپنے آپ سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے وہ ایک کے علاوہ کسی کو جانتا ہی نہیں جدائی کیسے رہے گی؟

جب انسان اس بلند مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے تو اُس پر عالم ملکوت عیاں ہو جاتا ہے وہ ملائکہ کی ارواح اور انبیاء عظام علیہم السلام کی حسین و جمیل صورتوں میں دیدار کرتا ہے حریم ناز کے کئی راز اُس پر آشکار ہوتے ہیں اتنے عظیم احوال عیاں ہوتے ہیں کہ وہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔ جب وہ شخص واپس آتا ہے۔ دنیا کے امور جانتا ہے۔ اُس پر اس کشف کا اثر باقی ہوتا ہے اس حالت میں بھی اُس پر عشق و محبت کا غلبہ رہتا ہے۔ اُسے دنیا، دنیا کی اشیاء، اور مخلوق کی مصروفیات ناخوش گوار لگتی ہیں، اُس کا جسم تو لوگوں میں ہوتا ہے مگر دل کسی اور عالم میں رہتا ہے وہ لوگوں کو دنیا کے امور میں مستغرق دیکھ کر تعجب کرتا ہے۔ اُسے اُن پر ترس آتا ہے کہ یہ کتنی عظیم نعمت سے محروم ہیں۔ لیکن لوگ اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ عجب انسان ہے دنیا کے امور سے کوئی راہ و رسم نہیں رکھتا۔ اُسے جنونی اور سودائی جیسے القابات سے نوازتے ہیں۔ اگر کوئی شخص فناء یا نیستی کے مقام پر فائز نہ ہو تو اُس پر یہ مکاشفات اور احوال عیاں نہیں ہوتے لیکن جس پر ذکر غالب ہو جائے یہ بھی کیمیائے سعادت ہے۔ کیونکہ ذکر کے غلبہ سے ہی آتش محبت بھڑکتی ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور دنیا کی اشیاء سے بڑھ کر محبت کرتا ہے یہ بھی بہت بڑی سعادت ہے۔ جب وہ اِس دنیا کو الوداع کہے گا تو اللہ تعالیٰ کا دیدار اُس کی محبت الٰہیہ کے برابر ہو گا۔ جو دنیا کو اپنا محبوب و معشوق بنالے گا اُس کا غم و اندوہ دنیا سے جدائی کی وجہ سے ہو گا۔

اگر کوئی شخص کثیر ذکر کرتا ہو لیکن اس پر صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے احوال منکشف نہ ہوتے ہوں یوں اُسے افسردہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سعادت کا مدار اس پر نہیں بلکہ جب دل ذکر کے نور سے مزین ہو جاتا ہے تو سعادت کی رفعت نصیب ہو جاتی ہے۔ جو

کچھ اس عالم میں اُس کے لئے واضح نہیں ہوتا وصال کے بعد واضح ہوگا۔ انسان کو ہمیشہ اپنے دل کی پاسبانی کرنی چاہیے اور ایک لحظہ کے لئے بھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ذکر پر مداومت ہی حریم ناز کے ملکوت کے عجائب کی چابی ہے۔ حضور سید نا نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا مطلب بھی یہی ہے جو بہشت کے باغات دیکھنے کا متمنی ہے اُسے کثرت سے ذکر الٰہی کرنا چاہیے۔

اس بحث سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ عبادات کا مقصود ذکر الٰہی ہی ہے۔ حقیقی ذکر اُس وقت ہوگا جب انسان امر و نہی کا معاملہ پیش ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ گناہ سے دستبردار ہو جائے احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہو جائے۔ اگر اُس کا ذکر اِن خصوصیات کا حامل نہ ہو تو وہ ذکر نہیں حدیثِ نفس ہوگا جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کی فضیلت:

حضور سید نا نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:۔ "بندہ جو بھی نیک عمل کرتا ہے اُسے روزِ حشر ترازو میں تولا جائے گا، لیکن "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" وہ مبارک کلمہ ہے کہ اگر ایک پلڑے میں اِسے رکھا جائے دوسرے پلڑے میں ساتوں آسمان اور زمین رکھ دیئے جائیں تو وہ پلڑا جھک جائے گا جس میں کلمہ طیبہ ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے والا سچا ہو تو اُس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ زمین کے ذرات کے برابر بھی ہوں"۔ مزید فرمایا: "جس نے خلوص سے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھا وہ جنت میں جائے گا۔ آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:۔

"جس شخص نے ہر روز ایک سو مرتبہ کلمہ پڑھا اُسے غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا"۔

"لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ"۔

اِس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جائیں گی سو گناہوں پر قلمِ عفو پھیر دیا جائے گا اور رات تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔

"صحیح بخاری میں ہے جس نے یہ کلمہ پڑھا تو گویا اس نے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کو آزاد کیا"۔

حضور سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس شخص نے دن میں ایک بار یہ کلمات پڑھے:

"سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهٖ"

اِس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ دریا کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔ ارشادِ گرامی قدر ہے "جس نمازی نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ "سُبْحَانَ اللهُ" تینتیس مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور تینتیس بار "اَللهُ اَكْبَرُ" پڑھا پھر یہ کلمات پڑھ کر سو پورا کیا:

"لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ"۔

اِس کے جملہ گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ دریا کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔

روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: دنیا مجھ سے روگرداں ہوگئی ہے۔ افلاس و فقر نے ڈیرے جما لئے ہیں۔ دولت و ثروت کی فراوانی کیسے ہوسکتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "تو ملائکہ کے اُس ذکر اور مخلوق کی اُس تسبیح کو کیوں

فراموش کر بیٹھا ہے جس کے طفیل ساری دنیا کو رزق دیا جاتا ہے"۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ، وہ کون ساذکر ہے۔؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ، اَسْتَغْفِرُ اللهَ"

ہر روز صبح کی نماز سے قبل پڑھا کرو۔ نہ چاہتے ہوئے بھی دنیا کا رخ تیری سمت ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات میں ہر ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو قیامت تک تسبیح خواں رہیں گے اور اُس کا ثواب تجھے ملتا رہے گا۔

حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: باقیات صالحات یہ کلمات ہیں:

"سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ مجھے یہ کلمات گردش آفتاب کے نیچے ہر شے سے پسندیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ کلمات انتہائی پیارے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر آسان، میزان میں گراں اور رحمٰن کے نزدیک بڑے محبوب ہیں وہ یہ ہیں:

"سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ"۔

ایک دفعہ فقراء حریم رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی" مالدار لوگ آخرت کی تمام سعادتیں لے گئے ہیں ہم جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ مگر وہ راہِ خدا میں صدقات بھی دیتے ہیں مگر ہم اِس سے محروم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ "تمہارے اِس افلاس کی وجہ سے تمہارا ہر ذکر، ہر تسبیح اور ہر تہلیل صدقہ ہے۔ تمہارا نیکی کا حکم دینا برائی سے روکنا صدقہ ہے تمہارا اپنے اہل خانہ کو لقمہ دینا بھی صدقہ ہے۔

غرباء کے حق میں ذکر و تسبیح کی فضیلت اِس لئے زیادہ ہے کیونکہ اُن کے دل دنیا ظلمت سے تاریک نہیں ہوتے۔ وہ پاکیزہ تر ہوتے ہیں اُن کی زبان سے نکلنے والا

ہر کلمہ اس بیج کی مانند ہوتا ہے جسے زرخیز زمین میں گرایا جاتا ہے اثر زیادہ ہوتا ہے حاصل بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دنیا کی خواہشات میں مستغرق دل کا ذکر اس بیج کی مثل ہوتا ہے جو شورزدہ زمین میں گرتا ہے اُس کا اثر ہوتا ہے۔

☆ {منقول مکتوب مکاشفۃ القلوب اردو، بابت ذکر ۳۳۶ تا ۳۴۱}:

(تالیف حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجم حضرت سیدنا علامہ محمد منشا تابش قصوری حنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ باعنوان فضیلت ذکر الٰہی)

۱۔ حضور سیدنا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں ذکر اللہ کرنے والا ایسا ہے جیسے خشک علاقہ میں سبز درخت ہو۔

۲۔ حضور سیدنا نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غافلوں کے اندر اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں میں جہاد کرنے والا ہو۔

۳۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اُس کے ہونٹ میرے لئے حرکت کرتے ہیں۔

۴۔ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ ابن آدم کو ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل عذاب الٰہی سے نجات دینے والا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد سوائے اس کے تو اپنی تلوار سے مارے حتیٰ کہ ٹوٹ جائے پھر اس کے ساتھ مارے حتیٰ کہ ٹوٹ جائے۔

۵۔ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تیری موت آئے اور تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

۶۔ حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صبح شام ایسے کرو کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو پھر تم اسی صبح کو شام کرو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

۷۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواریں توڑنے اور سخاوت کرتے ہوئے مال دینے سے افضل ہے۔

۸۔ حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جو وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اُس کی جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک باع اُس کے قریب ہوتا ہوں، جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اُس کی طرف جاتا ہوں، یعنی تیزی سے اُس کی دعا و ذکر قبول کرتا ہوں۔

۹۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے: سات شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں اُس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُن میں سے ایک وہ آدمی ہے جو کہ تنہا ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے پھر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

۱۰۔ حضرت سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں تمہارے وہ اعمال نہ بتاؤں جو تمہارے مالک اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین اور پاکیزہ ترین ہوں، تمہارے درجات سب سے زیادہ بلند کرنے والے ہوں اور تمہارے لئے سونا چاندی خیرات کرنے سے افضل ہوں اور اِس سے بھی بہتر ہوں کہ تم دشمن کو ملو وہ تمہاری گردنیں مارے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور ﷺ! وہ کیا ہے۔؟۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا۔

۱۱۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جس کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے سے روکے یعنی مانگنے کا موقع نہ آئے تو میں اُسے مانگنے والوں سے بہتر دوں گا۔

۱۲۔ حضرت سیدنا فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اے میرے بندے صبح کے بعد ایک گھڑی اور عصر کے بعد ایک گھڑی مجھے یاد کر، میں اِس کے درمیان تیری (ضروریات) کا کفیل ہوں۔

(نوٹ:۔ سلسلہ عالیہ میں راقم کو بیعت کا شرف حاصل ہے اِسی طرز پر اور اِنہی اَوقات میں ذکر کی تعلیم پر عمل کا پابند بنایا جاتا ہے)۔

۱۳۔ بعض علماء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ جب بندے پر میں نے نظر کی اور اُس کے دل کے غالب حصہ میں اپنے ذکر سے وابستگی دیکھی تو میں اُس کے انتظامات (امور) کا کارساز ہوں اُس کا ہم نشین ہوں اُس کے ساتھ باتیں کرنے والا اور اُس کا اَنیس وغم خوار ہوں۔

(نوٹ:۔ علماء کرام رضی اللہ عنہ کی اِس روایت سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جن دو اَوقات میں ذکر کی تعلیم کا حکم ہے اُس کے درمیان کا تمام وقت بھی عین ذکر ہوتا ہے تاوقت کہ ذکر کرنے والا کوئی غیر شرعی فعل انجام نہ دے)۔

۱۴۔ حضرت سیدنا امام حسن علیہ السلام کا قول صادق ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان، یہ کیا ہی خوب ہے اور کیا ہی اس کا ثواب ہے مگر اِس سے افضل یہ ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اِس کام کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

۱۵۔ مروی ہے کہ ہر جان دنیا سے نکلتے وقت پیاسی ہوتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کا

ذکر کرنے والی کے۔

۱۶۔ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنتی لوگ کسی بات پر حسرت نہیں کریں گے سوائے اس گھڑی کے کہ جو گزر گئی مگر اس میں اللہ سبحانہ کو یاد نہیں کیا۔

(نوٹ:۔ اس حدیث مبارکہ کو حضرت سیدنا سلطان باھو رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے بارے میں یوں بیان فرمایا۔ (جو دم غافل۔ ☆۔ سو دم کافر)

۱۷۔ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی کوئی قوم کسی جگہ بیٹھے اور اللہ کو یاد کرتی ہو تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ خداوندی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کے پاس یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں، (یعنی فرشتوں کے سامنے یاد کرتا ہے جو قوم بھی جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتی ہو تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اٹھو تم بخشے ہوئے ہو میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے)۔ (ذکر کی برکت سے گناہوں کی معافی اور بخشش کی بشارت)

۱۸۔ حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قوم کسی جگہ بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے تو قیامت کے دن ان پر وہ مجلس افسوس کی ہوگی۔

۱۹۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے میرے خدا جب بھی تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر اللہ کرنے والوں کی مجلس سے آگے بڑھ کر غافلین کی مجلس میں جا رہا ہوں (یا چھوڑ کر آگے جاتا ہوں) تو مجھے معذور کر دے (تاکہ غافلین تک نہ پہنچوں) اس لئے کہ یہ پاؤں تیری نعمت میں ان کے ذریعے نیک مجلس تک لے جا کر تو مجھ پر انعام فرماتا ہے۔

۲۰۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے نیک مجلس مجلس کے دو کروڑ برس کا کفارہ بنتی ہے۔

۲۱۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، آسمان والے اہلِ زمین کے اُن گھروں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ہوتا ہے ستاروں کی طرح چمک دار دیکھتے ہیں۔

۲۲۔ حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ایک قوم جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ تو شیطان اور دنیا اِس سے دور ہو جاتے ہیں، شیطان دنیا کو کہتا ہے کہ کیا تو دیکھتی نہیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔؟۔ دنیا کہتی ہے انہیں چھوڑ دے۔ اِس لئے کہ جب یہ متفرق ہوں گے تو میں اُن کی گردنیں پکڑ کر تیرے پاس لاؤں گی۔

۲۳۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بازار میں داخل ہوئے اور فرمایا:۔ میں تمہیں یہاں دیکھ رہا ہوں اور حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی میراث مسجد میں تقسیم ہو رہی ہے۔ لوگ مسجد میں گئے اور بازار کو چھوڑ دیا مگر کوئی میراث نہ دیکھی، اُنہوں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا، ہم نے تو مسجد میں کوئی میراث تقسیم ہوتے نہیں دیکھی۔ اُنہوں نے فرمایا پھر تم نے دیکھا کیا ہے۔؟۔ وہ کہنے لگے ہم نے ایک قوم کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے اور قرآنِ مجید پڑھ رہی ہے، اُنہوں نے فرمایا یہی تو حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کی میراث ہے۔

۲۴۔ حضرت سیدنا اعمش رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں سیر کرنے والے ہیں جو لوگوں کے اعمال

لکھنے والوں کو آواز دیتے ہیں آؤ اپنے مطلوب کی طرف وہ آتے ہیں اور اُنہیں آسمان تک گھیر لیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیا چیز کرتے چھوڑا، وہ کہتے ہیں ہم نے اُنہیں اس حال میں چھوڑا وہ تیری حمد وثناء بیان کر رہے تھے اور تیری تسبیح پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے۔؟۔ وہ کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے پھر کیسے ہوتے۔ فرشتے کہتے ہیں، اگر آپ کو دیکھ لیتے تو بہت ہی زیادہ تسبیح اور حمد وثناء کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔؟۔ وہ کہتے ہیں، دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا اُنہوں نے اُسے دیکھا ہے۔؟۔ وہ کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو کیسے ہوتے۔؟۔ وہ کہتے ہیں اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو اُس سے دور بھاگتے اور ہمیشہ دور رہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وہ کیا چیز مانگتے ہیں۔؟۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کیا اُنہوں نے اُسے دیکھا ہے۔؟ وہ کہتے ہیں، نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اگر اُنہوں نے دیکھا ہوتا تو پھر کیسے ہوتے۔؟۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اُسے دیکھا ہوتا تو اُس کی بہت زیادہ خواہش کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِنہیں بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں، اِن میں فلاں آدمی تھا کہ اُس کا ارادہ (ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں تھا) ان کی طرف آنے کا نہیں تھا بلکہ ایک ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ وہ قوم ہے کہ اِن کے پاس بیٹھنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔ (یہ ذاکرین، انعام یافتہ لوگ ہیں اور ذاکرین ذریعہ شفاعت بھی بن گئے)۔

۲۵۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ افضل ترین کلام وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا وہ ہے:

{لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ}۔

ترجمہ: اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔

۲۶۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص یہ پڑھے:

{لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ}

ترجمہ: اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اُس کی سلطنت ہے اور اُس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مندرجہ بالا دعا ہر ایک سو بار پڑھے تو، اُس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا، اس کی ایک سو نیکی لکھی جاتی ہیں اور اُس کے سو گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اُس دن اُسے شیطان سے حفاظت رہتی ہے۔ یہاں تک شام ہو جائے اور اِس سے افضل کوئی عمل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ جو یہی اِس سے زیادہ کرے۔

۲۷۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بندہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے پھر آسمان کی طرف سر اُٹھا کر یہ کہے:۔

{اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ}

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں، یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

حضرت سیدنا محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں، پھر وہ جس سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔ {منقول: کتاب ہشت بہشت}

☆ "فوائد السالکین" ملفوظات حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ:

(مرتبہ: حضرت سیدنا خواجہ بابا فرید الدین المسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ، منقول، مکتوب ہشت بہشت، باعنوان "ذکر اللہ" صفحہ ۲۶)

حضرت سیدنا قطب الاسلام دام اللہ برکاتہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ امام الحرمین رضی اللہ عنہ اپنے یاروں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ پر حالت طاری ہوئی۔ امام الحرمین رضی اللہ عنہ نے ذکرِ الٰہی شروع کیا اور اُن کی موافقت سے سارے بزرگ جو وہاں موجود تھے ذکرِ الٰہی میں مشغول تھے اور اُنہیں اپنے آپ کی خبر نہ تھی اور ہر ایک کے رونگٹے سے خون جاری ہوا اور جو قطرہ زمین پر گرتا اُس سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نام کا نقش پیدا ہو جاتا اور اُس قطرے سے بھی ذکرِ الٰہی جاری ہوتا۔ جب حضرت سیدنا خواجہ قطب رضی اللہ عنہ نے یہ حکایت بیان کی تو سب کو وجد ہو گیا اور ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور اِس قدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہو گئے تو حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین رضی اللہ عنہ نے یہ رباعی پڑھی۔

ذکرِ خوش تو زہر دہن مے شنوم
شرحِ غمِ تو ز خویشتن مے شنوم

ترجمہ: تیرا خوش ذکر میں ہر منہ سے سنتا ہوں اور تیرے غم کی شرح اپنے آپ سے سنتا ہوں۔

گر ہیچ نہ باشد کہ یکے منشانم
تا نام تو مے وگید و من مے شنوم

ترجمہ: تاوقتیکہ کوئی تیرا نام نہ لے اور میں سن نہ لوں میں اُسے اپنے پاس ہی بیٹھنے نہیں دیتا۔

اہل مجلس ذکر میں پھر مشغول ہو گئے اور اس قدر ذکر کیا کہ ہر ایک کے رونگٹوں سے خون جاری ہو گیا اور جو قطرہ زمین پر گرتا اُس سے "سُبْحَانَ اللهِ" کا نقش بن جاتا اور ہر قطرے سے بڑی بلند آواز کے ساتھ ذکرِ الٰہی نکلتا۔

☆ "اِسرار الاولیاء" ملفوظات حضرت سیدنا خواجہ فریدالدین گنج شکر مسعود اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ:۔

(مرتبہ حضرت سیدنا خواجہ بدرالدین اسحاق رضی اللہ عنہ، منقول: کتاب ہشت بہشت، باعنوان ذکرِ حق میں مستغرق گروہ، صفحہ ۹۰)

ایک مجلس میں اُن لوگوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی جو یادِ حق میں مستغرق رہتے تھے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اے درویش۔ تصوف کے مذہب وسلوک کے مطابق وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں جو یادِ حق میں مستغرق نہیں، اِس وجہ سے کہ جس دم وہ یادِ الٰہی سے غافل رہتا ہے اُسے کیا معلوم کہ اُس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں۔ اِس لئے جہاں تک ہو سکے یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ پھر بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو لوگ ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اگر استغراق کی حالت میں اُن کے سر پر تلوار بھی چلائی جائے تو بھی اُنہیں خبر نہیں ہوتی۔ پھر ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک درویش سے درخواست کی کہ جب آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہوں تو میرے حق میں بھی دعا کرنا۔ فرمایا افسوس اُس گھڑی پر جب یادِ حق میں تو مجھے یاد آئے اور میں یادِ الٰہی سے غافل ہو جاؤں۔ پھر ارشاد فرمایا: جب حضرت سیدنا خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ یادِ الٰہی میں مستغرق ہوتے تو عالم تحیر میں اِس طرح مشغول ہوتے کہ سال سال دو، دو سال تک آپ اسی عالم تحیر میں رہتے

اور اپنے آپ کی خبر تک نہ ہوتی۔ پھر ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ حضرت سیدنا شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز یاد حق میں مشغول تھے عالم بالا (مصیبت، قہر، غضب وغیرہ) اُس وقت حاضر تھا کہ اس طرح ہم خلقت پر نازل ہوتے ہیں۔ اتنے میں آپ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید نے آ کر کہا والئ شہر مجھے شہر سے باہر نکال دینا چاہتا ہے۔ حضور سیدنا خواجہ غریب رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ اس وقت کہاں ہے؟ جواب دیا کہ شکار کو گیا ہے۔ فرمایا اُس نے خطا کی ہے اگر وہ زندہ اور سلامت آگیا تو بڑے تعجب کی بات ہوگی۔ جونہی حضور سیدنا خواجہ غریب رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے تو خبر آئی کہ وہاں کا والی گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک صاحب حال جب یاد الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے تو مصیبت اور نعمت دونوں اُس کے سامنے موجود ہوتی ہیں۔ جس کے نصیب میں مصیبت ہوتی ہے اُسے مصیبت دیتے ہیں۔ پس اے درویش: عقل مند وہ شخص ہے کہ جب وہ مستغرق ہوں تو اُن کا مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ اُن کی زبان سے کیا نکل جائے گا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا: کہ جس وقت حضرت سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں حاضر ہوتے تو ذکر کرتے اور جب حالت زیادہ ہو جاتی تو ایک دن مصلے پر بے ہوش پڑے رہتے اور اپنے آپ کی کوئی خبر نہ ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا: کہ اہل تصوف صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یاد الٰہی میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔

☆{"راحت القلوب" ملفوظات حضرت سیدنا خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ}:

(مرتبہ حضرت سیدنا محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین اولیاء بدایونی رضی اللہ عنہ)

(منقول: کتاب ہشت بہشت، باعنوان اہل اللہ اور ذکر اللہ صفحہ ۴۴)

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں، کہ دوست کا نام سنتے ہی اپنی جان و مال فدا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ا

سرارِ تابعین میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک درویش ساٹھ سال تک ایک جنگل میں عالم آتفکر میں رہا۔ اچانک غیب سے آواز آئی۔ یا اللہ۔ درویش نے جب نام نامی سنا تو نعرہ مار کر گر پڑا جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ جان خدا کے حوالے کی ہے۔ بعد ازاں فرمایا: کہ اہلِ سلوک دم بھر بھی یادِ الٰہی سے غافل ہو جائیں تو کہتے ہیں ہم مردے ہیں اگر ہم زندہ ہوتے تو یادِ حق ہم سے فوت نہ ہوتی۔ پھر موقع کی مناسبت سے فرمایا: کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ بغداد میں ہر روز ایک ہزار مرتبہ ذکرِ الٰہی کیا کرتا تھا ایک روز ناغہ ہو گیا تو عالم غیب سے آواز آئی کہ فلاں کا بیٹا فلاں نہیں رہا چنانچہ سب اہلِ شہر یہ آواز سن کر اس کے گھر آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ صحیح سلامت بیٹھا ہے حیران رہ گئے اور معافی مانگی! اس بزرگ نے مسکرا کر فرمایا کہ دراصل تم سچے ہو واقعی ایسا ہی سمجھو جیسے آواز آئی تھی کیونکہ مجھ سے میرے وظیفے میں ناغہ ہو گیا ہے اِس لئے عالمِ غیب سے آواز آئی ہے کہ فلاں کا بیٹا فلاں نہیں رہا۔ پھر فرمایا کہ زبان پر ذکرِ مولا کا رکھنا ایمان کی نشانی، نفاق سے بیزاری، شیطان سے حفاظت اور دوزخ کی آگ سے بچاؤ کی صورت ہے۔ پھر فرمایا کہ شرح مشائخ میں لکھا ہے کہ جب مومن ذکرِ الٰہی کے لئے منہ کھولتے ہیں تو آسمان سے آواز آتی ہے کہ اُٹھ کر خوشی کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ بخش دیئے۔

پھر فرمایا کہ سیوستان میں مَیں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو عالم سکر میں سوائے ذکر کے کچھ بات نہ کرتا تھا چونکہ سعادت ابدی ذکر میں رکھی گئی ہے۔ اِس لئے انسان کو دن رات بیٹھے اُٹھتے، سوتے جاگتے، پاکیزگی اور پلیدی کی حالت میں یادِ الٰہی سے غافل نہیں رہنا چاہیے مگر قضائے حاجت کے وقت (ذکر نہ کرے)۔

نماز باجماعت اور ذکرِ الٰہی:

پھر حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور جا

رہا تھا کہ ایک بزرگ صاحب نعمت کو دیکھا۔ جب ملاقات ہوئی تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگوں کو ذکر الٰہی چھ باتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱) ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خیال کرے کہ وہ دل کو دیکھ رہا ہے۔

(۲) یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسے گناہوں سے باز رکھتا ہے جو شخص ذکر کے وقت گناہوں کی فکر میں رہا۔ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دور پھینکتا ہے۔

(۳) ذکر الٰہی کی کثرت کرے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کو دل میں محکم کرے۔

(۴) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے تو وہ اُسے دوست بنالیتا ہے۔

(۵) جو ذکر الٰہی کثرت سے کرتا ہے وہ دیو پری کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶) قبر میں اللہ تعالیٰ اُس کا مونس ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ کوئی کام ذکر الٰہی سے بڑھ کر نہیں اُسے بڑھنا چاہیے کیونکہ اُس کا پھل تمام طاعتوں سے بڑھ کر ہے۔

پھر فرمایا کہ خبر میں مسطور ہے کہ جو شخص رات کو سورۃ یٰسین پڑھتا ہے گویا اُس نے شب قدر پالی۔ پھر فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ اللہ اللہ کرتا تھا ایک روز راستہ گزرتے ہوئے اُس کے سر پر لکڑی لگی جس سے خون بہہ نکلا خون کے ہر قطرے سے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نام کا نقش بن گیا واقعی جو شخص جس طرح کسی کام میں مرتا ہے اُسی کام میں اُس کا حشر ہوتا ہے۔

☆ "فوائد الفواد" ملفوظات حضرت سیدنا محبوب الٰہی خواجہ محمد نظام الدین اولیاء بدایونی رحمۃ اللہ علیہ:۔

(مرتبہ حضرت سیدنا امیر حسن علی سجزی رضی اللہ عنہ، منقول: کتاب ہشت بہشت با عنوان مشغول یاد الٰہی کے بارے میں، صفحہ ۱۵۶)

ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُن لوگوں کے بارے

میں گفتگو شروع کی جو ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں پھر یہ حکایت بیان فرمائی ایک شخص نے کسی صاحبِ حال درویش سے درخواست کی کہ جس وقت آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہوں مجھے یاد رکھنا ۔اور میرے حق میں دعا فرمانا، اُس نے کہا کہ ایسے وقت پر افسوس ہے جب تو مجھے یاد آئے ۔فرمایا خواجہ عزیز کرکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو فرمایا آپ بدایوں میں مدفون ہیں اُن کی زندگی کے بارے میں بہت مبالغہ کیا، تو میں نے عرض کی کہتے ہیں وہ چڑیوں کو زندہ ہی نگل جاتے اور پھر ایک ایک کر کے زندہ ہی باہر نکالتے ۔خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دیکھا تو نہیں سنا ہے پھر فرمایا: کہتے ہیں کہ وہ جاڑے کے موسم میں رات کو گرم تندور میں بیٹھ جاتے اور صبح نکلتے پھر فرمایا: آپ کرک کے باشندے تھے شروع میں فیروزے بیچا کرتے تھے اور ایک زیور جو عورتیں پہنا کرتی ہیں بیچا کرتے تھے اور ساتھ ہی یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ۔وہاں کے حاکم نے آپ کو تکلیف پہنچائی اور قید کر دیا جب وہاں کے حاکم سے آپ کے متعلق کہا گیا کہ یہ جوان تو نیک مرد ہے اسے چھوڑ دو ۔جب آپ کو کہا گیا کہ آپ کو شہر کے حاکم نے چھوڑ دیا ہے، باہر آئے اور آپ نے فرمایا کہ جب تک میں اس کے خاندان کو برباد نہ کرلوں گا باہر نہیں نکلوں گا القصہ آخر اس حاکم پر سخت مصیبت نازل ہوئی تو پھر آپ قید خانے سے نکلے۔

☆ {منقول مکتوب حیات الفرید}

☆ حضرت سیدنا خواجہ شیخ حزیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ (سر العارفین صفحہ ٦١) (حیات الفرید صفحہ ٥٧)

جو درویش ہر روز کھاتا ہے اُسے روزانہ حاجت انسانی ہوتی ہے، جسے ہر روز حاجت انسانی ہوتی ہے وہ اِسی قدر یادِ الٰہی سے باز رہتا ہے اگر چہ عاشق کا دل ذکرِ یزدانی میں مشغول رہتا ہے لیکن زبان سے ذکرِ رحمانی نہیں کرسکتا پس وہ درویش جو دیدارِ الٰہی کا عاشق ہے اور ذکرِ الٰہی کرتا ہے اُس سے ایک دم بھی غافل

نہیں رہا جا سکتا۔

☆ {ملفوظات حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ}:۔(صفحہ ۱۹۴)

۱۔اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پھل:

فرمایا: کہ کوئی بھی کام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا اُسے بڑھنا ہی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پھل (نتیجہ اور ثواب) تمام طاعتوں سے زیادہ ہے۔(راحت القلوب ۶۵)

۲۔زبان پہ ذکر اللہ:

فرمایا: کہ زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھنا ایمان کی علامت نفاق سے بیزاری، شیطان سے حفاظت اور آتش جہنم سے بچنے کی ایک صورت ہے۔

(راحت القلوب ۶۳)

۳۔ذکرِ الٰہی چھ باتوں سے حاصل ہونا:

فرمایا: کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں (حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) لاہور جا رہا تھا کہ ایک بزرگ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اُنہوں نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ چھ باتوں سے لوگوں کو حقِ تعالیٰ کا ذکر حاصل ہوتا ہے۔

۱۔ ایسی حالت کو پہنچ جائے کہ وہ حق تعالیٰ کو یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ دل کو دیکھ رہا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو گناہوں سے بچاتا ہے جو شخص ذکر کے وقت گناہوں کی فکر میں رہا۔ سمجھ لیجئے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ دور پھینک دیتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے اور حقِ تعالیٰ کی دوستی دل میں مضبوط

کرے۔

۴۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو دل میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوست بنا لیتا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا باکثرت ذکر کرنے والا دیو اور پری کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔

۶۔ قبر میں اللہ تعالیٰ اُس شخص کا مونس و غمخوار ہوتا ہے۔(راحت القلوب ۶۴،۶۵)

۴۔ ذکرِ خفی کا طریقہ:

حضرت سیدنا شیخ العالم خواجہ فریدالحق رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ذکر خفی میں دم بند کرکے ذکر کرے جب تنگ ہو تو آہستہ سے ناک کی راہ سانس لے۔ منہ پھر بھی بند رکھے ایسے اشغال سے دل صاف ہو جاتا ہے۔ سانس کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی زیادہ ہوتی ہے جس سے دل کے اردگرد کی غلاظت جل کر خاک اور سیاہ ہو جاتی ہیں (اِس طرح) دل صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔(مفتاح العاشقین صفحہ ۱۱)

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور محبت:

حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۔اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بزرگ و برتر ہے۔ جب یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے تو پھر لوگ ایسی عظیم نعمت سے اپنے آپ کو محروم کیوں رکھتے ہیں اور اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے فکر اور ذکر میں صرف کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے ایسے بھی بندے موجود ہیں کہ محبوب (حقِ تعالیٰ) کا اسمِ گرامی سنتے ہی اپنی جان و مال نثار کر دیتے ہیں۔

حکایت:

اِسرار تابعین میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگل میں ایک

درویش عالم تفکر میں رہا۔ایک غیبی آواز آئی کہ "یااللہ" جب حق تعالیٰ کا اسم گرامی درویش نے سماعت فرمایا۔تو نعرہ مارا اور گر پڑا۔جب اُنہیں دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی جان خالقِ کائنات کے حضور میں پیش کر چکے ہیں۔(راحت القلوب ۶۳)

۶۔وظیفہ کے ناغہ کی نحوست:

حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔اگر اہلِ سلوک لمحہ بھر بھی حقِ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جائیں تو وہ پکار اُٹھتے ہیں کہ ہم مردے ہیں اگر زندہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی یاد ہم سے فوت نہ ہوتی بعد ازاں موقع کی مناسبت سے ارشاد فرمایا:۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد شریف میں ایک بزرگ روزانہ ایک ہزار بار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے وہ ایک دن ذکر نہ کر سکے۔ناغہ ہو گیا غیب سے آواز آئی کہ فلاں کا بیٹا فلاں زندہ نہیں رہا بلکہ فوت ہو گیا ہے یہ سنتے ہی سبھی شہر میں بسنے والے اُس بزرگ سے معافی کے خواستگار ہوئے وہ بزرگ یہ سن کر مسکرائے اور ارشاد فرمایا: تم بھی سچے ہو واقعی جیسی تم نے ندا سنی اُسی طرح ہی سمجھو کیونکہ آج میں وظیفہ نہ پڑھ سکا۔ناغہ ہو گیا اِسی لئے ندا آئی ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا مر گیا۔(راحت القلوب ۶۳)

فائدہ:

گویا ذکرِ حق سے غفلت انسان کے لئے موت ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے زندگی عطا فرمائے جس کا ہر لمحہ ذکر اللہ سے معمور ہو۔(آمین)

۷۔ذکرِ حق کرنے والے کے لئے خوشخبری:

حضرت سیدنا بافرید گنج شکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔زبان پہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایمان کی علامت ہے۔نفاق سے بیزاری ہے،شیطان سے حفاظت ہے اور نارِ جہنم سے نجات

کا ذریعہ ہے۔ فرمایا: شرح مشائخ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جب مومن منہ کھولتے ہیں تو آسمان سے صدا آتی ہے اُٹھو خوشی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ (راحت القلوب ۶۳)

۸۔ درود شریف کا ناغہ:

فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رضی اللہ عنہم اور مشائخ عظام میں سے ہر ایک نے درود شریف کو اپنا وظیفہ مقرر کیا ہے، اگر کسی رات اِس وظیفہ (درود شریف) میں ناغہ ہو جاتا تو اپنے آپ کو مردہ تصور کرتے اور اپنا ماتم کرتے کہ ہم آج رات مردہ ہیں، اگر زندہ ہوتے تو خواجہ کائنات کے درود میں ہم سے ناغہ نہ ہوتا۔ (راحت القلوب ۷۹)

☆ منقول: مکتوب انوار العلوم، اردو نشر مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ، مصنف حضرت سیدنا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ:۔

(مترجم حضرت سیدنا محمد عالم امیری، بادوی، شکوری)

ا۔ (صفحہ ۱۳۶، عنوان بادشاہوں کا صوفیوں کو سامنے بیٹھانا تاکہ ان کی آنکھیں روشن ہوں):۔

بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ بائیں ہاتھ پر پہلوانوں کو کھڑا کرتے ہیں کیونکہ دل بائیں جانب ہے۔ اہل قلم اور محاسب کو دائیں طرف کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا عمل دائیں ہاتھ کا ہے، صوفیاء کرامؒ کو سامنے جگہ دیتے ہیں کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور ظاہری آئینے سے بہتر ہیں۔ صوفیوں کے سینے ذکر و فکر سے منجھے ہوئے ہیں۔ آئینے کی صورت، اُن کے دل پر درست نقش اُبھرتے ہیں۔ جو اصل میں حسین ہو وہ آئینہ اپنے سامنے رکھتا ہے۔ جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہو، وہی آئینے کا طالب ہوتا ہے۔

۲۔ (صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳، اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہیے):

مومن کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا طالب رہنا چاہیے، محض اُس کے ناموں کو کافی نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا ذکر یا وِردِ ذات تک پہنچنے کا ذریعہ ضرور ہے۔ دلالت کرنے والے کا وجود اُس چیز کے وجود کی علامت ہے جس پر وہ دلالت کرتا ہے۔ عوام کا خیال ہے کہ راستے میں چھلاوے ہوتے ہیں، جو انسان کو بھٹکا دیتے ہیں۔ مگر جہاں چھلاوہ ہے وہاں راستہ بھی ضرور ہے۔ ہر اسم کا مسمّٰی ضرور ہوتا ہے خواہ اُس کا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں۔ ہاں منفعت صرف مسمّٰی سے ہے، نام سے نہیں۔ گ اور ل، گل بنتے ہیں لیکن ان میں خوشبو تو نہیں، رنگ تو نہیں، پھول کا سا حُسن تو نہیں۔ تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو خود سے بالکل پاک کر لے۔ لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا۔ ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا۔ اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے پاک کر لے تاکہ تو اپنی پاک صاف ذات اِس حالت میں دیکھے کہ دل میں انبیاء علیہم السلام کے علوم ہوں، جو بغیر کتاب، بغیر دھرانے اور بغیر استاد کے پڑھے جائیں۔

۳۔ (صفحہ ۱۶۷، عنوان حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے ساتھی کا اُن سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا):

ایک بے وقوف، حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے سفر کا ساتھی بن گیا۔ اُس نے ایک قبر میں ہڈیاں دیکھیں۔ کہنے لگا: اے بلند ذات! آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں، مجھے یہ کام سکھا دیں تاکہ میں اچھا کام کروں اور ہڈیوں کو جاندار بنا دوں۔ اُنہوں نے فرمایا: چپ رہ کہ یہ تیرا کام نہیں ہے، یہ کام اُن کے کرنے کا ہے کہ جن کا سانس بارش سے تیز اور فرشتوں جیسا ہو۔ سانس کو پاک کرنے کے لئے عمریں درکار ہیں تاکہ انسان آسمانوں کے خزانوں کا امین بن سکے۔ تیرے ہاتھ میں لاٹھی تو ہے لیکن حضرت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسا اعجاز کہاں ۔؟ ۔وہ بولا: اگر میں وہ اسرار پڑھنے کے لائق نہیں ہوں تو آپ علیہ السلام تو ایسا کر سکتے ہیں ۔حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ۔اے اللہ تعالیٰ! کیا راز ہے ۔؟ ۔یہ بے وقوف اپنی قلبی بیماری کا غم کیوں نہیں کرتا ۔؟ ۔اُسے اِس مردے کی جان کا غم کیوں ہے ۔؟ اُس نے اپنے مردے کو چھوڑا ہے اور غیر کے مردے کی بھلائی چاہتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ۔یہ بد بخت ہے، جو ہمیشہ کانٹے بوئے گا ۔تو اِسے گلشن میں کہاں تلاش کرتا ہے ۔ایسا آدمی دوست کی طرف جائے گا تو سانپ بن جائے گا ۔اُس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر۔

۴۔ (صفحہ: ۱۸۷، عنوان ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا):

جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں، اُن کا وعظ و نصیحت کرنا ذکرِ الٰہی سے ہم معنی ہوتا ہے ۔ذکر و نصیحت سے اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے "لبیک" کی صدا آتی ہے ۔جب کہ ذکر سے شرفِ ہم کلامی حاصل ہو تو کون بد نصیب ہو گا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے "لَبَّیْكَ "یعنی "میں حاضر ہوں" اللہ تعالیٰ کو پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

۵۔ (صفحہ: ۱۸۷، عنوان پیاسے کا دیوار سے نہر میں مٹی کے ڈھیلے پھینکنا):

ایک نہر کے کنارے ایک دیوار تھی جس پر ایک پیاسا بیٹھا ہوا تھا ۔وہ دیوار اُس کے لئے پانی تک پہنچنے میں رکاوٹ تھی ۔اچانک اُس نے ایک اینٹ اُکھاڑ کر پانی میں پھینکی، پانی کی آواز سے اُس کو (پانی) حاصل کرنے کا ذوق پیدا ہوا اور وہ ایک

ایک اینٹ اکھاڑ کر پانی میں پھینکتا رہا۔ اس سے جو آواز پیدا ہوئی۔ وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ پانی پکارتا تھا: ارے! تجھے میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے۔؟۔ پیاسے نے جواب دیا:۔ اس سے دو فائدے ہیں، یہ کام میں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، اسی طرح پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا اسرافیل علیہ السلام کے صور کی آواز سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔ جو پیاس سے مر رہا ہو، پانی کی آواز سے اس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ فقیر جب خیرات دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اس میں نشاط پیدا ہوتا ہے۔ حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے۔ شفاعت کے وقت آنحضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی خوشبو گناہ گار کے لئے جاں فزا ہو گی۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے کُرتے کی خوشبو بہت دور سے محسوس کر لی تھی جو اُن کی خوشی کا سبب بنی۔ دوسرا یہ فائدہ ہے کہ ہر اینٹ جو میں اکھاڑتا ہوں، پانی کے نزدیک ہوتا جاتا ہوں۔ اینٹ کا اُکھڑنا پیاسے کے لئے پانی سے وصل کو قریب کر رہا ہے۔ اسی طرح انسان کا عاجز و پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قربِ الٰہی کا سبب ہے۔ ارشاد ہے

ترجمہ: "سجدہ کر اور قریب ہو جا"۔

(سورۃ العلق، آیت ۱۹، پارہ ۳۰)

اگر انسان تن پروری کرے گا اور ذکر سے دور رہے گا، اپنی گردن کو اونچا رکھے گا۔ یعنی یہ وہی دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع ہے۔ ذاتِ خداوندی کا سجدہ اور قرب تب حاصل ہو گا جب تنِ خاکی کی اینٹیں ایک ایک کر کے اکھاڑ دی جائیں گی۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہو گا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا۔ جوانی کی عبادت اور مجا

بدہ بہت افضل ہوتا ہے۔ جوانی کے مجاہدات بہت جلد ثمر آور ہو جاتے ہیں۔ تر و تازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ جوانی میں ظاہری اور باطنی حواس صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں عبادت کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے کیونکہ زمین شور زدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اِس عمر تک پہنچتے پہنچتے برائیوں کی جڑ مضبوط اور اُس کو اُکھاڑنے کی طاقت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

۶۔ (صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶، عنوان قرآنِ مجید کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اُتر جائے" پر فلسفی کا انکار):

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "کہ اگر میں پانی پوشیدہ کر دوں تو چشمے خشک ہو کر ریگستان بن جائیں"۔

ایک فلسفی بولا:۔ ہم زمین کھود کر پانی نکال لیں گے۔ رات کو فلسفی سویا تو ایک مرد کو دیکھا۔ اُس نے فلسفی کے منہ پر طمانچہ مارا اور دونوں آنکھوں سے اندھا کر دیا اور اُسے کہا، اگر تو سچا ہے تو کھود کر روشنی نکال لے۔ اگر تو توبہ کرتا اور روتا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نور ظاہر ہو جاتا لیکن توبہ بھی تو اپنے بس میں نہیں ہے۔ اِس کے لئے بھی توفیقِ الٰہی کی ضرورت ہے۔ حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام جیسا کوئی کہاں ہے کہ اُن کی دعا سے پہاڑ پر بونے (فصل بیجنے) کے لئے مٹی بن گئی یا مقوقس (شاہِ مصر) کی حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی وجہ سے پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی۔ اِسی طرح بداعتقادی انسان کے دل کو پتھر بنا دیتی ہے۔ ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے لیکن خبردار! اِس بھروسے پر گناہ نہ کر کہ میں توبہ کرلوں گا۔ صرف وہی دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزشِ دل اور آنسوؤں سے ہو۔ کیونکہ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے اور اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ جیسے موسمِ بہار کی بہاریں اَبر و برق پر موقوف ہیں، اِسی طرح دل کی کھیتی

اندرونی سوزش اور آب چشم پر موقوف ہے جب بہار آتی ہے تو چشمے بہہ نکلتے ہیں۔ اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ موسم بہار میں نو بہارانِ چمن کو اللہ تعالیٰ نیا لباس عطا فرماتے ہیں۔ ایک عابد، برگ و درختانِ سبز معرفتِ کردگار کا ذریعہ بتاتا ہے لیکن جو معرفت سے خالی ہے اُس کی نظر مصنوع پر جا کر رک جاتی ہے، صانع تک نہیں پہنچتی۔ نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جس نے شاہ کو دیکھا ہو۔ جس نے عہد الست کے وقت اپنے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو وہی نشانیوں سے مست ہو گا۔ اسی طرح آیات الٰہیہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو آیات دیکھ کر ذاتِ حق یاد آجاتی ہے۔ مثلاً اگر خواب میں کوئی آکر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتادے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہو گی۔ مثلاً مقصد پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئے گا، دوسری یہ ہے کہ وہ بغل گیر ہو گا، تیسری یہ ہے کہ وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہو گا، پانچویں یہ ہے کہ تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکے گا۔ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کو جب یحیٰی علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ یہ وہ ہے جس کے لئے وہ راتوں کو روتے رہے اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتے رہے۔

اُنہوں نے اپنی نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوادی۔ وہ آگ کی طرح جلتے رہے۔ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اِس طرح کی آزمائشوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اے شاہ سوار! آپ کی دولت ہمیشہ باقی رہے۔ عاشقوں پر رحم کریں اُن کو معذور سمجھ۔ حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوشش کی اس نے پایا"۔ عاشق مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی دیکھتا، اُس میں جان پڑتی جاتی تھی، جیسے پانی کو دیکھ کر مچھلی میں جان پڑ جاتی ہے۔ اُس کے لئے محبوب کی نشانیاں آیات قرآن

مجید کی طرح یقینی ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں جو نشانیاں ہیں اُن سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی نشانیاں ذروں کی طرح بے شمار ہیں۔ دیوانہ عاشق اُن کو کیا گن سکتا ہے۔ اُن کی لاتعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں۔ کوئی تجلی غیرت میں آگئی تو پھونک ڈالے گی۔ ہر قسم کا فائدہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، یہ مفید ہے۔ خواہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں اُن کے شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں، لیکن اُنکی ذات و صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دیکر سمجھا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے اُس کی ہر مثال ناقص ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات مثالوں سے پاکیزہ ہے۔ لیکن چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے اِس لئے مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اُس کو اللہ تعالیٰ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہا نہیں ہے۔

۷۔ (صفحہ ۲۱۲، عنوان حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دعا سکھانا):

حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیمار کو نصیحت فرمائی کہ انسان کو ہمیشہ ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ قیامت میں پل صراط پر سے مومن و کافر دونوں کو گزرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کیا جائے گا۔ مومن اُس پر سے گزر کر جنت میں پہنچ جائے گا اُس پر سے گزرتے ہوئے دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائے گا۔ اُس نے چونکہ اپنے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات کے ذریعے زائل کر دیا تو آخرت میں بھی وہ صفات تبدیل ہو جائیں گی۔ اُس نے مجاہدات سے اپنے نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں، اُس کی برائیاں

بھی بھلائیوں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے باغ میں دریا کے معرفت کے کنارے سے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔

۸۔ (صفحہ ۲۲۳، عنوان دریا کے کنارے سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت):

حضرت سیدنا ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ نے ایک سردار سے فرمایا:۔ دنیا کی شاہی کا طلب گار نہ بن، روحانی شاہی طلب کر۔ عالمِ غیب ایک باغ ہے، جس کا تھوڑا سا حصہ اِس دنیا میں رکھ دیا گیا ہے۔ عالمِ غیب مغز ہے اور یہ دنیا اس کا ادنیٰ چھلکا ہے۔ اگر عالمِ غیب کے باغ میں قدم نہیں پہنچتا تو اُس کی خوشبو حاصل کرنے کی کوشش کر۔ خواہشاتِ نفسانی کے زکام کو دفع کر۔ عاشقوں کی صحبت میں جا، جب عالمِ غیب کی خوشبو سونگھے گا تو روح عالمِ غیب کی طرف کھینچے گی اور آخر کار سینے میں تجلیاتِ رب کا ظہور ہو گا۔ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی قمیض میں وہی عالمِ غیب کی خوشبو تھی جس سے حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نابینا آنکھیں روشن ہو گئیں۔ یہی عالمِ غیب کی خوشبو حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں محسوس ہوتی۔ فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ لطائفِ ستہ، قلب، روح، نفس، سر، خفی، اخفیٰ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اگر ایک مصفّٰی ہو جائے تو دوسرے بھی غذا حاصل کرتے ہیں۔

قلب کو ذکر کی غذا ملتی ہے تو دوسرے لطائف بھی متاثر ہوتے ہیں۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اُس سے دل بھی اثر پکڑتا ہے اور اُس میں کیفیتِ اخلاص، صدق اور عشق پیدا ہو جاتی ہے۔ عشق سے اخلاص پیدا ہوا تو اُس سے دیگر حواس متاثر ہو جاتے ہیں اور اُن میں وصلِ محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے اور اِس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عالمِ غیب سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے جنت کے عرفان کی پیغام بری کا کام دینے لگتا ہے۔ اِس طرح لطائف کے باہمی تعلق میں کسی

تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ ذکر کی برکت سے ممکن ہے۔

9۔ (صفحہ ۲۲۹،۲۳۰ شیخ سے فقیر کا عذر کرنا):

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے سوال کے جوابات اللہ تعالیٰ نے حضرت سید خضر علیہ السلام کی زبان سے دلائے اور اُن جوابات سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام مطمئن ہو گئے۔ اُس درویش کے پاس بھی حضرت خضر علیہ السلام کی ہی میراث تھی۔ درویش نے کہا: بے شک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے۔ یہ چیز کسی دوسری چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے۔ کسی اعتبار سے کم ہوگی کسی اعتبار سے زیادہ ہوگی۔ نہر کا پانی اونٹ کے لحاظ سے کم اور چوہے کے لحاظ سے زیادہ ہوگا۔ ایک شخص دس رکعتیں پڑھ کر تھک جاتا ہے تو اُس کے لحاظ سے زیادہ ہیں۔ ایک شخص پانچ صد رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا تو اُس کے اعتبار سے پانچ سو رکعتیں کم ہوں گی۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے لیکن بخیل کی ایک روٹی دیتے ہوئے جان نکلتی ہے۔ میری خوراک اِن کے اعتبار سے زیادہ ہے لیکن میرے اپنے اعتبار سے اوسط ہے۔ وسط تو اُس چیز کا معلوم کیا جا سکتا ہے جس کی ابتداء ہو اور انتہا ہو لیکن لامحدود کا وسط متعین نہیں ہو سکتا۔ رہی سونے کی بات تو میں سوتا ضرور ہوں لیکن سونے میں بھی دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہوتا ہے جیسے حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا"۔ حواس ظاہر کا تعلق تو اسی دنیا سے ہے لیکن دل کے حواس کا تعلق عالم آخرت سے ہے۔ جس کا دل یاد میں لگا ہو وہ اس دنیا میں بھی جنت کے باغوں میں ہے۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے عالم بالا کی سیر کرتا ہوں۔ میرا جسم ناسوتی اِن لوگوں کے ساتھ ہے لیکن دل (روح) فکر و اندیشہ سے پاک ہے۔ عام لوگ اپنے خیالات کے تابع ہوتے ہیں اس لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ اولیاء کرام علیہم السلام کثرت ذکر سے اپنے آپ پر استغراق طاری رکھتے ہیں اور فکروں سے آزاد

رہتے ہیں۔ وہ دنیا میں اپنے مقام سے نزول اختیار کرکے عوام میں شامل ہوتے ہیں تاکہ وہ (عوام) اُن سے فائدہ حاصل کریں۔ اسرار کی باتیں اُن لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں۔ اصحابِ ذوق کے لئے یہ باتیں حقیقت ہوتی ہیں۔ ویسے راہِ سلوک میں چلنے والوں کو کم کھانا، کم بولنا اور کم سونا چاہیے۔

۱۰۔ (صفحہ ۲۴۴، عنوان ہاتھی والوں کا بقیہ حصہ):

ہر اچھی اور بری بو آسمانوں پر پہنچتی ہے۔ ہم سو رہے ہوتے ہیں ہمارے منہ کی بو آسمانوں کا سفر کر لیتی ہے، ہمارے تکبر و غصہ اور حرص کی بو، پیاز کی بو کی طرح سانس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے پہچان لی جاتی ہے، اگر تو انکار کرے گا تو یہ بو تیرے خلاف گواہی دے گی۔ گناہوں کی بو کی وجہ ہماری دعائیں مردود ہو جاتی ہیں اور دل کا ٹیڑھا پن زبان سے ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح اخلاص کے ساتھ بعض نامناسب لفظ بھی بارگاہ میں قبول ہو جاتے ہیں، اگر دعا میں اخلاص نہیں ہے تو بہتر الفاظ بھی مردود قرار دیئے جاتے ہیں دوستوں کی غلطی بے گانوں کی اچھائی سے بہتر ہوتی ہے، (یہ سانس کے ذریعہ ذکر کا فائدہ ہے)۔

۱۱۔ (صفحہ ۲۴۵، عنوان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہ مجھے اُس منہ سے پکارو جس منہ سے گناہ نہ کیا ہو):

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام مراد مانگتے وقت اُس منہ سے مانگو جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: "الٰہی" میرا منہ تو ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو پھر دوسرے کے منہ سے تو نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ایسے عمل کر کہ دوسرے تیرے لئے دعا کریں۔ تیرا منہ اگر دعا کرنے کے لائق نہیں ہے تو غیر کا منہ تیری اِس مجبوری کے لئے عذر خواہ ہو جائے گا۔ اگر اپنے منہ سے دعا کرنی ہے تو منہ کو اور ارواح کو پاک کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا

ذکر پاک ہے۔ جب اِس سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے ناپاکی خود بخود اپنا بوریا بستر باندھ کر باہر ہو جاتی ہے۔ ضدیں ضدوں کو دفع کرتی ہیں۔ روشنی آتی ہے تورات بھاگ جاتی ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کا پاک ذکر روح کو حاصل ہوتا ہے تو نہ پلیدی رہتی ہے اور نہ ناپاک منہ۔

۱۲۔ (صفحہ ۲۴۵، عنوان اِس کا بیان کہ نیاز مند کا اللہ کہنا، اللہ تعالیٰ کا لبیک کہنا ہے):

ایک شخص رات کے وقت "اللہ اللہ" کرتا تھا اور اِس سے خوب لطف حاصل کرتا تھا۔ شیطان نے اُسے کہا تم بت کی طرح کب تک ایسے کرتے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو لبیک کا جواب آج تک نہیں آیا۔ وہ دل شکستہ ہو گیا اور لیٹ گیا۔ اُس نے خواب میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ اُنہوں نے پوچھا: تو نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیوں چھوڑ دیا.؟۔ اُس نے جواب دیا: میرے پاس لبیک نہیں آرہا۔ مجھے ڈر ہو گیا ہے کہ میں مردودِ بارگاہ ہوں کیونکہ ذکر کا جواب نہیں آتا۔ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا:۔ اے سادہ دل مجھے اللہ تعالیٰ نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تجھے بتاؤں کہ تیرا اللہ اللہ کہنا ہی تو ہماری لبیک ہے اور تیری عاجزی اور درد وسوز تمہاری طرف ہمارا قاصد ہوتا ہے۔ کسی شخص کو عبادت کی توفیق ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے قبولیت کی دلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہی ہے کہ وہ اپنی یاد میں لگا لے۔ اللہ تعالیٰ کا عشق اُس کی رحمتوں کو متوجہ کر دیتا ہے۔ تو دعا کرنے والے کا ایک مرتبہ "یا رب" کہنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند بار لبیک کہنا بن جاتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں اُسے کبھی دعا کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اُسے دردِ سر سے بھی محروم رکھتا ہے ورنہ وہ ہی دعا کا سبب بن جائے۔ وہ بیماری جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرا دے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

۱۳۔ (صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹ عنوان۔۔سادہ لوں کا باقی قصہ):

روح کو جسم کے ستون کے ساتھ باندھ دیا اور اُسے مادی غذائیں کھلائیں۔ اُس کی غذا تو ذکرِ الٰہی تھا۔ وہ تو لقاءِ دوست کی بھوکی تھی۔ روح انسان کے ظلم وستم کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی ہے۔ وہ اُسے فرماتے ہیں: صبر کرو۔ روح کہتی ہے اے دوست! مجھے جلدی اپنے پاس بلا لے، مجھے نفس کے ہاتھوں مادی تکلیف برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔ جیسی حضور سیدنا نبی اکرم ﷺ کو یہود کے ہاتھوں اور حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کو ثمود کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں۔ روح کہتی ہے اب مجھے فراق برداشت نہیں۔ تو مجھے اپنے پاس بلا لے یا خود میرے پاس آجا۔ اللہ تعالیٰ سے جدائی کی کیفیت تو کفار بھی برداشت نہیں کرسکیں گے چہ جائیکہ مومن برداشت کرے۔ فراق میں بے گانوں کا یہ حال ہے تو اپنوں کا کیا حال ہوگا۔

۱۴۔ (صفحہ ۲۵۸، عنوان ایک سپیرے کا قصہ جس نے ٹھٹھرے ہوئے سانپ کو مردہ سمجھا اور اُسے باندھ کر بغداد میں لے آیا):

• جب کوئی انسان اپنی قوتِ احساسِ روحانی کھو بیٹھے تو وہ جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔ اگر انسان اپنی جمادیت ختم کر کے روحانیت حاصل کرے تو کائنات کی تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے۔

"ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے"۔

اگر اسباب مہیا ہو جائیں تو تمہارا نفس سب سے پہلے تمہیں ہی ہلاک کرے گا۔ تمہارا نفس قابلِ رحم نہیں ہے۔ اُس کو مردانہ وار مشقتوں میں مبتلا رکھو تا کہ اللہ تعالیٰ کا وصل حاصل ہو سکے۔

(اِس سے مراد یہ کہ ہمہ وقت ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہو، تا کہ نفس کے حملہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ کے صدقے بچ سکو۔)

۱۵۔ (صفحہ ۲۷۰، عنوان اُس شخص کا قصہ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں دن رات عاجزی سے دعا کرتا تھا کہ اے خدا تعالیٰ، کمائی کی تکلیف کے بغیر مجھے حلال روزی عنایت کر):

تمام غیر ذی روح چیزیں فرمانِ الٰہی کے تابع ہیں۔ دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہر ایک کی تسبیح کرنے کا طریقہ جداگانہ ہے۔ انسان جمادات کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتا اس لئے اُس کی تسبیح خوانی کا انکار کر دیتا ہے ہر فرقہ اپنے جس اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے، دوسرے لوگ اِس سے ناواقف ہوتے ہیں، اگر دو انسان باہمی ایک دوسرے کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہیں تو جمادات کی تسبیح کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

۱۶۔ (صفحہ ۲۸۵، عنوان بغیر مشقت حلال روزی طلب کرنے والے کا قصہ):

حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قُرَّۃُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوۃِ"۔ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"۔ روح کا دریچہ اللہ تعالیٰ کی طرف کھل جاتا ہے تو اصل حالات معلوم ہو جاتے ہیں، انسان کے لئے اصل کام یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعے روح میں دریچہ کھولا جائے تو اِس لئے مجاہدات نہیں کرتا کہ تو نہیں سمجھتا کہ اصل نورِ ذاتِ باری تعالیٰ کا نور ہے۔

۱۷۔ (صفحہ ۲۹۹، عنوان انبیاء علیہم السلام کا منکروں کے قبول سے مایوس ہو جانا):

عبادات، رحمت اور قبولیت کی اُمید پر ہی کرنا ضروری ہے۔ مصائب پر صبر، مقبولیت کا سبب ہے۔ انسان میں جب یہ برداشت پیدا ہو جائے کہ تلخ باتوں سے اُس میں تلخی پیدا نہ ہو تو وہ، شہد کی طرح شیریں بن جاتا ہے۔ انسان مصائب جھیل کر ہی پختہ ہو کر خوش ذائقہ بنتا ہے۔ جب چنے کو یہ احساس ہو گیا کہ مصائب تکمیل کا ذریعہ ہیں تو وہ اپنے آپ کو پکوانے کے لئے خندہ پیشانی سے راضی ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح اِن مصائب

اور مجاہدوں کے ذریعے ہی ہم آغوشِ رحمت میں راہ پا سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے کہ ذکر سے مصائب پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

۱۸۔ (صفحہ ۳۰۲، عنوان اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا فرمایا حاجت کی بناء پر پیدا کیا اور اپنے آپ کو محتاج بناؤ کہ وہ عطا کرے):

جو لوگ اسرار سمجھنے کے اہل ہوتے ہیں وہ تفصیل بتائے بغیر معاملات کی اصل حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اصل چیز تو طلب صادق اور حاجت کا اظہار ہے۔ اگر وہ موجود ہے تو حقائق خود بخود سمجھ میں آجاتے ہیں۔ حضرت سیدنا مریم علیہا السلام کو حاجت اور ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بچے کے ذریعے تشریح کرا دی۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام گہوارے میں ہی اُن کی پاک دامنی کے شاہد بن گئے۔ "جس طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا مریم علیہا السلام کے جزو بدن تھے اور گواہ بن گئے اسی طرح تمہارا ہر ہر جزوِ بدن قیامت میں تمہارا گواہ بنے گا۔" اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہنے والوں کا ذکر بھی اعضا بدن کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور ذاکر کے حق میں گواہی دے کر بخشش کا ساماں بنیں گے۔

۱۹۔ (صفحہ ۳۱۰، عنوان سستی اور غفلت سب جسم کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ ارضی اور سفلی ہے):

انسان کی سب خصلتیں مادی بدن کی وجہ سے ہیں۔ چونکہ زمین فلک کے درمیان ہے لہٰذا اُس کے جس حصے پر سورج کی روشنی پڑتی ہے وہاں دن ہوتا ہے ورنہ رات۔ اب اگر زمین اس دائرے سے خارج ہو جائے تو پھر اُس کی یہ صفت بدل جائے گی۔ اسی طرح اگر مجاہدات کے ذریعے جسمانی حجاب رفع کر دیا جائے تو روح ہمیشہ منور رہے گی اور اس پر غفلت کے آثار طاری نہیں ہوں گے۔ تمام کدورات جسم ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ روح اُن کا مخزن نہیں۔ چہرے کا رنگ انسانی حالات

کے اسباب کی وجہ سے کبھی سرخ، کبھی زرد، کبھی سفید ہوتا رہتا ہے، اسی طرح روح میں بھی کدورتیں مختلف اسباب کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہیں، ورنہ روح مصفّٰی شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان مجاہدات کے ذریعے دوبارہ اصل حیات حاصل کر لیتا ہے تو اسباب کو لات مار دیتا ہے اور مسبب الاسباب ہی کو موثر حقیقی سمجھنے لگتا ہے۔ جب تک ایسا نہیں ہوتا انسان اسباب ہی کے موثر ہونے پر جما رہتا ہے۔ اسباب سے بے نیاز ہو جانے سے روحیں ملاءِ اعلیٰ کی سیر کرتی رہتی ہیں۔ جس طرح دوسری روحیں اور عقلیں لامکان میں رہتی ہیں یہ بھی لامکانی بن جاتا ہے۔ ایسی کامل روح کے سامنے ہماری عقلیں ہیچ ہیں اور اس روح کامل کا اِلہام "نص" کی طرح ہے۔

۲۰۔ (صفحہ ۳۱۲، عنوان ہر جانور کا دشمن کی بو کو پہچاننا اور بچنا اُس شخص کی بربادی جو کہ ایسے شخص کا دشمن بن جائے جس سے فرار اور مقابلہ ممکن ہی نہ ہو)۔

انسان کو اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیے جس کے ذریعے چیزوں کی حقیقت معلوم ہو سکے کامل لوگ ماہیتوں اور اُن کے راز سے بھی واقف ہوتے ہیں، جو کہ حقیقت ہوتے ہیں، جو کہ حقیقت اِلٰہیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اُس کی صفات عقل اور سمجھ سے دور تر ہیں، پھر بھی کامل اولیاء کرام رحمہم اللہ اُن سے واقف ہوتے ہیں۔ وہ کامل لوگ جب کہ ذات وصفاتِ آحدیت کا علم حاصل کر لیتے ہیں تو کائنات کی ذات وصفات اُن پر کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ فلسفی کی عقل جب تک کہ چیز وقوع میں نہ آجائے اُسے ناممکن کہتی ہے۔ جب اُس کا وقوع ہو جاتا ہے تو ممکن سمجھتی ہے۔ فلاسفر پہلے زمین کو متحرک نہیں مانتے تھے لیکن ثبوت مل جانے پر زمین کو متحرک مان لیا گیا ہے۔ جب انسان مجاہدے کرتا ہے تو پانچوں ظاہری حواس اور پانچوں باطنی حواس کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے اور وہ کشف وشہود کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

۲۱۔ (صفحہ ۳۱۷، عنوان محبت کی وجہ سے اُس وکیل کا صدر جہاں کے پاس

بخارا میں واپس آجانا):

ہر چیز کا ذکر عاشق میں ایک خاصیت پیدا کر دیتا ہے اور اُس سے عاشق بہت سے معنی اخذ کر لیتا ہے کیونکہ ہر صفت ایک ماہیت رکھتی ہے اور اُس سے عاشق اپنے مقصود کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ بہت سے اولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق مشہور ہے کہ معمولی الفاظ سے جن کے بظاہر کوئی خاص معنی نہیں ہوتے اُن پر وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی یعنی وہ رہٹ کی آواز سے بھی وجد میں آجاتے ہیں۔ بخارا میں بہت سے علوم و ہنر ہیں جو تم سیکھ سکتے ہو لیکن مکمل جب ہو گے کہ خواری جو کہ لوازم عشق میں سے ہے ضرور اختیار کر لو، اُس وکیل کو علم الیقین کی فکر نہ تھی بلکہ وہ مشاہدہ اور عین الیقین حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جس کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے وہ محض ذکرِ اسماء و صفات کا متمنی نہیں رہتا ہے اُس کے لئے خبریں اور عقلی دلائل بے کار ہو جاتے ہیں۔ مشاہدہ حاصل ہو جائے تو علم قوی ہو جاتا ہے اور عام لوگوں کا آخرت کا علم محض خبروں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

۲۲۔ (صفحہ ۳۱۹، عنوان ایک مسجد کا قصہ جو مہمان کو مار ڈالتی تھی):

ناسمجھ انسان مصیبت میں پھنس کر بچنے کی تدبیر تلاش کرتا ہے جو کہ بعد میں مشکل ہوتی ہے، مصیبت کے آنے سے پہلے اُس کے بارے میں اچھا برا سوچا جا سکتا ہے اولیاء کرام رحمہم اللہ موت سے خائف نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کی بُری صفات بھی اچھی صفات میں بدل دی جاتیں ہیں پھونک بھری مشک میں ایک سوئی چبھو دیں تو اُس کی ہوا خارج ہو جاتی ہے، بزدل لوگ ایک ہلکی سی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت ایک دعویٰ ہے اور اُس کا گواہ مجاہدہ ہے۔ دعویٰ بغیر گواہ کے ناقابلِ اعتبار ہوتا ہے۔ مجاہدے کی جفا دراصل اُس برائی پر ہے جس کے ازالہ کے لئے مجاہدہ کرایا جاتا ہے۔ عالم محسوسات میں اس کی مثال یہ ہے کہ کمبل جھاڑنے کے لئے اُس پر لکڑی ماری جاتی ہے تو دراصل کمبل پر نہیں بلکہ گرد پر

لکڑی ماری جاتی ہے۔ ماں بچے کو کوستی ہے اور مرنے کی بد دعا دیتی ہے تو اس کا مقصد اُس کی بری عادت کی موت ہوتی ہے۔ جو لوگ مجاہدات کی سختی سے بھاگتے ہیں وہ انسانیت کو تباہ کرتے ہیں۔ منافقوں کو اُن کے دوستوں نے جہاد میں جانے سے روکا تو وہ لوگ نامرد بن گئے۔ اُن کے بارے میں ارشاد ہے۔ "اگر تمہارے ساتھ مل کر نکلتے تو زیادہ خرابیاں ڈالتے"۔ تھوڑے سے بہادر بزدلوں کے مجمع سے برتر ہیں۔ کڑوے اور شیریں بادام اگرچہ صورت میں ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن اُن کے باطن میں بہت فرق ہوتا ہے۔

۲۳۔ (صفحہ ۳۳۲،عنوان سرکش عین غلبہ میں مغلوب ہے اور عین فتح مندی میں بھی قیدی ہے):

عام انسان خوف اور ڈر سے راہِ ہدایت پر چلتے ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ اپنی خوشی اور بصیرت سے راہِ راست پر چلتے ہیں۔ انسان مجاہدہ کرے تو اُس کو نورِ باطنی حاصل ہو جاتا ہے جس سے راہِ ہدایت اُس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ جیسے بچے اوّلاً مکتب میں جانے سے گھبراتے ہیں لیکن اگر عمل کا ثواب آنکھوں سے نظر آنے لگے، تو پھر عبادت گزاروں کو دیکھ کر رشک آنے لگے۔ اہل اللہ کی عبادت محض عشق کی بنیاد پر ہوتی ہے اور عام انسان کی مثال اُس بچے کی سی ہے جو اپنی دودھ پلانے والی سے محبت محض دودھ کے لالچ میں کرتا ہے۔ جو لوگ جنت کے لالچ یا دوزخ کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں وہ لوگوں کی دیکھا دیکھی ایسا کر رہے ہیں۔ عشق کی کوئی بھی حالت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی کی کشش اُس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ چاہے کوئی عشق میں جنت کا اُمیدوار ہے یا ذاتِ باری تعالیٰ کا عاشق ہے، صرف وصال کا طالب ہے اور ہجر سے ڈرتا ہے۔ اِن دونوں کی طلب اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے۔

۲۴۔ (صفحہ ۳۴۷،عنوان، ایک واعظ کی حکایت جو واعظ کرتا تھا تو ظالموں،

مفسدوں اور بدوں کے لئے دعاء خیر کرتا تھا):

انسانی بدن کو مضبوط بنانے کے لئے اور اُس کی اصلاح کرنے کے لئے تیز مجاہدے اور عبادات کی ضرورت ہوتی ہے اور اِن عبادات کی مالش اُنہیں پاک وصاف کر دیتی ہے۔ اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہدے نہیں کرسکتا تو اُسے آسمانی مصائب پر صبر کرنا چاہیے۔ وہ مصائب اُس کے لئے مجاہدوں کا قائم مقام بن جائیں گے۔ انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کا ابتلاء اُس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔

۲۵۔ (صفحہ ۳۴۸، عنوان، عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا):

ہمارے سانس کی ہوا کو بھی روح اور جسم مل کر حرکت میں لاتے ہیں۔ روح نہ ہو تو ہوا جسم میں داخل نہیں ہوگی۔ یہی جسم اور روح سانس کی ہوا میں اچھائی اور برائی کا تصرف کرتے ہیں۔ کبھی اُسے گالی بنا دیتے ہیں، کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے ہیں۔ عالَم کی ہوا میں بھی اللہ تعالیٰ کے تصرفات ہیں۔ کبھی اُسے بادِ بہاری بنا دیتے ہیں کبھی بادِ سموم۔ قومِ عاد کے لئے وہ آندھی بنی اور اُس نے اُن کو ہلاک کر دیا۔ حضرت سیدنا ہود علیہ السلام کے لئے وہ خوشگوار بن گئی۔ انسان کی سانس کی ہوا میں بھی وہی موثر ہے کہ کسی کے لئے اُس کو شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر۔

(اِسی طرح بزرگ کی سانس ذکر اللہ کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، اور اُن کی سانس میں وہ تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے باذن اللہ مشکلات حل ہونے لگتی ہیں اور مرادیں بر آنے لگتی ہیں اور یہ سب کچھ صرف ذکر اللہ کی برکت سے ممکن ہو جاتا ہے)۔

۲۶۔ (صفحہ ۳۵۶، عنوان، اِس بات کی شرح کہ مومن آپس میں بھائی اور علماء ایک جان ہیں، انبیاء کا آپس میں اتحاد اُن پر سلام ہو کہ اگر تو اُن میں سے ایک کا بھی منکر

ہے تو تیرا کسی نبی پر ایمان درست نہیں):

روحِ انسانی کی فنا کی دوسری مثال یہ ہے کہ بچھو کے کاٹے کا درد سانپ کے حملے کے وقت محو ہو جاتا ہے یا جیسے کہ کوئی شہد کی مکھیوں کے ڈر سے پانی میں محو ہو جاتا ہے۔ شہد کی مکھیاں اُس کا تعاقب کرتی رہتی ہیں کہ باہر نکلے تو پھر ڈنک لگا ئیں۔ روح انسانی کی محویت اسی طرح کی ہے۔ انسانی وسواس کا حال شہد کی مکھیوں کا سا ہے اور اُن سے بچاؤ ذکر اللہ کے پانی کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ جب انسان روحانی ترقی کرتا ہے تو خود اُس کی طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر لیتی ہے اور طبیعت وسواس کو دور کرنے لگتی ہے اور اُس کو حبسِ دم اور ذکر خفی وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ اب خود سالک کی طبیعت میں وہ خواص پیدا ہو جاتے ہیں جو اذکار میں تھے۔ جس طرح روحِ انسانی بالکل فانی نہیں ہے اسی طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی موت فنا محض نہیں ہے بلکہ اُن کے لئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ صفاتِ باری میں مستغرق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں وہ اِسی طرح معدوم ہیں جس طرح چراغ کی روشنی سورج کی روشنی کے سامنے معدوم ہوتی ہے اور ستارے سورج کی روشنی میں معدوم ہو جاتے ہیں۔

۲۷۔ (صفحہ ۳۵۸، عنوان، حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا کا قصہ کہ زبانی عبادت سے عملی عبادت بہتر ہوتی ہے):

مقامِ مشاہدہ مجاہدے سے حاصل ہوتا ہے یہ پردہ دلائل سے نہیں ہٹتا جو شخص نبوت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصول "الا اللہ" کی کوشش کرے گا اُس کے لئے ہلاکت ہے، کیونکہ عقل کا وہ ہاتھ جو اس پردے کو ہٹانے کی کوشش کرے گا، اللہ تعالیٰ کی تلوار وہ ہاتھ ہی کاٹ دے گی، عقل کے ہاتھ سے یہ پردہ ہٹانے کی کوشش دراصل ممکن ہی نہیں ہے۔ ذکر اور مشاہدہ کے درمیان فاصلے سے سالک کو

گھبرانا نہیں چاہیے۔

۲۸۔ (صفحہ ۳۶۸، عنوان، حضرت ابراہیم ادھم رضی اللہ عنہ کا قصہ اللہ اُن کی روح کو تازہ کرے):

عشق اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو چیزیں محبوب ہوتی ہیں اِس حالت میں مردہ بن جاتی ہیں یعنی جب انسان "لا الٰہ" کا قائل ہو جاتا ہے تو اُس کے لئے غیر اللہ ہیچ ہو جاتا ہے، کلمہ طیبہ کا حقیقی اثر یہی ہے کہ ماسوائے، اللہ، کے نظروں میں سب کچھ بے وقعت ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ (صفحہ ۳۷۵، عنوان، انسان کی دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی حرص کی طلب اور روحانیوں کا نعرہ):

منکر اہلِ ذکر کا مذاق اُڑاتے ہیں، تو بھی اگر چاہے تو مذاق اُڑا لے اور پھر دیکھ انجام کیا ہوتا ہے۔ جو لوگ آیاتِ الٰہیہ کے ذکر سے محبت کرتے ہیں اور اِس در کی نیازمندی اختیار کئے ہوئے ہیں، وہ قابلِ مبارک باد ہیں۔

۳۰۔ (صفحہ ۳۹۳، عنوان، روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصے کا بقیہ):

انسان دل کی صفائی کے ساتھ "اَلْحَمْدُ" پڑھے اور تعریف کرے تو تیزی سے مراتبِ عالی حاصل کرسکتا ہے۔

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

"زبان پر تسبیح اور دل میں گائے یا گدھے کا خیال ہو تو اس طرح کی تسبیح کا کیا اثر ہوگا"۔

حدیث قدسی ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے

تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے"۔

اگر طبیعت میں ایثار کا مادہ ہو اور انسان کا کردار صحیح ہو تو اُس کے سینکڑوں آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ ایثار کا مادہ موجود ہو تو دل میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں انسان ایثار کرے اور نیک نیت ہو تو نتائج اور آثار یقیناً نمایاں ہوں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی زمین میں ایک دانے کے سو نا اُگیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع کس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی سرزمین ہے۔ دنیا کی فانی زمین جب پیداوار دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی زمین کیسے پیداوار نہ دے گی اور نیکی کا بیج بونے سے اس کے ثمرات کیسے نہ ظاہر ہوں گے۔ قرآن مجید میں ہے: کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اُن کی خیرات کی مثال اُس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں اور ہر میں سو دانے ہوں"۔ کوئی عارف باللہ جب اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے تو اُس کے اعضاء اُس کی گواہی دیتے ہیں۔ اُس عارف کو اللہ تعالیٰ کی تعریف اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتی ہے۔ اُس کے اعضاء پر انوار و برکات رونما ہو جاتے ہیں۔ یہ حمد اس عارف کو دنیا سے نجات دلا کر جنتی بنا دیتی ہے۔

انسان کا دل بڑے گھر کے مشابہ ہے۔ دل کے گھر کے چھپے ہوئے پڑوسی ہیں۔ دل کی کھڑکی کے شگاف سے وہ دل کے راز دیکھ لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ "بے شک وہ شیطان اور اُس کی ذریات تم کو دیکھتے رہتے ہیں جدھر سے تم اُنہیں نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطان کو اُن کا یار بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے ہیں"۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اپنے کشف کے ذریعے دل کے احوال معلوم کر لیتے ہیں۔ جب شیاطین دل کی بات جان لیتے ہیں تو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کیوں نہ جان لیں گے۔ اگر انسان خود اُن کمالات سے محروم ہے تو اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو محروم نہ سمجھے جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے ذریعے امراض کو پہچان لیتے ہیں تو روحانی اطباء علامت کے ذریعے روحانی امراض کو کیوں نہ جان سکیں

گے بلکہ اُن کو ظاہری علامات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۳۱۔ (صفحہ ۴۰۱، عنوان۔ ایک معترض کا آنحضور ﷺ پر اُن بذیلی کو لشکر کا سردار بنانے پر اعتراض):

اِس دنیا سے نجات کی کنجی خود انسان کے ہاتھ میں ہے۔ ایسا صرف مجاہدات کر کے ہی ہو سکتا ہے۔ انسان معصیتوں میں آلودہ ہے حالانکہ روحانیت کی نہر اُس کے دامن سے ٹکرا رہی ہے جس سے اُس آلودگی کو دور کیا جا سکتا ہے۔ روحانیت کی آرام گاہ اُس کے پہلو میں ہے۔ اُس کے ہوتے ہوئے بیقراری سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اُس آرام گاہ میں داخل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا نور مخفی ہے اور عابدوں کی جستجو اُس کے وجود کی گواہ ہے۔ دنیا سے دل کی وحشت اور عالم آخرت کی جستجو راہِ نجات کا پتہ دیتی ہے۔

دل گواہ است کہ در پردہ دل آرائے ہست
ہستیِ قطرہ دلیل است کہ دریائے ہست

"دل اِس بات کا گواہ ہے کہ محبوبِ حقیقی پردے میں چھپا ہوا ہے
جیسے پانی کا قطرہ اِس بات کی دلیل ہے کہ دریا ضرور کہیں ہے"۔

دنیا سے وحشتِ انسان کو راہِ ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے۔ تلاش کرو یعنی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرو۔

{وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ؕ}

ترجمہ: وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں بھی ہو۔

(سورۃ الحدید، آیت ۴، پارہ ۲۷)

ارشاد ہے۔ "زمین کی مردنی کے بعد اُس کی تروتازگی اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے"۔ رہائی کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی

نہ ہوتا اور رہائی کی خوشخبری دینے والے کی آمد کی اُمید نہ ہوتی تو رہائی کے لئے دردا زے پر نگاہ کیوں لگی رہتی۔ اِس لئے ہدایت کی توقع اُس کے وجود کی دلیل ہے۔ لاکھوں گناہ گار آبِ رحمت کی جستجو میں ہیں، جو آبِ رحمت کے وجود کی دلیل ہے۔ راحت کی توقع پر بے راحتی میں بے چینی ہوتی ہے۔ اگر توقع نہ ہو تو قرار آجائے۔ روح کی بے چینی آخرت کے آرام کی توقع کی وجہ سے ہے۔ بے قراری جب ہی ہوتی ہے جب کوئی متوقع آرام گاہ ہو، خمار جب ہی ہوتا ہے جب کسی خمار شکن چیز کی توقع ہوتی ہے۔

۳۲۔ (صفحہ ۲۱۲، عنوان، حواس کے مدرکات الگ الگ ہوتے ہیں):

انسان کے ہر فعل کا اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے، اگر انسان اُس مرتبہ سے بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے، انسان اپنے دل کو مصفّٰی کرے تو اُس پر آخرت منکشف ہو جاتی ہے، جس طرح کالا لوہا صیقل کے ذریعے صورتوں کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے، اِس طرح انسان کا دل مجاہدات کے ذریعے غیبی صورتوں کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ لوہے نے صیقل سے حسن اختیار کر لیا، اگر انسان خواہشات کو ترک کر دے تو اُس کے دل کی صیقل ہو جائے۔

۳۳۔ (صفحہ ۲۱۳، ۲۱۴، عنوان، كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ) فرمان ہے:

{كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ}

ترجمہ: "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ پہچان لیا جاؤں"۔

مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت ہوتی ہے۔ مجاہدات کے

ذریعے جسم کو اگر فنا کر دیا جائے تو وہ خزانہ ہاتھ آتا ہے کہ اس ویران شدہ گھر جیسے سینکڑوں
اس کے ذریعے تعمیر کر لئے جائیں گے۔ اس جسم کو آخر کار تو فنا ہونا ہی ہے لیکن مزدوری
محنت سے ملتی ہے۔ اگر اسے فنا کرنے میں تیری محنت شامل نہیں ہے تو غیبی خزانے
تیری مزدوری کے طور پر تجھے نہیں ملیں گے۔ اس لئے کہ انسان کو تو اس کی محنت اور
سعی کا ہی ثمرہ ملتا ہے۔ جب خزانہ نمودار ہوگا اور تیرا نہ ہوگا تو تُو افسوس کرے گا۔ اُس وقت
نصیحت پر عمل نہ کرنے سے تُو افسوس کرے گا۔ جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے یہ تو
کرائے کا اور عارضی گھر ہے۔ یہ کرایہ داری موت کے وقت تک کی ہے اور اسی لئے
ہے کہ اُس میں عمل کرے کھانے پینے کے ذریعے جسم کو درست کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا
ہے کہ اس طرح اس کی شکست و ریخت کی رفوگری کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی
اولاد ہے۔ اس عارضی دکان یعنی جسم کو مجاہدہ سے توڑ ڈال۔ اس میں سے زر و جواہر کی کا
نیں برآمد ہوں گی۔ ایک وقت آئے گا یہ عارضی جسم تجھ سے لے لیا جائے گا اور تو اس میں
مدفون کان سے محروم رہ جائے گا۔ انسان اپنی ذہانت اور عقل مندی کے بھروسے پر علم
نبوت سے محروم رہ جاتا ہے، اُسے افسوس کرنا پڑتا ہے کہ مکان کے نقش و نگار میں
مصروف ہو کر اُس کے خزانے سے محروم ہو گیا۔ وہ کہے گا کہ کاش میں مجاہدے کے
تبر سے اس خزانے کو کھود لیتا۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ:

همه اندر زمن بتو انیست
کہ تو طفلی و خانہ رنگیست

ترجمہ: "جو کچھ بھی ہے اس جہان میں موجود ہے۔ تو خود
بچہ ہے اور اس کی رنگینی کو ملاحظہ نہیں کر سکتا"۔

۳۴۔ (صفحہ ۴۲۴، ۴۲۵، عنوان، بادشاہ کا اپنے مصاحب پر غصہ کرنا اور مجرم کی
بادشاہ سے ایک سفارشی کا سفارش کرنا، بادشاہ کا سفارش کو قبول کر لینا، مصاحب کا سفارشی

سے رنجیدہ ہونا):

(۱) کلمہ طیبہ میں "لَا اِلٰہَ" میں غیر اللہ کی نفی ہے اور "اِلَّا اللّٰہُ" میں ذاتِ باری تعالیٰ کا اثبات ہے۔

(۲) جس کو مشاہدۂ حق حاصل ہے اور وہ ذاتِ حق کا طواف کرتا ہے۔

(۳) جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی مدد کو پسند نہ کیا۔ کیونکہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام خود مشاہدہ میں مستغرق تھے۔ اُن کو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا واسطہ ناگوار گزرا۔ ہر دل میں یہ استطاعت نہیں کہ وہ وحی کو سن سکے، اس لئے کہ وحی کو بذریعہ حروف و آواز سنایا گیا ہے۔ اگر ہر سننے والے میں وحی کو سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حرف و آواز کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کہ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کو فنائیت کا مقام حاصل ہے لیکن میرا معاملہ اس سے بھی نازک ہے اس میں کسی واسطہ کی گنجائش نہیں خواہ وہ فنافی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام کا کام فنائیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ لیکن وہ اِس کام پر مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے حکم پر مدد کے لئے آیا ہوں۔ اِس طرح کی مدد عوام کے لئے عین لُطفِ خداوندی ہے لیکن عاشقانِ خدا کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جو کام نیک لوگوں کے حسنات میں وہ کام بسا اوقات مقربین بارگاہ کے لئے گناہ شمار ہوتے ہیں۔ اِس بات کو سمجھنے کے لئے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے مصائب پر صبر کرنے کے بعد حروف کے ذریعے اِس حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جو شخص مصائب کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت حاصل کرلے گا۔ انجام پر نظر رکھنے والا سمجھتا ہے کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے۔ یہاں جو بوئے گا وہاں کاٹے گا کیونکہ جس کی نظر عمدہ پیداوار پر ہوگی وہ کھیتی میں زیادہ محنت کرے گا۔ جس طرح دنیا خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے اسی طرح کوئی بھی

معاملہ محض معاملے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اُس کا مقصد نفع اور فائدہ اُٹھانا ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اس کے پیشِ نظر بالمقابل کی مغلوبیت اور اپنی فوقیت ہوتی ہے۔ ہر کام کی محض صورت اُس وقت لذت بخش ہوتی ہے جبکہ اُس میں کوئی مقصد مضمر ہو۔ کام کرنے والے سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا ہے۔؟۔ تو اُن کا مقصد اُس کے اصلی مقصود کو دریافت کرنا ہوتا ہے۔ معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال تیل کی سی ہے اور اصل مقصود کی مثال تیل سے پیدا ہونے والی روشنی کی ہے۔ اِسی طرح آسمان اور دنیا کے پیدا کرنے سے اُن کی صورتیں مقصود نہیں ہے بلکہ اُن کی پیدائش میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

۳۵۔ (صفحہ ۴۲۷، عنوان، حیوانی روح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال چھاچھ جیسے اور وحی کی روح جو باقی رہنے والی ہے چھاچھ میں گھی کی طرح ہے):

جس طرح چھاچھ میں سے مسکہ نکالنے کے لئے اُس کا بلونا ضروری ہے۔ اِس طرح روح کے اظہار کے لئے جسم کو مجاہدات کے ذریعہ بلونا ضروری ہے۔ جس چھاچھ میں سے مسکہ نہ نکالا گیا ہو اُس کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ مسکہ نکالا جا سکے۔ اُس کو خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ جسم کو خوب اچھی طرح بلونا چاہیے تاکہ وہ روح کو ظاہر کردے۔ روح کے مخفی ہونے کی وجہ سے اس کو معدوم نہ سمجھ لینا یہ جسمِ فانی اس روحِ باقی کی دلیل ہے۔ روح جب تک جسم میں ہے جسم سے وہ افعال صادر ہوتے ہیں جو روح کے نکلنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ روح کوئی اہم چیز تھی۔ مست ساقی کی خوشامد کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی موجود ہے۔ روح جسم میں چھپی ہوئی ہے تو اُس کو جیسا بنائے گا بن جائے گی۔ ظاہر اور موجود ہمیشہ مخفی چیز کی دلیل بنتا ہے۔

فکر و ارادہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے اُس کو ہوا جیسا سمجھو۔ انسان کے جو خیالات مشرق سے آئیں اُنہیں صباء اور جو مغرب سے آئیں اُنہیں دبور کہنا چاہیے، لیکن

فکر کی ہوا کا مشرق و مغرب یہ مشرق و مغرب نہیں ہے۔ ہوا ایک بے روح چیز ہے۔ اُس کا مشرق بھی بے روح ہے۔ اور روح جس سے فکر پیدا ہوا ہے اُس کا مشرق قلب ہے۔ روح نے قلب کو روشن کیا ہے۔ یہ دن کا خورشید اُس کا چھلکا اور عکس ہے۔ اگر دل کو روشن کرنے والا خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج بے کار ہو جاتا ہے۔ سورج نہ ہو اور روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اُس کا کام منظم ہوتا ہے۔ روح خواب میں بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ نیند موت کی بہن ہے لہٰذا جب نیند کی حالت میں سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے چاند سورج کی روشنی میں دیکھی تھیں لہٰذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے میں چاند سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اُس کی بات نہ ماننا۔ انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔ اگر انسان نے وہ واقعات آنکھ سے دیکھے ہوں جو خواب میں اُس نے دیکھے ہیں تو پھر تعبیر کے لئے دوڑا نہ پھرے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خواب بیداری کی دید کا اثر ہے غلط ہے۔

یہ تو عوام کے خواب کی بات ہے خواص کا خواب تو اُن کو اِس سے بھی زیادہ اسرارِ غیب دکھا دیتا ہے۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے۔ جب دوسرے ملک میں وہ آرام سے سوتا ہے تو خواب میں ہندوستان کے حسین مناظر دیکھتا ہے اور مست ہو جاتا ہے۔

اسرارِ غیبی بھی اُس روح کو خواب میں نظر آئیں گے جس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے۔ جو روح ہاتھی کی طرح ہوگی وہ اپنے اصل وطن عالمِ غیب کو خواب میں دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر روح کو ہاتھی صفت بنا دیتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے۔کہ حضرتِ حق تعالیٰ پاک روح اور نفسِ مطمئنہ کو فرماتے ہیں کہ:

"اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً"

"اپنے رب کی طرف لوٹ جا تو بھی خوش ہے اور اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے خوش ہے"۔

اپنے اندر تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیے۔اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت اختیار کر، تیرے اندر تبدیلی پیدا ہو جائے گی اگر تجھے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم نظر نہیں آتے تو اُن کے آثار دیکھ لے۔اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے تصرفات جاری ہیں۔عالمِ غیب کے مشاہدہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اُٹھتا ہے۔جو عالمِ غیب کا خواب میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے۔آنحضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"دل میں نور پیدا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر اور آخرت کا مشتاق ہو جاتا ہے"۔

۳۶۔ (صفحہ ۲۳۸،ایک قبطی اور ایک سبطی کا قصہ دریائے نیل کے بارے میں):

جس طرح عوام قرآن مجید کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی علیہ السلام کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو مشرق کے سورج سے زیادہ منور ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں۔اِس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کا چاند اُن سے پوشیدہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے۔آپ کی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے اور یہ اِس لئے ہے کہ جب وہ اِس سے فائدہ اُٹھانا نہیں

چاہتے ہیں تو اُن کو دیدار سے محروم کر دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔کہ وہ بظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں، یہی حال منکرین کا ہے۔بت پرست بت کی آنکھ کے سامنے اُس کی تعظیم بجالاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اِس قدر تعظیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا کچھ خیال نہیں کرتا۔یہ دیکھ رہا ہے لیکن مجھے جواب نہیں دیتا،میرے سلام کا جواب نہیں دیتا،میرے سجدوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دے دے۔ویسے اللہ تعالیٰ بھی کسی کے سجدوں کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے لیکن دل میں خاص قسم کی تاثیر پیدا کر دیتا ہے،یہ فرق ہے۔اپنے پوجنے والے کو اللہ تعالیٰ وہ مرتبہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا والے اُس کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں،عبادت گذار کو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کُندن بنا دیتا ہے جس طرح پتھر کو سونا بنا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ماہ نیساں کے اَبر کے ایک قطرے کو موتی بنا دیتا ہے جو سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ (اِسی طرح حضور شمس العارفین حضرت سیدنا مخصوص الرحمن "طٰہٰ میاں" سرکار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذکر پاس انفاس دو ضربی کی مثال ایسے ہے کہ نلکے کے نیچے صراحی رکھ دی جائے اور ٹونٹی سے ایک ایک قطرہ گرا تو وہ سیدھا صراحی میں ہی جائے گا اور ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوگا)۔

۳۷ (صفحہ ۴۳۹،عنوان قبطی کا سبطی سے دعائے خیر اور رہنمائی کی درخواست کرنا):

کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش اور سرکش سمجھتے ہیں لیکن آنحضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو تسبیح پڑھنے والا دیکھتے ہیں۔اُن کی نگاہ میں تمام کائنات عشق الٰہی سے پُر تھی لیکن دوسرے اُسے مردہ سمجھتے تھے۔حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز میں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ جو ڈھیلا ،پتھر حضور سیدنا نبی کریم

ﷺ کے سامنے آتا وہ انہیں سلام کرتا۔ یہ عجیب پردہ ہے، عوام کچھ نہیں دیکھ سکتے اور نہ سن سکتے ہیں اور خواص پتھروں کی تسبیح اور ذکر کو سنتے ہیں۔ ہماری نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں، اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں۔

۳۸۔ (صفحہ ۴۴۲، عنوان: قبطیوں کا معاملہ سخت ہونا اور فرعون کا حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سفارش چاہنا):

نفس کو بھولنے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ انسان سوتے ہی اپنی قیام گاہ کو بھلا دیتا ہے۔ خواب میں دوسرے شہروں کو یاد کرتا ہے اور اپنے کو بھول جاتا ہے۔ اگر روح اپنے اصل کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ کرو۔ اِس دنیا کی زندگی ایک خواب ہے اور خواب اصلی وطن کو بھلا دیتا ہے۔ خواب میں یہ تجربہ بارہا ہوا ہے۔ اِسی دنیا کو قیاس کر لو۔ روح نے بہت سے مدارج اور مراتب طے کئے ہیں۔ چونکہ تم نے اپنے قلب کو مصفّٰی نہیں رکھا اِس لئے یاد نہیں ہیں۔ اگر تم مجاہدات کے ذریعے اِسے مصفّٰی کر لیتے تو وہ روح کے پرانے واقعات تمہیں دکھا دیتا۔ جو دل صاف ہوتا ہے تو پوشیدہ راز کے سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے اور آغاز و انجام کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔

۳۹۔ (صفحہ ۴۶۳، آنحضور ﷺ کا مہمان پر کلمہ شہادت پیش کرنا):

"اپنے پیٹ کو زیادہ کھانے سے خالی رکھ، تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا نور اس میں نظر آئے"۔

فرشتوں کو تسبیح کے ذریعے غذائے نور حاصل ہوتی ہے۔ تو بھی فرشتوں کی طرح تسبیح کو غذا بنا لے تا کہ نجات حاصل کر لے۔ یہ نورانی خوان دنیا میں موجود ہے لیکن وہ کمینوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے۔

۴۰۔ (صفحہ ۴۶۶، ۴۶۷، عنوان: اللہ تعالیٰ کی مہر اور قہر کو سب جانتے ہیں اور سب قہر سے گریز کرتے ہیں اور اس کی مہر سے وابستہ ہیں):

ایک درویش نے دوسرے سے پوچھا کہ تو نے حضرت حق کو کیسا پایا؟۔ جواب میں وہ بولا: ذاتِ حق کی چگونگی ناقابل بیان ہے لیکن سمجھانے کے لئے کچھ بتاتا ہوں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لئے یہ تدبیر فرمائی ہے کہ انسان اگر دنیا میں نفسانی فوائد میں لگے گا جو بظاہر حوضِ کوثر کی طرح حسین ہیں تو باطن وہ آگ کو حاصل کر رہا ہے اور عبادت کی مشقتوں میں لگے گا جو بظاہر آگ ہیں تو آخرت میں حوضِ کوثر حاصل کرے گا۔ اِس پوشیدہ راز کی طرف کم لوگوں کی توجہ ہے۔ وہ سربلند ہے جو اِس زندگی میں کچھ مشقت اُٹھاتا ہے۔

(یعنی جو بندہ ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے اور یہ صرف ذکر اللہ پاس انفاس خفی سے ممکن ہے)۔

۴۱۔ (صفحہ ۴۶۸، عنوان، ایک بدو کا قصہ جس کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور اُس کے پاس روٹیوں سے بھرا ہوا تھیلا تھا):

مجاہدات کی آگ بھڑکا تب دنیا سے نجات ملے گی۔ جب انسان اپنی تدبیر کو اللہ تعالیٰ کی تدبیر میں فنا کر دیتا ہے تو عجب راہیں کھل جاتی ہیں۔ اُن راہوں کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کو ابدی عروج اور بقاء حاصل ہو جاتا ہے اور اُسے علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔

(یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوتا ہے، معرفت قرب سے حاصل ہوتی ہے، قرب محبت کے ساتھ ہمہ وقت مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے، یعنی ہتھ کار ول ۔۔ دل یار ول)۔

۴۲۔ (صفحہ ۴۸۱، عنوان، وہ سات دبلی گائیں جو موٹی گائیوں کو کھا گئیں اُن کو شیر ہی سمجھ، سورۃ یوسف میں حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بتائی، اِس کا بیان):

عزیزِ مصر نے خواب میں دیکھا: کہ سات لاغر گائیں سات موٹی تازی گائیوں کو

کھا گئیں۔ وہ سات دبلی گائیں دراصل سات شیر تھے۔ اولیاء کرام ایسے ہی دبلے نظر آتے ہیں لیکن وہ مرید کی حیوانی صفات کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ وہ حیوانی صفات اُس سے دور ہو جاتی ہیں خواہ اُن کے ازالے سے اُس کو تکلیف پہنچے۔ وہ ایک درد ہوتا ہے لیکن بہت سے دردوں سے نجات دلا دیتا ہے اور سفلی انسان کو علوی بنا دیتا ہے۔ اب یہ معمولی انسان اُس شیخ کے تصرف سے شاہ بن جاتا ہے اور بدن کی مردگی سے دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ اگر تجھے شیخ سے عقیدت ہے تو مجاہدے کر کے جسم کی قربانی اُس کی خدمت میں پیش کر دے۔ اگر تو جسم کی قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو گویا تو شیخ کی مہمانی ادا نہیں کر رہا۔ آخر کار تیرا جسم فنا ہو گا تو پھر تُو شرمندہ ہو گا۔

(یعنی شیخ کی تعلیمات کو من وعن محبت کے ساتھ نا صرف ماننا بلکہ اُس پر یکسوئی سے عمل کرنے سے یہ مقام حاصل ہوتا ہے جس میں سب سے پہلے ذکر الٰہی تصور شیخ کے ساتھ ہمہ وقت کرنا شامل ہے۔)

☆۔ قطبِ عالم فخر العارفین حضرت سیدنا شاہ محمد عبد الحی رضی اللہ عنہ:۔

(منقول کتاب سیرت فخر العارفین حصہ اول، صفحہ ۸۱)

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے۔ لغت میں اِس کے معنی ہیں "یاد کرنا" اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اِس کے معنی ہیں۔ "تمام عالم سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور ایک دھیان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا"۔

بمصداق آیت کریمہ کہ:۔

ترجمہ: اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اُسی کے ہو رہو۔ (سورۃ المزمل، آیت ۸، پارہ ۲۹)

☆۔طالب کے لئے ہدایت ضروری (صفحہ ۸۳):۔

طالب کو چاہیے کہ اپنے ہر سانس پر بیدار اور ہوشیار رہے۔جب تک پاس انفاس کی تائید نہ ہوگی۔

کدورتوں سے دل کا صاف ہونا دشوار ہے۔سوتے وقت بھی ذکر پاس انفاس کرتا رہے۔تاکہ سوجانے پر بھی ذکر جاری رہے۔مبتدی آخر شب میں روزانہ گھنٹہ دو گھنٹہ یا اِس سے کم (مطلب یہ کہ) جس قدر بھی توفیق ہو ذکر کرتا رہے تاکہ قلب میں ۲۴ گھنٹے ذکر جاری اور اِس کا اثر قائم رہے، دن رات میں ۲۴ گھنٹے ہوتے ہیں۔اور ہر گھنٹہ میں تخمیناً ایک ہزار سانس ہیں۔پس اِس حساب ایک دن رات میں چوبیس (۲۴) ہزار مرتبہ ذکر "اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی" ہوجائے گا۔اور پھر کوئی بھی سانس ذکر سے خالی نہ رہے گی اور رات، دن، سوتے، جاگتے،قلب میں ذکر جاری ہو جائے گا،تو اُس قلب کو قلبِ ذاکر،قلب زِندہ،قلب بِیدار کہیں گے۔طرقِ مذکورہ سے ذکر کے وقت کبھی بے خودی اور کبھی جذبہ طاری ہوگا۔پس جب تک کہ بے خودی یا جذبہ غالب رہے۔ذاکر کو ذکر میں کوشش کرنے کی حاجت نہیں۔لیکن جب بے خودی نہ رہے۔تو ذکر میں پھر مشغول ہونا چاہیے۔آخر میں وہ کیفیت سالک کی ملک اور حال ہوجائے گی۔

اِس سلسلہ عالیہ کی تعلیم مختصر ہے (صفحہ ۸۴):

اِس سلسلہ عالیہ میں عموماً اِسی طور سے ذکر کی تعلیم کی جاتی ہے اور اسی پر ختم۔ اس لئے کہ کثرت ریاضت اور رحمت مولیٰ سے جب مرید سلوک میں ترقی کرے گا تو خود ہی اُس کے مراتب طے ہوتے رہیں گے اور ذکر مقام قلب سے مقام روح میں سرایت کرکے یعنی ملکوت سے ذکر ترقی کرکے جبروت میں اثر کرے گا اور خود بخود ذاکر

کے قلب میں "اللہُ" ذکر اسم ذات جاری ہوگا۔ اگر اس پر مرید نے ترقی کی تو قلب مدوّر یعنی "اُمُّ الدّماغ" میں جس کو مقام لاہوت کہتے ہیں ذکر "ھُوْ" آپ سے آپ جاری ہوگا۔

نسبت (صفحہ ۸۴):

ضرب سے صفائی قلب، پاس انفاس سے اجرائے قلب، اور حبس دم سے دفع خطرات، یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اور اِن اذکار کی کثرت سے قلب میں ایک شعاعِ نوری "اِنْ شَآءَ اللہُ" پیدا ہوگی جس طرح چھت کے سوراخ یا روزنِ دیوار سے روشنی آفتاب اندر داخل ہوتی ہے اور روشنی کا ایک تار نظر آتا ہے۔ اسی طرح قلب کے اندر سے بھی نور کا ایک تار اوپر کی طرف نمودار ہوگا۔ اس کیفیت کو نسبت کہتے ہیں۔ سالک جب اس مقام پر فائز ہوگا تو خود اپنے قلب میں شعاعِ نوری کا مشاہدہ کرے گا۔ اور ایک لذتِ خاص اُسے محسوس ہوگی۔

حضرت سیدنا مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام کی طرف "مثنوی شریف" میں یوں ارشاد فرمایا:۔

دوزخ است آن خانہ کان بے روزن است
اصل دین اے بندے روزن کردن است

علاج:

(منقول کتاب سیرت راہنمائے اولیاء، کلام عرفان، صفحہ ۲۷۶ و کتاب سیرت فخر العارفین حصہ اول، صفحہ ۸۴)

کثرتِ ذکر کی وجہ سے اگر ذاکر کے دماغ میں بے انتہاء گرمی محسوس ہو یا مرضِ پیچش کی علامت نمودار ہو تو چند روز ذکر کو ترک کر کے فقط درود شریف پڑھا

کرے۔جب طبیعت میں اعتدال پیدا ہو جائے تو اپنی عادت کے موافق پھر ذکر شروع کردے اگر کثرت ذکر سے ذاکر کا بدن گھلنے لگے تو غذا سے پہلے دو چار لقمے کچے گھی کے ساتھ کھالیا کرے جس کی تعداد ایک چھٹانک ہو۔

☆ اسدِ جہانگیری سراج السالکین سلطان العاشقین حضرت سیدنا محمد نبی رضا شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز:

(منقول کتاب اعجاز جہانگیری، حصہ سوئم صفحہ ۳۷)

طالب کو لازم ہے کہ بہ قلبِ سلیم بلا لحاظِ کمالِ نفسانی و مراتبِ باطنی ایک دھیان سے ذکر میں مشغول اور محو و مستغرق ہو جاوے۔ اپنے کو فراموش کرے اور خود ذکر بن جائے، ذاکر کو جب تک فنا حاصل نہ ہوگی اُس وقت تک ذکر کا مطلب بھی حاصل نہ ہوگا۔ ذکر کی کثرت و مداومت اور رحمتِ مولا سے جب ذاکر مقام فنا میں پہنچے گا تب زہد وتقویٰ، توکل، قناعت، صبر، شکر، رضا، تسلیم بلا قصد حاصل ہو جائیں گے اور قلب کے اندر انوار و تجلیات کا ظہور ہوگا۔ اِس مقام میں ذاکر کے حواس خمسہ ظاہری بالکل ساقط ہو جائیں گے، نہ ذاکر رہے، نہ ذکر و مذکور، ایک ہو جائیں گے بندہ کا ذکر وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو جائے گا۔

کلمہ شہادت میں ارشادِ ربانی ہے:۔

{شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ}

یعنی گواہی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہیں کوئی موجود مگر وہی اللہ صادق آئے گا۔

☆ تاج الاولیاء حضرت سیدنا محمد عبد الشکور قدس اللہ سرہٗ العزیز:

(منقول مکتوب ذکر تاج الاولیاء ملفوظات حضرت سیدنا محمد عبد الشکور رضی اللہ عنہ)

ذکر ذریعہ محویت ہے (صفحہ ۱۷۹):

یکم مئی ۱۹۵۰ء کو بمقام بستی جیون بانہ کوٹھی نمبر ۶ گارڈن ٹاؤن لاہور فرمایا: ذکر اچھی طرح کرنے سے قلب بیدار ہو جاتا ہے بلکہ بیداری نہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ ذاکر سراپا محویت اختیار کر لیتا ہے اور حقیقی مقصد سے مشرف ہو جاتا ہے۔ ذکر و شکر اپنی حقیقت ظاہر کرتے رہتے ہیں، صبر و شکر سے رہنا چاہیے۔ ہمہ وقت تصور شیخ میں رہنا چاہیے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خیالِ مبارک میں کھو جانے کا نام تصور ہے۔ جس قدر محویت ہوتی چلی جائے گی، قربِ حق نصیب ہوتا جائے گا۔

تو مباش اصلاً کمال این ست وبس
تو درو گم شو وصال این ست وبس

فوائد ذکر و مراقبہ (صفحہ ۱۸۳):

ذکر کلمہ شریف چند منٹ صبح اور چند منٹ شام توجہ سے کریں تو صبح و شام تاثر قائم رہے گا اور ترقی ہوتی رہے گی۔ کلمہ شریف ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ یہی توحید خاص ہے اور ابتداو انتہا بھی یہی ہے۔ جمیع حضرات انبیاء عظام علیہم السلام اور حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ کی یہی تعلیم رہی ہے اور ہماری بھی یہی تعلیم ہے۔ مراقبہ میں زیادہ دیر بیٹھنا چاہیے تاکہ محویت پیدا ہو۔ پیر کی نسبت (رابطہ روحانی) دل میں قائم کرنی چاہیے۔ منزلِ مقصود ہوتی چلی جائے گی۔ ہمیشہ پیر و مرشد کے قرب کی سعی میں رہنا چاہیے۔ جو لوگ پیر کامل کی ظاہر و باطن اتباع میں کامل ہو جاتے ہیں۔ تو وہ وہی ہو جاتے ہیں کہ جس کے ہونے کو زندگی کہا جاتا ہے۔

"ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔"

شغل نفی اثبات (صفحہ ۲۲۳):

بمقام گارڈن ٹاؤن لاہور ارشاد ہوا: "ایک مولوی صاحب مرید ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد آئے تو کہنے لگے۔ حضرت جب میں حاضر ہوا تھا تو آپؒ نے میری نفی تو کر دی تھی۔ مگر اثبات باقی ہے۔ میں نے کہا: "مولوی صاحب اثبات باقی ہے اور باقی رہے گا۔ کسی فکر کی ضرورت نہیں "لَآ اِلٰہ" سے نفی غیر اللہ ہے۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نفی میں خود کو بھی خصوصیت سے شامل کرتے ہیں۔ جو وجود کی صورت کی نفی ہو جائے تو باقی کیا رہ جائے گا۔ طالب حق کو چاہیے کہ کلمہ نفی و اثبات میں بدرجہ کمال مشغولیت و محویت رکھے۔

چیست توحید خدا آموختن
خویشتن را پیش واحد سوختن
فقر چیست کارِ خویش را سنجیدن است
بر دو حرف "لَآ اِلٰہ" پیچیدن است
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضا است
ما امینیم ایں متاعِ مصطفیٰ است

☆ قطب عالم، راہنمائے اولیاء، خواجہ خواجگان حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز:

(منقول: کتاب سیرت راہنمائے اولیاء، کلام عرفان، صفحہ ۲۷۶)

حضرت سیدنا قبلہ راہنمائے اولیاء پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے مریدوں کو درود شریف اور ذکر نفی اثبات دوضربی اور تصور شیخ کی تعلیم فرماتے تھے، زیادہ ورد و وظائف کرنے سے دماغ گرم ہو جاتا ہے اکثر لوگ پاگل ہو جاتے ہیں نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے، زبانی ذکر کرنے سے نیکیاں تو ملتی

ہیں لیکن قلب زندہ نہیں ہوتا سوائے دوضربی ذکر کے۔ بغیر نسبت کے ذکر بھی بے فائدہ ہے۔

☆ قطبِ عالم، راہنمائے اولیاء، خواجہ خواجگان حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز:

(منقول: کتاب سیرت راہنمائے اولیاء، کلامِ عرفان، صفحہ ۵۶)

حضور سیدنا قبلہ عالم راہنمائے اولیاء، پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا: ۔حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل عالم اسلام میں برائی پھیلی ہوئی تھی لوگوں کے دل مردہ ہو چکے تھے اور اسلام سے لوگوں کے دل دور ہو رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو منصب غوثیت عطا فرمایا آپ رضی اللہ عنہ سے اسلام کو نئی زندگی ملی حضرت سیدنا قبلہ راہنمائے اولیاء پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے اثناء راہ میں آپ رضی اللہ عنہ کو ایک ضعیف اور لاغر آدمی ملا جس میں نقاہت کی وجہ سے اُٹھنے کی طاقت نہ رہ گئی تھی اس نے نہایت منت سے آپ کو اپنے پاس بلایا اور نہایت عاجزی کے ساتھ استدعا کی کہ میں کمزور اور ضعیف ہوں میری قوت جواب دے چکی ہے خدارا آپ اِس بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں میری مدد فرمائیں مجھے اپنے مسیحا نفسی سے اِس قابل بنائیں کہ میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکوں آپ کو اس کی بے بسی پر بہت رحم آیا اُسے کریمانہ نظر سے دیکھا کچھ پڑھ کر پھونکا جس سے یکا یک اس کی حالت میں ایک انقلابِ عظیم رونما ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس میں محیر العقول طاقت و توانائی پیدا ہو گئی وہ اُٹھ کر کھڑا ہوا اور عرض کی سنئے۔ میں کوئی انسان نہیں ہوں بلکہ وہ دین ہوں جس کو آپ کے حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ جسے اُنہوں نے اور اُن کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تمکین وقت عطا فرما کر اقصائے عالم میں پھیلایا

لیکن اُمت نے مجھے بھلا دیا جس کی وجہ سے میں کمزور ہو گیا لیکن آپ رضی اللہ عنہ کی مسیحا نفسی نے مجھ میں از سرِ نو جان ڈال دی ہے۔ اِس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب "محی الدین" ہے "محی الدین" کا مطلب دین کو زندہ کرنے والا۔ حضرت سیدنا قبلہ راہنمائے اولیاء پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے ارشاد فرمایا: کہ معجزات کی طرح کرامات صادر ہوئیں ہمارا شجرہ طریقت بھی آپ رضی اللہ عنہ سے ہے ہمارے سلسلہ عالیہ کا ذکر نفی اثبات حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا: کہ لوگ نبوت کے زمانے سے دور ہو چکے ہیں اب لوگوں کے دل سخت ہو گئے ہیں اِن کو ذکر نفی اثبات کی تعلیم دیں اِس سے دل نرم ہو جائیں گے تب میرے راستے میں کامیاب ہوں گے آپ قبلہ روح فدا نے فرمایا گیارہویں شریف بھی حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے منسوب ہے، کیونکہ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ گیارہویں شریف کو حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ دلواتے تھے۔

☆ قطبِ عالم، راہنمائے اولیاء، خواجہ خواجگان حضرت سیدنا پیر احمد شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز:

(منقول: مکتوب بقائے حیات ارشاداتِ عالیہ، صفحہ ۳۱۲، باعنوان، ذکر اللہ کا فلسفہ)

انسان کے جسم میں دو سلسلے ہر وقت جاری رہتے ہیں۔

۱۔ ایک ظاہری خارجی سانس اور تنفس کا سلسلہ ہے جو ہر دم میں جاری ہے۔

۲۔ دوم باطنی داخلی خیالات کا سلسلہ ہے۔

یہ سلسلہ بھی کسی وقت انسان سے منقطع نہیں ہوتا اور یہ ہر دو سانس اور خیالات کے سلسلے میں ہر وقت انسان کے جسم اور جان کے ساتھ لاحق اور وابستہ ہیں اور اُن کا ہر دو کا آپس میں بھی ایک مخفی اور پوشیدہ تعلق ہے، خیالات کا سانس میں بڑا دخل ہے بلکہ سانس اور تنفس خیالات کا روزن اور دروازہ ہے، اِس لئے بزرگانِ دین رحمہم اللہ اور سلف

الصالحین رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر کے لئے پاس انفاس (ہر سانس کے ساتھ ذکر اللہ کا جاری ہونا) ذکرِ جہر اور حبسِ دم کے طریقے رائج کیے ہیں۔ اس کی فلاسفی اور حکمت ہی ہے کہ، دل کی ایک مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بات سوچتا یا معنوی طور پر بولتا یا دوسرے لفظوں میں کسی نہ کسی چیز کا ذکر کرتا ہے۔ یہ ذکرِ صفت اُس کی پیدائش اور فطرت میں اِس واسطے دائمی طور پر موجود اور جاری ہے کہ انسان کی پیدائش اور فطرت کی بنیاد ہی اِس معدن اذکار یعنی اسم "اللہ" ذاتِ پروردگار سے پڑی ہے اور انسان کا ہر وقت کوئی نہ کوئی بات سوچتے رہنا یا کسی نہ کسی چیز کا ذکر کرتے رہنا، اِس بات کی دلیل ہے کہ انسان کی باطنی حقیقت، اصلی فطرت اور حقیقی جبلت و سرشت ہی ذکر اسم اللہ ذات سے پڑی ہے جو کہ تمام اذکار کا اصل معدن ہے اور تمام اشیاء کے نام بمع اُن کے اذکار کے اسم "اللہ" ذات کے فروعات اور ظلال ہیں اور اسم "اللہ" سب اشیائے کائنات کی اصل ہے۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ:۔

☆ {وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ط}

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور ہم نے مسخر کیا تمہارے واسطے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کے نام سے۔ (سورۃ الجاثیہ، آیت ۱۳، پارہ ۲۵)

اِس آیت کی تفسیر کی بابت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

{فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَائِهٖ تَعَالٰى وَاِسْمِهٖ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ اِسْمِهٖ}

ترجمہ: ہر چیز کے اندر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، اور ہر چیز کے اسم کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اسم ذات سے ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ روح جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے وجود میں داخل ہوئی اور اُس نے مقام دماغ التجوان الابیض میں قرار پکڑا تو اُس نے کہا: "یا اللہ: جب نور نیر اسم اللہ ذات سے دماغ آدم روشن اور منور ہوا اور اُس نے آفتاب عالم تاب کی طرف دیکھا تو چھینک آئی تب اُس نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور قرآن مجید کے اس ارشاد سے ثابت ہے کہ:

☆۔{نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ}

ترجمہ: روح (حضرت سیدنا آدم علیہ السلام) کے وجود میں ہوا کے ساتھ پھونک دی گئی تھی۔(سورۃ الحجر، آیت ۲۹، پارہ ۱۵)

اِن تمام باتوں سے روح کا ذکر اسم اللہ ذات اور نیز ذکر کا تمام اشیائے کائنات یعنی خیالات، سانس اور تنفس کے ساتھ گہرا تعلق اور محکم رابطہ ورشتہ ثابت ہوتا ہے، بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں۔ اسی تعلق کے انضباط اور استحکام کے لئے ذکر اللہ کے ساتھ پاس انفاس اور حبس دم کے طریقے رائج کیے گئے ہیں۔ سو انسانی روح کی بنیاد اور سرشت اسم اللہ اور توحید سے پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب کی اصل ہے، اور باقی تمام اشیاء کائنات اِسی کو فروعات اور ظلال ہیں۔

جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے یعنی ذکر اسم اللہ کرتا ہے، تو گویا وہ اپنی اصلی صفت اور ازلی فطرت پر ہوتا ہے، اور اپنی اصل کی طرف متوجہ اور راجع ہوتا ہے، لیکن جب وہ غیر اللہ کو یاد کرتا ہے، تو یہ ذکر چونکہ عارضی ہوتا ہے۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ کے ماسوا جملہ اشیائے کائنات کا ذکر اور اُن کے خیالات

انسانی قلب اور دل کی اصلی صفت کے مخالف اور اُلٹ ہوتے ہیں اور دل کی اصلی صفت اور جبلت کو بگاڑ دیتے ہیں اور اسم اللہ ذات کی روشنی اور چمک کے لئے غیر ماسویٰ کا ذکر بادل اور ابر کی طرح حجاب بن جاتا ہے۔ نفس یہی (حیوانی) اپنی مادی عنصری اشیائے خورد نوش اور دیگر مادی لوازمات، ضروریاتِ زندگی کی طلب میں رہ کر ہر وقت اُن مادی اور غیر ماسویٰ اللہ تعالیٰ اشیاء کو یاد کرتا ہے، اور حواسِ خمسہ کے ذریعے اپنی ضروریات کی تمام اشیاء کی یاد اور اِس قسم کی نفسانی خواہشات اور دنیوی خطرات کو دل تک پہنچاتا رہتا ہے۔ سو اِن غیر اشیاء کے ذکر اور خیالات کی دل کی اصلی صفت اور حقیقی فطرتی حیات ذکر اسم اللہ ذات کے ساتھ اندر ہی اندر مڈ بھیڑ ہو جاتی ہے تو نفس کی مادی خواہشات دل کی حقیقی فطرتی صفت ذکر اللہ کو آلودہ اور مکدر کر دیتی ہیں اور دل میں اسم اللہ کا اثر نہیں ہونے دیتیں۔ سو طریقہ حبس دم اور پاس انفاس کی فلاسفی یہی ہے کہ ذاکر اور سالک کے دل کے دروازے یعنی سانس اور تنفس پر پاسبان اور چوکیدار بیٹھ جائے، اور اُس کے اندر کسی غیر ماسویٰ اللہ تعالیٰ، نامحرم یعنی غیر خیالات کو اندر گذرنے نہ دے، اور صرف گھر کے اصلی مالک اللہ تعالیٰ اور اُس کے ذکر کی گذرگاہ بنائے رکھے۔

ذکر اسم اللہ اور ماسویٰ اللہ کی سائنسی انداز میں وضاحت:

ذکر اسم اللہ ذات ماسویٰ اللہ کے خیالات کی مثال دل کے لئے اِس طرح ہے کہ جیسے شہر کے اندر کوئی حوض یا تالاب ہے جس کے اندر میٹھا اور پاک پانی خود بخود زمین میں سے پھوٹ کر نکلتا ہے مگر اِس میں بیرونی راستوں سے شہر کی غلیظ اور گندی نالیوں کا پانی بہہ کر آپڑتا ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ بیرونی، گندے، مردار پانی کے آپڑنے سے اُس تالاب یا حوض کا اپنا اصلی میٹھا پانی پلید، مکدر، غلیظ، مردار اور

بدبودار ہو جائے گا، اگر ان غلیظ اور گندی نالیوں کا مردار پانی کچھ عرصہ کے لئے اسی تالاب میں پڑے رہنے دیا جائے اور اسے بند نہ کیا جائے، تو ضرور اُس کی غلیظ تلچھٹ اور مٹی تالاب کی تہہ میں جم کر اس کے اصلی پھوٹنے والے چشموں اور راستوں کو بند اور مسدود کر دے گی اور بجائے پاک میٹھے تالاب کے وہ حوض ایک گندہ اور مردار چھپڑ بن جائے گا۔ اس کے پینے والے بیمار اور ہلاک ہو جائیں گے۔

انسانی دل کی بعینہٖ یہی مثال ہے:

اسم اللہ اور ذکر اللہ کا نور دل کے اندر سے اصلی پھوٹنے والے پاک میٹھے آبِ حیات کی طرح ہے اور غیر ماسویٰ کی یاد اور نفسانی خیالاتِ ظلمت اور تاریکی کا سیاہ مادہ ہے جو حواسِ خمسہ کی نالیوں سے دل کے پاک چشمہ آبِ حیات میں گندے اور مردار پانی کی طرح آپڑتا ہے اور دل کے آبِ حیات ذکر اللہ کو گندہ، مکدر اور بعدہٗ بالکل بند اور مسدود کر دیتا ہے، سو پاس انفاس اور حبس دم کے ذریعے دل کے روزن اور منفذ کو اِن کے ماسویٰ خیالات کی گندی نالیوں سے جب محفوظ رکھا جائے اور اِسے اپنی صفت اور جبلت ذکر اللہ پر چھوڑ دیا جائے تو ضرور ایسے دل میں نورِ ذکر اللہ کے باطنی اور غیبی چشمے پھوٹ پڑتے ہیں اور ایسے ذاکر پر اسرارِ حق کھل جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا ذریعہ ہے:

ذکر میں اصل معاملہ دل کا ہے۔ ظاہری صورت اور خالی زبانی ذکر کا کچھ اعتبار نہیں۔ بہت سے لوگ ساری رات ذکر کرتے ہیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے اور بعض ایسے عارف کامل ذاکر ہیں جو مطلق زبان نہیں ہلاتے لیکن اُن کا لطیفۂ قلب ذکر اللہ سے گویا ہوتا ہے۔ محبانِ حق اور عارفانِ الٰہی کا ہر ایک سانس گو محبت او شوقِ الٰہی سے بھرپور ایک باطنی اور روحانی پروانہ ہوتا ہے جو تار برقی

اور لاسلکی رو کی طرح اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں جا پہنچتا ہے اور ذاکر کی طرف سے اپنے شوق اور محبت کا عرض حال گزارتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب وصال اور مشاہدے کے انوار لے کر آتا ہے اِس طرح ذاکر مذکور، عبد، معبود، اور محب اور محبوب کے درمیان بالکل اِس طرح تعلق قائم ہو جاتا ہے، کہ ایک یاد کرتا ہے جس کو یاد کیا جائے وہ بھی یاد کرنے والے کو یاد کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

اور یہ یاد کی کیفیت تار برقی رو کی طرح ہے اور جتنی شدت سے یاد ہوگی اُتنی ہی زیادہ باہم محبت بڑھے گی۔

اِرشادِ ربانی ہے:

ترجمہ: اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ (سورۃ المائدہ، آیت ۵۴، پارہ ۶)

اِس باہم شدتِ محبت کی لاسلکی رو جاری رہتی ہے اِس لئے انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اِس طرح کرے کہ زبان کے ساتھ دل کو ہی نہیں بلکہ سارا جسم "اللہ اللہ" کرنے لگے۔ عبادت، طاعت اور ذکر و فکر میں حضوری دل کو ضروری اور لازم جانے۔ اپنے سانس اور دم پر نگاہ رکھے کہ کوئی دم اور سانس ذکر اللہ کے بغیر نہ نکلے کیونکہ جو سانس اللہ تعالیٰ کے خیال اور تصور سے نکلتا ہے وہ ایک گوہرِ بے بہا بن کر ذاکر کے لئے خزانہ آخرت میں جمع ہوتا ہے۔ ذکرِ قلبی اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ قائم رکھنے کا ذریعہ بھی ہے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بھی۔

ذاتِ خداوندی کو پہچاننے اور پانے کے لئے ذکر اللہ ضروری ہے:

جب کسی شخص کا دوست یا آشنا طویل عرصہ کے لئے جدا ہو جاتا ہے تو اُس کے دل و دماغ سے اُس کی یاد کافور ہو جاتی ہے اگر مدت کے بعد وہ دوست آملے تب بھی اُس کو پہچان نہیں سکتا۔ ہاں البتہ آپس میں گفت و شنید، ذکر اذکار اور پتہ و نشان بتانے سے پہچان تازہ اور معرفت واضح ہو جاتی ہے یا وہ دوست سے جدا ہونے کی صورت میں اگر خط و کتابت اور نامہ و پیام جاری رکھے تب بھی اُس دوست و آشنا سے جان پہچان قائم رہتی ہے اور وہ اُسے فراموش نہیں ہوتا۔ یہی حال اِس ازلی بچھڑی ہوئی انسانی روح کا ہے جو بہت قرب و حضور سے نکل کر دور دراز بیابانوں میں اپنی حقیقی محبوب سے دور جا پڑی ہے۔ اب اِس جدائی کے عرصہ میں اگر انسان اپنے محبوب و مطلوب کے ساتھ قرآن مجید کے اِرشاد کے مطابق یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کو یاد کریں گے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:۔

ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۲، پارہ ۲)

کے مطابق ذکر کی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھے تو اپنے محبوبِ حقیقی کو نہیں بھولے گا کیونکہ محبوب ازلی بھی جواباً اور ایجاباً بتقاضائے محبت یاد فرمائیں گے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنا راستہ دکھائیں گے۔ (سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹، پارہ ۲۱)

اپنی طرف بلانے اور اپنے ساتھ ملانے کا اہتمام اور انتظام فرمائے گا اور اسم اللہ تعالیٰ ذات کے برق براق پر سوار کر کے اپنے محبوب اور مشتاق کو اپنی پاک نوری

بارگاہ میں شرفِ باز یابی بخشے گا۔ قرآن مجید میں دو جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ:

☆۔ {وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ}

ترجمہ: اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں۔

(سورۃ ابراہیم، آیت ۲۰، پارہ ۱۳)، (سورۃ فاطر، آیت ۱۷، پارہ ۲۲)

اس مادی دنیا میں کچھ عرصہ جدا شدہ دوست کی پہچان اور شناخت ملنے اور آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کے بعد بھی بغیر ذکر اذکار اور گفتگو کے مشکل ہو جاتی ہے تو بھلا ازل کے جدا شدہ مطلوب و مقصود اور مدت جدید کے مفقود و معبود کی شناخت اور معرفت بغیر ذکر اذکار کیوں مشکل اور دشوار نہ ہو گی۔

سو معلوم ہو گیا کہ آنکھیں بھی ذکر کی محتاج ہیں اور دید کو قوت شنید سے ہے، عیاں کو طاقت بیان سے ہے اور ہوش کو راستہ گوش سے ہے، یہاں ذکر کی اہمیت عیاں ہو جاتی ہے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ترجمہ: عشق صرف دیدار سے ہی نہیں پیدا ہوتا اکثر اوقات
یہ دولت گفتگو سے بھی پیدا ہوتی ہے۔

لہٰذا انسان کو اس دنیا میں اس ازلی یاد کو تازہ کرنے کے لئے اور وعدہ بلیٰ کو ایفا کرنے اور اپنے محبوبِ حقیقی کی معرفت اور شناخت کے لئے ذکر کی اشد ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی شان:

نفس، زبان، دل، روح، جسم سب مخلوق ہیں اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے بس غیر مخلوق کو مخلوق سے یاد کرنا چاہیے۔ اسم اور مسمّٰی میں یہ فرق ہے کہ اسم صاحبِ ذکر ہے

اور مسمّٰی صاحب، استغراق صاحب۔ اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحبِ مسمّٰی مقام غیر مخلوق میں۔ پس صاحبِ مسمّٰی پر ذکر حرام ہوتا ہے اور اُس کا ظاہر و باطن حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے۔

ہر کہ روز ازل مست الست
چشم نقاش جہاں یکتا پیوست

ترجمہ: روزِ ازل سے وہی شخص مست ِالست ہوتا ہے جس کی نگاہ نقاش جہاں پر پوری پڑگئی ہے۔

جس طرح نقش و تصویر کو دیکھنے والا نقاش اور مصور سے غافل نہیں ہوگا اسی طرح طالب صادق برزخ اسم اللہ میں مسمّٰی سے غافل نہیں رہتا ہے اور ہر دم اس کی فکر میں رہتا ہے۔

☆۔ (تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ)

ترجمہ: ایک ساعت اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

اِس پر عمل کرتا ہے اور یہ تفکر برزخ اسم اللہ فنافی اللہ میں ذاتِ الٰہی پر منتہی ہوتا ہے۔ جب عارف باللہ واصل الی اللہ کے دل پر برزخ اسم اللہ کا تصور جم جائے اور اسم اللہ میں محو ہو جائے تو معلوم ہوا کہ جسم اسم میں غائب ہوا اور اسم ظاہر ہوا اور اُسے حالتِ ظاہری و باطنی اسم اللہ کے مشاہدے سے معلوم ہوتی ہے اور اسم اللہ کی سوزش سے وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور ذاکر اُسے اچھا نہیں معلوم ہوتا اور جدھر نظر ڈالتا ہے اسم اللہ اُسے مدِ نظر رہتا ہے اور اسم اللہ کے سوا اُسے کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی ہے اگرچہ بظاہر ماسوائے دیکھ رہا ہے اور اب ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے اور ایک دم خدا تعالیٰ کا نام لینا اور اُس کی یاد میں رہنا ہزار سال کے ثواب سے افضل ہے کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت کرنا عبادتِ ظاہری ہے جس کی قضا بھی ممکن ہے اور:

☆ (اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَاتٌ وَكُلُّ نَفْسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللهِ فَهُوَ مَيِّتٌ)

ترجمہ: انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں جو سانس بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نکلے مردہ ہے۔

ذکر کے فوائد:

۱۔ چہرے اور دل کو روشن کرتا ہے۔ چہرے پر نورانیت نمایاں ہوتی ہے۔

۲۔ ذکر روح کی غذا ہے جیسے کہ خوراک بدن کی۔

۳۔ فرشتے ذکر کرنے والے کا احاطہ کر لیتے ہیں۔

۴۔ ذکر کے ساتھ عاجزی اور رونا بھی شامل ہو جائے تو قیامت کے دن عرش مجید کا سایہ ملنے کا سبب ہوگا۔

۵۔ ذکر دل کے ہر مرض کی دوا ہے جب کہ غفلتِ دِل کی بیماری کا سبب ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں پر ملائکہ کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔

۷۔ ذکر کی لذتیں ہر کھانے اور پینے والی چیزوں سے زیادہ ہیں۔

۸۔ ذکر اللہ تعالیٰ کے بندوں کی غذا ہے۔

۹۔ ذکر ہر جگہ گواہی دے گا جیسے دوسری نیکیوں اور گناہوں کا معاملہ ہے۔

۱۰۔ ذکر کرنے والا زندہ ہے گو ظاہری طور پر مر جائے اور غافل مردہ ہے اگرچہ بظاہر زندہ ہو۔

۱۱۔ ذکر موت کے وقت پیاس سے نجات دیتا ہے۔

۱۲۔ دل میں ذکر اللہ کا جاری کرنا مرشد کی کامل شناخت ہے گویا مرشد کی کامل شناخت بھی ذکر اللہ سے ہے۔

☆ حضرت ضیاء العارفین، قمر الاولیاء سیدنا پیر میاں محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز:

۱۔ "عہدِ الست" کے حکم کی تکمیل منقطع ہوئے بغیر، تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کا نام ذکر ہے۔

۲۔ ہر سانس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بندہ پر واجب ہے، یعنی کہ ایک سانس جب باہر آئی تو ایک شکر اور جب سانس اندر گئی تو دوسرا شکر۔ ذکر پاس انفاس کی تعلیم کی برکت سے شکر کا عملی مظاہرہ ممکن ہوتا ہے یعنی جس نے (اللہ تعالیٰ) سانس جس مقصد کے لئے عطا فرمائی اِس لئے سانس کے ذریعے اُس کا نام لینا ممکن ہوا۔

☆ حضرت سیدنا خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی قدس اللہ سرہ العزیز:

(منقول مکتوب ذکر خیر المعروف بہ صحیفۂ محبوب، مصنف حضرت مولانا خواجہ محبوب عالم سیدوی قدس اللہ سرہ العزیز)

(مضمون مجاہدہ، ذکر و فکر۔ فصل ہشتم صفحہ ۱۹۷)

مجاہدہ:

حضور سیدنا توکل شاہ رضی اللہ عنہ کے مجاہدے کا یہ حال تھا کہ کوئی لمحہ اور ساعت ایسی نہ تھی جو یادِ خدا سے خالی ہو۔ ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر یا درود شریف زبانِ فیض ترجمان سے جاری رہتا تھا یا مراقبہ یا اور تسبیح فرماتے رہتے۔

ذکر:

ایک روز حضور سیدنا توکل شاہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے

برابر کوئی شے نہیں ہے۔ یہ ادنیٰ و اعلیٰ ذات کو نہیں دیکھتا جو اس کو مضبوط پکڑے اُسی کو پاک بنا دیتا ہے۔ حضرت سیدنا ابو سعید میراں شاہ بھیکہ رضی اللہ عنہ کا ایک جولاہا مرید تھا حضرت میراں صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کو کلمہ شریف کی تلقین فرمائی۔ اس نے کلمہ طیبہ کو یہاں تک پکایا اور اِس قدر مشق بہم پہنچائی کہ ایک دھاگے کے ساتھ " لَآ اِلٰہَ " اور دوسرے دھاگے کے ساتھ " اِلَّا اللہ " کہتے ہوئے کپڑا بنا کرتا تھا اور رات کو آپ رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا، آخر اُس کا انتقال ہوگیا۔ حضرت میراں صاحب رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ آج وہ جولاہا کیوں نہیں آیا۔؟ کسی نے عرض کی کہ حضور آج اُس کا انتقال ہوگیا ہے۔ فرمایا چلو ہم بھی اُس کی تجہیز و تکفین میں شریک ہونگے، آخر وہاں تشریف لے گئے اور دور ہی سے فرمایا کہ تجھے تو مرنا نہیں چاہیے تھا۔ بمجرد آپ رضی اللہ عنہ کے اِس ارشاد کے وہ دو زانو اُٹھ بیٹھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شریعت کا پردہ نہ کھول معلوم ہوگیا کہ تیری روح زندہ ہے اور مری نہیں اور یہ دوہڑا فرمایا۔

" نام نام کا لاھا رے
جگ جیتوں جائے جولاہا رے "

فکر:

ایک روز رحمت اللہ نامی درویش پاس انفاس کے طریقے سے ذکرِ قلبی میں مشغول تھا، حضور سیدنا توکل شاہ رضی اللہ عنہ نے معلوم کر کے فرمایا کہ:

" نہ تسبیح ہے نہ مالا ہے
کچھ اِس کا بھید نرالا ہے "

ذکر کی قضا:

ایک روز حبسِ دم کا ذکر تھا کہ حضور سیدنا توکل شاہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

سانس کا لینا ہی خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور ہر نعمت کے بدلے میں شکر کرنا ضروری ہے اور فقیروں کے نزدیک سب سے بڑا اور سب سے مقدم شکر ذکر کرنا ہے اور یہی معنی ہیں:

ترجمہ: "تم مجھے یاد کرو میں تجھے یاد کروں گا"۔

کہ دن رات میں چوبیس ہزار مرتبہ سانس آدمی لیتا ہے اس میں یہ فائدہ ہے کہ دنیا کے کاموں اور بات چیت وغیرہ دوسرے شغلوں میں جو سانس ضائع ہوتے ہیں اور اِن میں ذکرِ الٰہی نہیں ہوتا اور ہمارے ذمہ ہر سانس پر ذکر کرنا فرض تھا تو حبسِ دم میں اِن سانسوں کی قضا ہو جاتی ہے جو خالی گزر گئے تھے۔ جس طرح کہ نماز قضا ہو جاتی ہے اور اِس کا دوسرے وقت میں ادا کرنا ضروری ہوتا ہے اِسی طرح فقیروں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یاد فرض ہے تو جو سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں گزرے ہم اُس کی اِس طرح قضا کرتے ہیں۔

☆ منقول: مکتوب مہر منیر سوانح حیات "حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ قدس اللہ سرہٗ العزیز" (صفحہ ۴۷۹):

باعنوان: انواعِ ذکر۔

۱۔ دل غافل اور زبان شاغل۔

۲۔ غفلت اور شغل مساوی۔

۳۔ غفلت کم اور شغل زیادہ:

ذکر اور یاد چند نوع پر مشتمل ہے۔

۱۔ اوّل دل غافل اور زبان شاغل:

"یہ ذکر لسان ہے اور اہلِ دل کے نزدیک اس کی کچھ قدر نہیں۔ کیونکہ زبان

محض آلہ تعبیر ہے اور مدار کار معانی کے ورود پر منحصر ہے اور وہ ہے قلب"۔

۲۔غفلت اور شغل مساوی:

غفلت اور شغل مساوی ہوں یعنی کسی وقت دل ذاکر ہو کسی وقت نہ ہو۔ اسے ذکرِ قلبی کہتے ہیں اور قلب کو اسی کی وجہ سے قلب کہتے ہیں کہ ایک حال پر نہیں رہتا بلکہ مقلوبیت اور تبدیلی احوال میں ہوا کے اندر درخت کے پتے کی طرح ہے۔ یہاں قلب سے مراد دلِ معنوی ہے جو حقیقت جامعہ اور نفس ناطقہ کا حکم رکھتا ہے نہ کہ دلِ صنوبری جو ایک مضغہ گوشت ہے اور حضورِ دل معنوی کے بغیر ہیچ ہے اور اس پر اکتفا اور انحصار فضول۔

۳۔غفلت کم اور شغل زیادہ:

غفلت کی نسبت دل کا ذکر اور زیادہ توجہ ہو اس کو ذکرِ روح کہتے ہیں اور یہی ذکر بتدریج ذکرِ سر و خفی اور ذکرِ اخفی تک پہنچتا ہے۔ اس شعر کے مصرعِ اول میں بظاہر خلل ہے جس کا ذکر شارحین نے بھی نہیں کیا۔

"حضوری اور راز دغائب نہ بودن۔"

ایک ہی چیز ہیں "یعنی اگر حضوری کا خواہش مند ہے تو حضوری کر۔ یہاں شرط اور جزا کے معنی میں جو تغائر ضروری ہے وہ نہیں رہتا۔ اس خلل کا دفع ان معنی میں ہو سکتا ہے کہ حضوری سے مراد حضورِ دوام کا ملکہ۔ ملکہ اُس قوت راسخہ کو کہتے ہیں جو کسب اور مشقت کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ جیسے ایک طالب علم نحو کے مسائل جزئیہ کو نوک زبان یاد کرتا ہے اور انہیں ورد بنالیتا ہے اور رفتہ رفتہ اس شغل میں اُسے ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جو زائل نہیں ہوتا اور ہر وقت ان قواعد کا اجرا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جو حضورریاضت

سے پیدا ہوتا ہے دوامی ہوتا ہے۔

☆ منقول: مکتوب واقعہ معراج شریف، حضور سید ناسرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

(حضرت سیدنا پیر صوفی محمد عظیم قادری چشتی سہروردی ابو العلائی جہانگیری شکوری سعیدی، صفحہ ۶۱)

اللہ تعالیٰ اگر اپنے محبوب بندے کے اعضاء میں اپنی قدرت وطاقت کی جلوہ فرمائی کردے، اِس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔لوہا ٹھنڈا اور اُس کارنگ کالا ہوتا ہے، مگر چند منٹ اگر لوہا آگ کی بھٹی میں پڑا رہے تو آگ اِس لوہے کو اپنی گرمی اور اپنا رنگ عطا کردیتی ہے، لوہا آگ کی طرح سرخ اور گرم ہو جاتا ہے اور جو کام آپ آگ سے لیتے ہیں وہی کام اِس لوہے سے بھی لے سکتے ہیں۔ مگر کون کہہ سکتا ہے، کہ لوہا آگ ہے، ہرگز ہرگز نہیں۔لوہا، لوہا ہے اور آگ آگ ہے۔ بلاشبہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم بھی چند مہینوں یا چند سالوں عشقِ الٰہی کی بھٹی میں پڑے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمی وکریمی سے اپنے محبوب بندوں کو اپنی قدرت وطاقت کا ایسا جلوہ عطا فرماتا ہے کہ اُن بندوں کی قدرت اور طاقت دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت یاد آتی ہے، مگر بندے، بندے ہیں، اور اللہ، اللہ ہے۔ اِس مضمون کو کسی اللہ تعالیٰ کے بندے نے یوں کہا ہے۔

"خاصانِ خدا خدا نباشد
ولیکن ز خدا جدا نباشد"

ترجمہ: یعنی اللہ والے خدا نہیں ہوتے مگر یاد رکھو یہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے، بلکہ خدا کی نصرت واعانت ہر دم، ہر دم پر اِن بندوں کے ساتھ رہتی ہے۔

☆ {منقول، مکتوب واقعہ میلاد شریف حضور سید ناسرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

(حضرت سیدنا پیر صوفی محمد عظیم قادری چشتی سہروردی ابو العلائی جہانگیری شکوری سعیدی)(صفحہ ۱۱۸)

اللہ تعالیٰ کے نام میں جو برکت ولذت حلاوت وسرور تمانیت ہے۔ وہ کسی ایسے شخص سے مخفی نہیں جو کوئی دن رات اِس نام کی رٹ لگا چکا ہو اور ایک زمانہ تک اِس کو حرزِ جان بنا چکا ہو یہ پاک نام دلوں کا سرور اور طمانیت کا باعث ہے جو حق تعالیٰ کا اِرشادِ گرامی ہے۔

ترجمہ: سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

جو لوگ ذکر اللہ سے ناواقف ہیں وہ کہہ دیتے ہیں کہ نماز کے بعد ذکر کرنا ناجائز ہے تو اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے کہ سب لوگوں کو اِس سے استفادہ ہو اس لئے حدیث شریف بیان ہے۔

۱۔ فرض نماز کے بعد ذکرِ الٰہی کرنا ہم سے حضرت سیدنا اسحاق بن نصر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:۔ فرمایا ہم کو حضرت سیدنا عبد الرزاق بن حمام رضی اللہ عنہ نے خبر دی، فرمایا ہم کو حضرت سیدنا عبد الملک بن جری رضی اللہ عنہ نے، فرمایا مجھے حضرت سیدنا عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے اُن سے حضرت سیدنا سعید ابو نفاز رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا جو حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اُن کو حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ فرض نماز کے بعد پکار کر ذکر کرنا حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں جاری تھا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو لوگوں کا نماز سے فراغت ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا تھا۔

(بخاری شریف، جلد اوّل، پارہ ۴، کتاب الصلوۃ، صفحہ ۳۰۸ باب نماز کے بعد ذکرِ الٰہی کرنا)

۲۔ ہم سے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مدینی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، ہم سے حضرت سیدنا سفیان بن علنیلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم سے حضرت سیدنا عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ کو حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے خبر دی انہوں نے حضرت سیدنا ابن عباس

ؓ سے انہوں نے فرمایا، کہ میں نے حضرت سیدنا نبی اکرم ﷺ کی فرض نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانا جب تکبیر کی آواز جہر سے سنتا حضرت سیدنا علی بن مدینی ؓ نے فرمایا ہم سے حضرت سیدنا سفیان ؓ نے بیان فرمایا، انہوں نے حضرت سیدنا عمر بن دینار ؓ سے کہ حضرت سیدنا ابن عباس ؓ کے غلاموں سے سب سے سچے حضرت سیدنا ابو سعید ؓ تھے۔ حضرت سیدنا علی ؓ نے فرمایا کہ اُس کا نام نافذ تھا۔

بخاری شریف کی اِن حدیثوں کے ہوتے ہوئے بھی جو لوگ نمازِ فرض کے بعد کلمہ طیبہ جہر سے پڑھنے پر اعتراض کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے یہ حدیث پاک اصلاح کے لئے کافی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

۳۔ کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ایک وہ جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ دوسرا مظلوم اور تیسرا بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔ (حوالہ جامعہ صغیر)

تلقین ذکر:

۴۔ حضرت سیدنا مولا علی ؓ نے حضور سیدنا نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملانے کا آسان اور افضل ترین راستہ بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے حضرت علی ؓ: آپ ؓ ہمیشہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کریں۔ حضرت سیدنا مولا علی ؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کس طرح ذکر کروں۔ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ،،اے علی ؓ،، اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے بیٹھو اور مجھ (حضور سیدنا نبی کریم ﷺ) سے سنو، پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" دہرایا اور حضرت سیدنا مولی علی ؓ نے سنا اور پھر حضرت سیدنا مولا علی ؓ نے تین مرتبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" دہرایا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ نے سماعت فرمایا۔

(زرقانی شریف وقول الجمیل)

۵۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابی سعید رضی اللہ عنہ (دونوں حضرات) سے مروی ہے کہ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے:۔جو جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو نورانی فرشتے اُن کو ہر طرف سے (پردوں) میں گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ نازل ہوتی ہے۔(رواہ مسلم)

۶۔ حضور سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ اتنی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھیں۔(عین الفقر)

۷۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کی تجدید (تازہ کرنا) کس طرح کریں۔فرمایا:۔"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔(رواہ بخاری شریف)

☆ منقول: مکتوب خزینہ انوار:۔

(مؤلف حضرت حاجی ارشاد علی صاحب ایم۔ایس سی "ریاضی") (صفحہ ۱۷۲)

حضرت سیدنا پیر جماعت علی شاہ رضی اللہ عنہ ۱۹۱۶ء میں لاہور میں مقیم تھے۔حج کے دن آنے والے تھے۔مگر آپ رضی اللہ عنہ کو سردی سے سخت بخار آگیا تھا کہ لوگ حیران تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ زندہ کیسے ہیں۔ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کو ۱۰۴ ڈگری بخار تھا۔کسی دوا سے کوئی آرام نہیں آرہا تھا۔سردی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے جسم میں ایسی کپکپی طاری تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے اوپر کئی لحاف ڈالنے کے باوجود سردی دور نہیں ہو رہی تھی۔اُس وقت ایک نعت گو شاعر حافظ پیلی بھیت والے آگئے۔آپ رضی اللہ عنہ نے اُن کو دیکھا تو فرمایا۔حافظ صاحب! میں اتنا علیل ہوں کہ مجھ سے اُٹھا نہیں جاتا ورنہ میں اُٹھ کر آپ کے استقبال کو آتا۔آپ میرے آقا سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں شاعری کرتے ہیں۔اس بیماری کے عالم میں آپ مجھے کوئی تازہ نعت سنائیں۔حافظ صاحب دوزانو

آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے اور درد بھرے لہجے میں نعت سنائی ۔نعت سننے کی دیر تھی کہ شاہ صاحب نے لحاف اوپر سے پھینک دیے اور اٹھ کر جوتے پہنے اور خادم کو حکم دیا کہ ابھی اسٹیشن کو چلو میں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے اور سرکار دو عالم سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضری دینے کے لئے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے ۔لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ ،کو روکنے کی بہت کوشش کی عرض کی حضرت، آپ رضی اللہ عنہ کو نمونیا ہو جائے گا لہٰذا لحاف میں لیٹے رہیے ۔مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک نہ سُنی ،اور دیارِ حرم کو جانے کے لئے مصر رہے، کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ بخار اور سردی کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو سرسام ہو گیا ہے ۔آپ رضی اللہ عنہ کو کشف کے ذریعے لوگوں کے خیال کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۔میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے نہ سرسام ہوا ہے اور نہ ہی میری دماغی حالت خراب ہے ۔"بے شک میری نبض دیکھ لو ۔"لوگوں نے نبض دیکھی تو حیران رہ گئے کہ آپ رضی اللہ عنہ بالکل ٹھیک تھے ۔بخار کا نام ونشان نہیں تھا ۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ۔ یہ میرے آقا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کا اعجاز ہے ،جس نے تمام تکلیف دور فرما دی ،اور اب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی طرف از خود بلایا ہے ۔آپ رضی اللہ عنہ اسی روز حج کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ۔

☆ منقول: ۔مکتوب تاریخ مشائخِ چشت: ۔

(حضرت خلیق احمد صاحب نظامی، اُستاد شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ رفیق ندوۃ المصنفین دہلی)

ا۔ (منقول صفحہ ۲۷۱) حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ۔

مشائخ کے اشغال واعمال کا سب سے اہم پہلو یہ ہی ہے کہ اُن کے ذریعے انسانی قلوب کی صفائی ہو جاتی ہے ۔اور بہی قوت کی اصلاح ہو جاتی ہے ۔صرف مشائخ سلسلہ چشتیہ کے اشغال پر ہی غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں کیا کیا مصلحتیں پوشیدہ تھیں ذکر خفی و جلی کا جو طریقہ چشتیہ سلسلہ میں رائج ہے اُس سے ایک رگ جس کا نام کیماس

ہے۔خاص طور پر متاثر ہوتی ہے۔اِس سے دل میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے وسوسے خود بخود دفع ہو جاتے ہیں اور جمعیت خاطر پیدا ہو جاتی ہے۔ذکر کا یہ فائدہ حضرت سیدنا شاہ عبدالرحیم صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا۔حضرت سیدنا شاہ کلیم اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ نے کشکول کلیمی میں ذکر پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ذکر نفسیاتی خطرے اور شیطانی وسوسے سے دل کی صفائی کرتا ہے اور باطن کو اس طرح بھرتا ہے کہ اگر کوئی خطرہ دل میں آنے کا ارادہ کرے تو ہرگز نہ آسکے۔

۲۔ (صفحہ ۳۰۹) حضرت سیدنا شاہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ اگر کوئی ہندو تمہاری صحبت سے گرویدگی یا عقیدت کی بنا پر تمہارے پاس آنے جانے لگے اور تم سے ذکر وغیرہ کے متعلق پوچھے تو فوراً بتادو،اِس فکر میں نہ رہو کہ وہ باقاعدہ مسلمان ہو جائے جب اُسے روحانی تعلیم دی جائے۔

۳۔ (صفحہ ۶۰۸) میں حضرت سیدنا شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"سالک را باید کہ در عملیات تضیع وقت نہ کند کہ ایں رہزن و مانع راہ فقر است و مقصود اصلی کہ یاد کردن حق است۔"

سالک کو چاہیے کہ عملیات میں وقت ضائع نہ کرے ایسے مشغلے راہ فقر کے ڈاکو اور رکاوٹیں ہیں۔اصلی مقصود اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا ہے۔اِن وظائف کی جگہ جن کا مقصد کسی دنیاوی مشکل کا حل کرنا ہوتا تھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر جہر پر زور دیا۔اور فرمایا:۔

"ذکر جہر بہ کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" از ہمہ اوراد، وظائف بہتر است چنانچہ در حدیث شریف وارد است افضل الذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے۔"

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

ترجمہ: ذکر جہر بہ کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" سب اوراد، وظائف

سے بہتر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔

☆ {منقول مکتوب ضیاء القلوب بابت ذکر الٰہی}:

(مؤلف حاجی ارشاد۔ ایم۔ ایس سی، ریاضی صفحہ ۳،۶ تا ۱۲)

دینی اصلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ ذکر غفلت کی ضد ہے انسان ہمیشہ اسی چیز کو یاد کرتا ہے، جس کے ساتھ گہرا لگاؤ ہوتا ہے اور کسی صورت میں اُسے بھلانے کے لئے تیار نہ ہو۔ ایک مومن کامل کی دلی محبت اور مخلصانہ اُلفت صرف اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ کے ساتھ ہوتی ہے۔ ذکر الٰہی سب سے اعلیٰ بندگی ہے، ذکر دل کی بیماری کا علاج ہے اور حصولِ رضاء الٰہی کا ذریعہ ہے، ذکر اللہ تعالیٰ کے قرب کا زینہ ہے۔

ذکرِ الٰہی کی فضیلت (احادیث کی روشنی میں):

۱۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی آخر الزمان ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ "آسمان کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں کے گھروں کو پہچانتے ہیں اُن کے گھر روشن ہوتے ہیں۔ جیسے اہلِ زمین چمکتے ہوئے ستاروں کو پہچانتے ہیں"۔ (الدر المنثور ر:۱۵۲)

۲۔ حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضرت سیدنا رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ "اہلِ جنت کو سوائے اس گھڑی کے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزری ہوگی اور کسی بات پر حسرت اور افسوس نہیں ہوگا"۔

(الترغیب والترہیب ۲:۴۰۰)

۳۔ حضرت سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میرے پیارے وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں اُن کا ذکر کرتا ہوں"۔ (منتخب کنز العمال ۱: ۳۳۲)

۴۔ حضرت سیدنا رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، غافلوں کے بیچ میں ذکر والا ایسا ہے جیسے سوکھے اور ٹوٹے ہوئے درختوں کے درمیان سرسبز درخت ہوتا ہے۔ (از اسلامی تربیتی نصاب: ڈاکٹر طاہر القادری، صفحہ ۶۳۸)

۵۔ حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ دو عالم حضور سید نا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اُن کی مثال ایسے ہی ہے جیسے زندہ اور دوسرا مردہ"۔

(بخاری شریف)

۶۔ حضرت سیدنا رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار چلانے اور مال خرچ کرنے سے بہتر ہے"۔ (از مکاشفۃ القلوب: حضرت سیدنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ)

۷۔ حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے زیادہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تیری زبان مرنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے"۔ (از مکاشفۃ القلوب: حضرت سیدنا امام محمد غزالی رضی اللہ عنہ)

۸۔ حضرت سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید نا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ابنِ آدم کے دل سے چپکا ہوا ہے لیکن جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے اور جب ابنِ آدم غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے۔ (بخاری شریف)

۹۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضور سید نا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے لئے صفائی کی کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کی یاد ہے۔ (بیہقی)

۱۰۔ حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک شخص کے پاس بہت درہم ہوں اور وہ اُن کو خیرات کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے۔ (طبرانی)

ذکرِ الٰہی کی فضیلت کے بارے میں اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوالِ مبارکہ:

۱۔ حضرت سیدنا امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ ذکر اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک قوی رکن ہے، اِس کے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ ذکر زبان سے بھی ہے اور دل سے بھی۔ زبان کا ذکر دل کے ذکر کو دائم رکھ سکتا ہے۔ مگر تاثیر دل کے ذکر کی ہے۔ لہٰذا جو شخص زبان اور دل دونوں سے ذکرِ الٰہی کرتا ہے وہ سلوک کی حالت میں اپنے وصف میں کامل ہے۔ لہٰذا جسے ذکر کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے دے دی ہے اُسے ولایت کا پروانہ مل گیا ہے اور جس سے ذکر چھن گیا وہ معزول ہو گیا"۔

۲۔ حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "تعجب ہے اُن لوگوں پر جو میت پر روتے ہیں جس کا جسم مردہ ہو چکا ہے اور اِس پر نہیں روتے جس کا دل مردہ ہو چکا ہے"۔

۳۔ حضرت سیدنا ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ جب ذکرِ الٰہی کرتے تو اُن کو وجد آجاتا اور فرماتے مجھے وجد اِس لئے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتے ہیں۔ جس کے

بارے میں قرآنِ مجید میں، سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۲، پارہ ۲، میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا"۔ اگر وہ کسی جگہ جاتے ہوئے راستے میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں تو واپس آجاتے ہیں اور دوبارہ اُس راستے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے جاتے اگرچہ ایک منزل کا فاصلہ ہوتا اور فرماتے "میں چاہتا ہوں کہ میں جس جس زمین کے خطے سے گزروں قیامت کے روز سب میرے ذکرِ الٰہی کی گواہی دیں۔

۴۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب تم اپنی مجلسوں میں کسی مخلوق کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کیونکہ "ذکرِ الٰہی مخلوق کے ذکر کی بیماری کا علاج ہے"۔

۵۔ حضرت سیدنا معروف کرخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نفس کی اتباع اللہ تعالیٰ کی گرفت ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے وہ اُس کا محبوب ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے اِس پر خیر کے دروازے کھول کر شر کے دروازے بند کر دیتا ہے"۔

۶۔ حضرت سید امیر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ "انسان جو کچھ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے سن لیتا ہے اِس لئے زبان سے کوئی بے ہودہ اور ناگفتنی کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ ہر وقت زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہنی چاہیے"۔

۷۔ حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں اس طرح یاد کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو یہ نہایت عمدہ ذکر ہے اور اِس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ اور اِس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اس وقت یاد کرنا ہے جب کہ وہ محروم کر دے" اور مروی ہے کہ "دنیا میں سب نفس پیاسے نکلیں گے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والے کے"۔

۸۔ حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اپنے دلوں کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے رہو کیونکہ یہ دل فی الفور غافل ہو جاتے ہیں"۔

۹۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح ہر جرم کی ایک سزا ہوتی ہے اسی طرح ذکرِ الٰہی سے غفلت کی سزا دنیاوی محبت ہے۔

۱۰۔ حضرت سیدنا شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان ایک دن رات میں تیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے، جو سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر لیا جائے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ سانس ایسے مردار کی طرح ہے جس سے ہر ایک بدبو محسوس کرتا ہے۔

۱۱۔ حضرت سیدنا ابنِ مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مومن کا شیطان ذکرِ الٰہی کی وجہ سے دبلا ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا قیس ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا شیطان مجھے کہنے لگا کہ میں جب تمہارے پاس آیا تو اونٹ کے موافق توانا تھا، اب چڑیا کی مانند رہ گیا ہوں میں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے، شیطان نے جواب دیا کہ تم ذکرِ الٰہی سے مجھے گھلاتے ہو۔

۱۲۔ حضرت سیدنا ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے ایک مرید نے کہا کہ بعض اوقات بے دلی سے میری زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ایک عضو کو تو اپنی یاد میں لگا رکھا ہے۔

ذکرِ الٰہی کے متعلق حکایات و واقعات:

۱۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دن بازار میں گئے اور لوگوں سے فرمایا کہ "تم یہاں ہو اور مسجد میں حضرت سیدنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی

ہے" لوگوں نے بازار کو ترک کر کے مسجد کا رخ کیا لیکن مسجد نبوی میں جا کر کچھ مال تقسیم ہوتا نہ دیکھا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ "ہم نے تو کوئی میراث بٹتے ہوئے نہیں دیکھی ہے" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ "پھر کیا دیکھا۔؟" انہوں نے کہا کہ "مسجدِ نبوی میں کچھ لوگوں کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھے۔" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ "حضرت سیدنا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث تو یہی ہے۔"

۲۔ حضرت سیدنا شیخ ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ کئی کئی روز تک گوشہ تنہائی میں پڑے ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میری آنکھ میں ایسا شدید درد اُٹھا کہ میں اُس کی اذیت سے مضطرب اور بے چین ہو گیا اور اِسی حالت میں مجھے نیند آ گئی اور خواب میں مجھے کسی نے کہا "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے" پھر جب میری آنکھ کھلی تو سارا درد ختم ہو چکا تھا۔ اِس کے بعد میری آنکھ میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

۳۔ حضرت سیدنا ابو اسحاق ابراہیم شیبانی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا "حضرت، مجھے کوئی نصیحت فرمائیے کہ جس پر میں آسانی سے عمل بھی کر سکوں" آپ نے جواب میں فرمایا:۔ ہر لمحے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ۔ ذکرِ الٰہی کیا کر تیرے لئے یہی کافی ہے۔" وہ جواب میں عذر پیش کرتے ہوئے کہنے لگا "حضرت، یہ تو بہت مشکل عمل ہے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر کیا کیا جائے۔؟ آپ نے فرمایا:۔ "اگر یہ مشکل ہے تو پھر موت کو یاد کیا کر۔" سوال کرنے والا شخص کچھ دیر خاموش رہا اور پھر عرض کرنے لگا "حضرت! یہ نسبتاً آسان ہے مگر اِس کا فائدہ کیا ہے"۔؟ آپ نے جواب دیا "اِس کا یہ فائدہ ہے کہ موت کا خوف تجھ کو برائیوں سے روکے رکھے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی یاد

خود بخود تیرے دل میں اپنی جگہ بنالے گی۔"

۴۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو سامنے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا:۔"عبد اللہ رضی اللہ عنہ جس طرف سے آئے ہو اُدھر ہی واپس لوٹ جاؤ ورنہ میں خود ہی یہاں سے چلا جاؤں گا" حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے "بھائی، میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا آخر آپ مجھے بغیر کسی وجہ کے واپس کیوں بھیجنا چاہتے ہیں"۔ آپ فرمانے لگے:۔"میں جانتا ہوں کہ تم میرے پاس بیٹھ کر محض گپ شپ لگانے آئے ہو جب کہ میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی میں گزارنا چاہتا ہوں۔"

۵۔ حضرت سیدنا شیخ بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ، کی شہادت کی انگلی میں سانپ نے کاٹ لیا آپ نے کوئی علاج نہیں کیا اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ ذکر و شغل میں مصروف ہونے کے دوران جسم مبارک سے پسینہ نکلا اور زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ (سیر الاولیاء)

۶۔ کسی وزیر نے حضرت سیدنا شیخ محمد المشہور میاں میر رضی اللہ عنہ سے عرض کی "حضرت اپنے کسی خاص وقت میں جب آپ کا مزاج اور طبیعت نسبتاً بہتر ہو اِس نیاز مند کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیئے" آپ نے فرمایا: کہ "وہ وقت کتنا منحوس ہوگا جب یادِ الٰہی سے غافل ہو کر کسی غیر کا دھیان میرے ذہن میں آئے گا۔"

۷۔ حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مرید کو کہا کہ کوشش کیا کرکہ دن کا زیادہ تر حصہ "یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ" کا ورد کرتے ہوئے گزر جائے۔ اِسی طرح چند دن یہ ذکر کرنے کے بعد مرید دوبارہ آپ کی

خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "اب رات کو بھی اللہ اللہ کا ورد کیا کر حتیٰ کہ یہ تیری عادت بن جائے"۔ تھوڑے دنوں کے بعد آپ نے مرید سے کہا کہ "اب تو زبان سے اللہ اللہ کا ورد چھوڑ دے اور دل میں کیا کر۔ دل میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ایسا خیال پیدا کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے کبھی جدا نہ ہو یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق ہو جا"۔ ایک دن مرید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ مکان کی چھت سے ایک لکڑی ٹوٹ کر مرید کے سر پر آ گری اور مرید کا سر زخمی ہو گیا اور خون کے قطرے اس ترتیب سے زمین پر گر رہے تھے کہ خون کے قطروں سے زمین پر "اللہ اللہ اللہ" کے الفاظ بنتے جا رہے تھے۔ (کشف المحجوب)

۸۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک آدمی سے پوچھا کہ "بھائی! تیرا کوئی پیر بھی ہے" اس نے کہا "جی ہاں، میرے بہت سے پیر ہیں مگر دو پیر میرے اصلی ہیں۔ ایک طوطا اور دوسرا بادشاہ کا سپاہی"۔ وہ کہنے لگا کہ "میرے محلے میں ایک بادشاہ کا سپاہی رہتا تھا وہ روزانہ صبح سویرے اُٹھتا تھا منہ ہاتھ دھو کر صاف ستھری وردی پہنتا اور پھر بادشاہ کے ہاں نوکری کرنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ میں روزانہ اس کو دیکھتا تھا ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ سپاہی ایک دن نوکری پر نہ جائے تو بادشاہ اس کو نوکری سے ہٹا دے گا۔ اسی طرح اگر تو بھی اپنے پروردگار کی حضوری اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو گیا تو تجھے سپاہی کی طرح موقوف کر دیا جائے گا۔ پس اسی دن سے میں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اور کبھی ناغہ نہیں کیا اسی طرح میرے پڑوسی نے ایک طوطا پال رکھا تھا جو میٹھی میٹھی باتیں کر کے اپنی بولیوں پر لوگوں کو فریفتہ بنایا کرتا تھا۔ ایک دن اس کو بلی نے دبوچ لیا جس وقت بلی

کا پنجہ پڑا تو اُس کو "ٹیں" لفظ کے علاوہ کچھ یاد نہ رہا۔ ساری بولیاں اور چہچہانا بھول گیا میں یہ واقعہ دیکھ رہا تھا۔ اُس وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اِسی طرح انسان بھی جب موت کے پنجہ کا شکار ہوتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے بجز اُس اصلی حالت کے جو طبعی ہیں۔ پس اُس دن سے میں اِس فانی اور چند روزہ دنیا کی رنگینیاں ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ گیا تا کہ مرتے وقت ذکرِ الٰہی کے سوا منہ سے کچھ نہ نکلے۔

۹۔ حضرت سیدنا ابو وراق رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام کے شوقِ دیدار میں ہر روز جنگل میں جایا کرتے تھے اور آتے جاتے ہوئے سارے راستے میں تلاوتِ قرآن مجید کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ جنگل میں پہنچے تو ایک آدمی آپ کے ہمراہ ہو گیا۔ دونوں راستہ بھر گفتگو کرتے رہے لیکن واپسی کے بعد اُس آدمی نے فرمایا کہ میں "خضر" ہوں جس سے ملاقات کرنے کے لئے تم بے چین ہو رہے تھے لیکن آج تم نے میری معیت کی وجہ سے تلاوتِ قرآن مجید بھی ملتوی کر دی اور جب "خضر" کی صحبت تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیت ذکرِ الٰہی سے غافل کیوں نہ کرے گی لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے" یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

۱۰۔ ایک مرتبہ ایک شکاری بندوق لئے ہوئے ایک درخت کے قریب پہنچا اور فاختہ نامی پرندہ درخت پر بیٹھا تھا اُس نے فاختہ کو نشانہ بنانا چاہا۔ جب فاختہ نے موت کا سامان دیکھا تو خیال کیا کہ اُڑ جائے مگر دوسری طرف درخت کے اُوپر باز فاختہ کو گرفت میں لینے کا منتظر بیٹھا تھا۔ اب فاختہ کو ہر طرف سے موت دکھائی دینے لگی وہ بیچاری ہر طرف سے مایوس و نا اُمید ہو کر آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو گئی۔ بہت دیر یادِ الٰہی میں مشغول

رہنے کے بعد اُس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو شکاری اور باز دونوں مردہ پڑے تھے جس کی وجہ یہ ہوئی کہ شکاری کو ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا لیکن جب سانپ نے شکاری کے پاؤں کو ڈسا تو اُس کا نشانہ خطا ہو گیا اور گولی فاختہ کو لگنے کی بجائے باز کو جا لگی اور باز ہلاک ہو گیا اور فاختہ یادِ الٰہی کی بدولت محفوظ رہی۔

☆ منقول: مکتوب سلسلہ چشتیہ کے وظائف:۔

(مؤلف: صوفی محمد ندیم محمدی صاحب، باعنوان "اذکار سلسلہ عالیہ چشتیہ" صفحہ ۲۸ تا ۴۴)

سلسلہ چشت کے مطابق ذکر میں سات شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے اور یہ شرائط ایک شعر میں جمع کر دی گئی ہیں

برزخ، و ذات وصفات، و مدوشد، وتحت، وفوق
می نماید طالباں را کل نفس ذوق وشوق

(۱) برزخ کے مراد واسطہ صورتِ شیخ ہے۔

(۲) ذات سے ذاتِ وجود مطلق حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے، یعنی نفی خطرات کے لئے صورتِ شیخ کو تجلی حق تصور کرے۔

(۳) صفات سے سات امہات صفات ہیں یعنی ذاتِ مطلق کو۔

۱۔ حیات ۲۔ علم۔ ۳۔ ارادہ
۴۔ قدرت ۵۔ سمع ۶۔ بصر
۷۔ کلام کے ساتھ تصور کرے۔

(۴) مد سے مراد کلمہ "لا" ہے (جب ذکر نفی واثبات کیا جا رہا ہو) یا تمدید الف اللہ ہے (جب ذکر سہ پایہ چشتیہ ہو)۔

(۵) شد سے مراد تشدید کلمہ "الا اللہ" ہے یا تشدید وتغلیظ "اللہ"۔

(۶) تحت سے مراد ذکر اسم ذات کی صورت میں یہ ہے کہ "اللہ" کے ہمزہ کو زیر ناف سے قوت کے ساتھ شروع کرے اور ذکر نفی و اثبات کی صورت میں یہ کہ "لا" کو زیر ناف سے قوت کے ساتھ شروع کریں۔

(۷) فوق سے اشارہ یہ ہے کہ ذکر اسم ذات کو دماغ میں تمام کیا جائے یا پھر ذکر و نفی اثبات کی صورت میں فوق سے داہنے طرف کا مونڈھا مراد ہے۔

ا۔ ذکر نفی اثبات پاس انفاس (خفی):

ذکر نفی اثبات پاس انفاس کا طریقہ گذشتہ صفحات میں مفصل بیان کیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی فرماتے ہیں کہ اس سے ذاکر کی عمر دونی ہو جاتی ہے۔ ذکر پاس انفاس کلمہ "اللہ" کے ساتھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس کی سند یہ ہے کہ اللہ کے ضم کو اشباع کے ساتھ کہے تا کہ اس سے واؤ پیدا ہو جائے۔ یعنی لسانِ قلب سے مد نفس (یعنی اندر کی سانس) کے وقت "اللہ" کہے اور جزرِ نفس (یعنی باہر کی سانس) کے وقت "ھُوْ" کہے۔ ذکر پاس انفاس میں خواہ "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ" کے ساتھ کیا جائے یا "اللہ" کے ساتھ، ناک کے نتھنوں سے آواز پیدا ہو تو اس کو "ذا کرارہ بینی" کہا جاتا ہے اِس ذکر سے شورش اور سوزش زیادہ پیدا ہوتی ہے اور اِس سے دماغ میں حرارت اور خشکی پیدا ہوتی ہے، ایسی صورت میں صوفیاء کرام روغنِ بادام سر پر ملتے ہیں۔ اِس ذکر میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اِس میں کمال اُس وقت حاصل ہوتا ہے کہ ذاکر کے شعور و اختیار کے بغیر اِس کا دم ذاکر ہو جائے ابتداء میں یہ ذکر عشاء کی نماز کے بعد ہزار بار اور فجر کی نماز کے بعد پانچ سو مرتبہ کیا جاتا ہے رفتہ رفتہ تعداد بڑھائی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ بلا قصد و تکلف جاری ہو جائے۔

۲۔ذکر نفی و اثبات چار ضربی (صفحہ ۲۸):

ذکر نفی و اثبات چار ضربی اِن شرائط کو ملحوظ رکھ کر اِس طرح کیا جاتا ہے، نماز کی نشست یا مربع بیٹھ کر اجتماع عزیمت کے ساتھ کلمہ حرف "لا" مد کے ساتھ ناف سے نکالیں اور اِس کو کھینچ کر داہنے مونڈھے تک لے جائیں اور لفظ "الہٰ" کو اُم الدماغ (دماغ کی جھلی) سے نکالیں اور ارادہ کرے کہ غیر اللہ کو میں نے دل سے نکال دیا اور پس پشت پھینک دیا، پھر تازہ دم لے کر "اِلَّا اللہ" کی شدت (شد) وقوت سے قلب پر ضرب لگائے تاکہ بت باطن بالکل ٹوٹ جائے اور اثبات کے وقت مطلوب کو اپنے ساتھ ہی جانیں، بلکہ سمجھیں کہ اُس کو پالیا بلکہ یہ یقین کرلے کہ اثبات وہی کر رہا ہے اور خود درمیان سے نکل جائیں۔

یار آمد درمیاں، ما از میاں برخاستیم

لائے نفی سے مبتدی تو غیر اللہ کی معبودیت کا ارادہ کرتا ہے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہٰی نفی وجود کا۔ اِس ذکر میں شرطِ اعظم جمع ہمت اور فہم معنی ہے تاکہ ذاکر اِس وعید میں نہ آجائے۔ جیسا کہ فرمان ہے۔

"جس نے میرا ذکر غفلت سے کیا میں اُس کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں اور جب میرا ذکر میرا بندہ ہنسی مذاق سے کرتا ہے۔ تو میرا عرش غصہ سے کانپ جاتا ہے۔"

دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے مرشد کی صورت کا تصور پیش نظر رکھے (رابطہ یا برزخ) اور پھر ذکر کرے۔

مولانا قاضی خان ناصحی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:۔کہ چار ہزار پیرانِ طریقت کا اجماع ہے کہ وصول "الا اللہ" کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ ذکر ۲۔ بھوک

لیکن جو شخص ذکرِ جلی کرتا ہے اُس کو زیادہ بھوکے رہنے کی ضرورت نہیں ہے، چوتھائی پیٹ کو خالی رکھنا کافی ہے، اِس کو گھی کا زیادہ استعمال کرنا چاہیے تاکہ دماغ خشکی کی وجہ سے پریشان نہ ہو جائے۔

۳۔ ذکرِ حدادی (صفحہ ۳۰):

سلسلہ چشتیہ میں "ذکرِ حدادی" بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ قادریہ سلسلہ میں یہ حضرت سیدنا امام ابو حفص حداد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اِس کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانوؤں ہو کر بیٹھیں، اِس طرح کہ ہر دو سُرین زمین پر ہوں، اور دونوں ہاتھ ملا کر آسمان کی طرف پھیلائے اور "لَآ اِلٰہَ" کہتے ہوئے دونوں زانوؤں پر اُٹھیں اور پھر اپنی جگہ واپس آجائیں اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں کے درمیان رکھیں اور "اِلَّا اللہ" کہتے ہوئے سینہ پر ضرب لگائیں۔ بعض "لَآ اِلٰہَ" کو قلب سے کھینچ کر سیدھے مونڈھے تک پہنچاتے ہیں اور قلب پر "اِلَّا اللہ" کی ضرب لگاتے ہیں اور بعض اِسی طرح اِسمِ مبارک "اللہ" کہتے ہوئے سینے پر "ھُوْ" کی ضرب لگاتے ہیں۔

۴۔ ذکر لقلقہ (صفحہ ۳۱):

یہ اسم جلالہ "اللہ" کا خفیہ و متصل طور پر بغیر انفصال کے ذکر کرنا ہے۔ ذکر لقلقہ لسانِ قلب سے کیا جاتا ہے۔

۵۔ ذکر سہ پایہ (صفحہ ۳۱):

اِس ذکر کے تین رکن ہیں۔

۱۔ اسم ذات، ملاحظہ۔

۲۔ امہاتِ صفات (یعنی سمیع، بصیر، علیم)

۳۔ برزخ یا رابطہ۔

اِس ذکر میں بھی ہفت شرائطِ مشہورہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

۶۔ ذکر شش ضربی و چہار ضربی (صفحہ ۳۴):

ذکر شش ضربی تو یہ ہے کہ ہر جہت میں "اللہ" کی ضرب لگائی جائے اور چار ضربی یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر مصحف کو اپنے سامنے رکھے یا کسی بزرگ کی قبر کو۔ ضربِ اول داہنی طرف، ضرب دوم بائیں طرف، ضربِ سوئم مصحف پر اور ضرب چہارم فضائے دل پر لگائے اور ذکر میں استغراق کامل پیدا کرے۔

۷۔ ذکر کشف الروح (صفحہ ۳۶):

یہ ذکر حضرت سیدنا سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز کو حضرت سیدنا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے پہنچا ہے۔

۸۔ ذکر کشفِ قبور (صفحہ ۳۷):

قبر کے نزدیک بیٹھ کر کیا جاتا ہے۔

۹۔ ذکر اجابۃ الدعوات

یہ ذکر چشتیہ سلسلہ میں حضرت سیدنا شیخ الحقیقۃ شیخ محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے منقول ہے۔

۱۰۔حبسِ نفس (صفحہ ۳۸،۳۷):۔

حبسِ نفس دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ تخلیہ۔ ۲۔ تملیہ۔

۱۔تخلیہ:

تخلیہ سے مراد یہ ہے کہ سانس کو پیٹ کے اندر کھینچیں اور ناف کو پشت پر لگا دیں اور سانس کو سینہ میں یا بعض کے نزدیک دماغ میں حبس کریں۔ بعض احتیاط کی خاطر انگلیوں سے آنکھوں کو اور ناک اور کان کے سوراخ کو بند کر لیتے ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام نے حضرت سیدنا شیخ عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم فرمائی تھی کہ پانی کے حوض میں غوطہ لگائیں اور یہ عمل کریں۔ صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا تجربہ ہے کہ اس طرح ضبطِ نفس کرنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے یعنی خواطر کی کامل طور پر نفی ہو جاتی ہے اور مستی و ذوق پیدا ہوتا ہے۔

۲۔تملیہ:

تملیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ سانس کو اندر کھینچیں اور پیٹ میں "نفخ" کے ساتھ اس کو بند کریں۔ ایسی صورت میں نفخِ بطن کی وجہ سے نافِ پشت سے الگ ہو جائے گی۔ تخلیہ سے حرارت جو سلوک الی اللہ میں مقصود ہے زیادہ پیدا ہوتی ہے اور تملیہ سے غذا زیادہ ہضم ہوتی ہے۔

۱۱۔حصرِ نفس:

اَحصرِ نفس جس کو اکثر جوگیہ کیا کرتے ہیں، وہ سانس کا دونوں طرف اندر اور باہر

سانس کی آمد و رفت میں قطع کرنا ہے۔

۱۲۔ ذکر معیت:

ذکر معیت جو "یا مَعِیِ یا مَعِیِ، یا مَعِیِ یا مَعِیِ یا هُو یا هُو" سے کیا جاتا ہے۔

۱۳۔ ذکر کلیۃ:

ذکر کلیۃ کا طریقہ یہ ہے کہ مربع بیٹھے، ایک ضرب سامنے ایک داہنے، ایک بائیں ایک آسمان کی طرف یا قلب پر۔

۱۴۔ ذکر احاطہ:

خاص ذکر "ذکر احاطہ" ہے اور وہ "یا محیط ظهراً و بطنا" ہے یہ ذکر صورت مشاہدہ ہے۔

۱۵۔ ذکر محوا الجھات:

ذکر "انت فوقی انت تحتی انت اما می انت خلفی انت یمینی انت شما لی انت فی و انا معا لجهات فیك اینما تو تو افثم وجه الله" ہے۔

۱۶۔ ذکر تجلی انانیت:۔

ذکر تجلی انانیت "انی انا الله لا اله الّا انا" کا ذکر ہے۔

حضرت سیدنا شاہ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ و محققین صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ جب نفس انسانی کا محسوسات و مالوفات سے تنقیہ اور اس کی تطہیر ہو جاتی ہے اور استغراق ذکر و حضور و جہ سے اس کے باطن کی تعمیر ہو جاتی ہے تو اس کو روحانیت سے ایک ربط

اور نسبت پیدا ہو جاتی ہے اور اِس نسبت و ربط کی وجہ سے اُس کا قلب روشن ہوتا ہے اور وہ اِس نور سے ذاتِ حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور اِس کے احکام و مرضیات پر مطلع ہو جاتا ہے، اب یہ نور بصیرت سے بصر کی جانب منعکس ہوتا ہے اور وہ حِس ظاہر سے عوام الغیب کا احساس کرنے لگتا ہے، اور اُس وقت وہ عالمِ ظاہر و باطن سے منسلک ہو جاتا ہے۔ ذکر سے سالک کو انوار بھی نظر آتے ہیں۔ کبھی اِن انوار کا رنگ سفید ہوتا ہے، کبھی سبز اور کبھی عقیقی اور آخر میں نورِ سیاہ ظاہر ہوتا ہے جس کو نورِ حیرت اور نورِ ذات کہتے ہیں۔ جو نور داہنی طرف مونڈھے سے متصل نظر آئے وہ کاتبِ یمین کا نور سمجھا جاتا ہے اور غیر متصل ہو تو نورِ شیخ اور اگر روبرو ظاہر ہو تو اِس کو نورِ محمدی ﷺ سمجھتے ہیں۔ اِسی طرح اگر بائیں طرف مونڈھے سے متصل ظاہر ہو تو کاتبِ یسار کا نور ہوتا ہے اور غیر متصل ہو تو سمجھ لیتے ہیں کہ تلبیسِ ابلیس ہے ایسے ہی اگر کوئی صورت بائیں طرف ظاہر ہو تو وہ ملائکہ حفظہ کا نور سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ بلا جہت ظاہر ہو اور اِس سے دل میں دہشت سی محسوس ہو اور اِس کے غائب ہو جانے کے بعد حضوری باقی نہ رہے تو اِس کو تلبیسِ ابلیس سمجھنا چاہیے اور اگر ظہورِ نور کے وقت حضوری رہے اور اُس کے غائب ہونے کے بعد فراق و اشتیاق ہو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ مطلوب کا نور ہے۔ اگر نور سینے اور ناف کے اوپر ظاہر ہو تو پھر یہ تلبیسِ ابلیس ہے۔ اگر نور کا دل پر ظہور ہو تو یہ صفائی قلب سے پیدا ہونے والا نور سمجھا جاتا ہے، لیکن طالبِ صادق کو اِن انوار کی طرف کبھی التفات یا توجہ نہ کرنی چاہیے اور نہ ہی اُن سے خوش ہونا چاہیے کہ یہ سب غیر مطلوب ہیں۔

"دلا رامے کہ داری در و بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند"

جس سالک پر نور ظاہر ہی نہیں ہوتا اُس کے سلوک کو اسلم سمجھا جاتا ہے اور اُس کو اُمیدِ وصول زیادہ رکھنی چاہیے۔

اِن اذکار میں تصور معانی اور تصور برزخ شرط ہے۔ بشرطیکہ مرشد کامل ہو ورنہ تصور معنی کافی ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیے، کہ طریقہ اذکار در اصل عشق پر مبنی ہے عشق جس قدر زیادہ ہوگا ذکر کی تاثیر بھی زیادہ ہوگی لیکن یہ بھی ہوتا ہے کہ ذکر کی مشق و مزاولت (کسی کام کا ہمیشہ کرنا) سے خود رشتہ محبت محکم ہوتا ہے، قلب میں نائرہ عشق بھڑک اٹھتا ہے، ذکر عشق کے بجھے ہوئے شعلہ کو ہوا دیتا ہے اور عشق کے بغیر سلوک کا قدم اٹھ نہیں سکتا۔

ہاں حال رجال راہبازی مطلب
ناساختہ کار کارسازی مطلب
از آتش عشق تا نہ سوزی یکسر
توحید حق از سخن طرازی مطلب

(مخمور ایرانی سورتی)

ختم مجلسِ ذکر پر تین مرتبہ:

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ"

اور یہ دعا پڑھے:

"اللّٰھم انك قلت فاذکرونی اذکرکم وقد ذکرتك علی قدر قلة علمی و عقلی و فھمی فاذکرونی علی قدر سعة نفسك و فضلك وعلمك ومغفرتك اللّٰھم افتح مسافع قلوبنا بذکرك یاخیر الذاکرین"

حضرت سیدنا شیخ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی رضی اللہ عنہ خانوادے چشتیہ میں ایک عظیم المرتبت شیخ گزرے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا شیخ یحییٰ مدنی چشتی رضی اللہ عنہ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

☆ {مکتوب ذکر بالجہر}: ۔منقول: ۔(صفحہ ۱۳)

(مؤلف: ۔شیخ الحدیث وتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی دامت البرکات العالیہ)

قرآن مجید اور احادیث طیبہ میں اَن گنت موضوع اور بے حساب مقامات پر ذکر اللہ کی رغبت دلائی گئی ہے اور مغز قرآن اور روح الاحادیث سے آشنا حضرات پر مخفی نہیں کہ قرآن، حدیث اور عباراتِ علماء میں ذکر کا کئی معنی پر اطلاق کیا گیا ہے۔

۱۔ ذکر بالسان۔

۲۔ ذکر بالعقل

۳۔ ذکر بالقلب۔

۱۔ذکر بالسان:

قرآنِ مجید سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۰، پارہ ۲ میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اُس سے زیادہ۔

اِس ذکر سے مقصود یہ ہے کہ زبان سے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ذکر کیا جائے۔ عام از یں کہ خلوت میں ہو یا جلوت میں۔ جیسا کہ صوفیاءِ کرام علیہم الرحمہ کا طریقہ ہے کہ ایک جماعت حلقہ بنا کر بیٹھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔

۲۔ذکر بالعقل:

دلائلِ توحید اور آیاتِ الٰہیہ میں غور وفکر کرنے پر بھی ذکر کا اطلاق کرتے ہیں۔ اِس ذکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال میں غور کرے۔ اِس کی جبروت وملکوت میں محوِ فکر ہو اور زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات پر جو نشانیاں قائم کی ہیں، اُن نشانیوں کو تلاش کرے اور نشان پر پہنچ کر صاحبِ نشان کو یاد

کرے۔ مثلاً درندوں کی چیرہ دستی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کو یاد کرے۔ اولاد پر ماں کی شفقت کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کرے اور بلند و بالا پہاڑوں کے غرور کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ہیبت کو یاد کرے۔ وسیع و محیط آسمانوں کی پہنائی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرے۔ "وعلیٰ ھذا القیاس"

صحیح مسلم میں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۰) کہ جب سورج گہنا جاتا حضور سیدنا نبی کریم ﷺ اس طرح پریشان ہو جاتے جیسے قیامت آگئی ہو۔ اور فوراً نماز پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعائیں مانگتے اور فرماتے:

"ھذہ الآیات التی یرسل اللہ لا تکون لموت احدٍ ولالحیوتہ ولکن یخوف اللہ بھا عبادہ فاذا رأیتم شیئًا من ذلك فافزعوا الی ذکرہ"

یہ وہ نشانیاں ہیں جو کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ اِن نشانیوں سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اُس وقت تم اُس کے ذکر کی پناہ میں آجاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ سورج کو گہن طاری کر دینا اور اُس کو بے نور کر دینا اللہ تعالیٰ کے غضب کو ظاہر کرتا ہے۔ پس حضور سیدنا رسول اکرم ﷺ کا خوف زدہ ہونا اس لئے تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل نہ ہو جائے اور آپ ﷺ نے یہ ظاہر فرمایا کہ ایسی علامتوں کے ظہور کے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سورج کو بے نور کر سکتا ہے وہ ہماری آنکھوں اور دلوں سے بھی نور چھین لینے پر قادر ہے۔ پس بندے کو ایسے وقت میں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے، اُس سے ڈرتا رہے، خوف کھاتا رہے۔ اور دعا و استغفار میں کوشش کرتا رہے۔

۳۔ذکر بالقلب:

ذکر بالقلب کا مطلب یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد رہے۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے۔

"وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ"

ذکر بالقلب کے دو مرتبے ہیں۔

۱۔ عوام کا مرتبہ۔

۲۔ خواص کا مرتبہ۔

۱۔ عوام کا مرتبہ یہ ہے کہ امر و نہی کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔مثلاً جس وقت "حَیَّ علی الصلوۃ" کی ندا کی جائے تو نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور جب طبلِ جہاد بجایا جائے تو شمشیر بکف ہو کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔انسان کی زندگی میں کئی مرتبہ ایسے موڑ آتے ہیں کہ وہ خلق اور خالق کی یاد کی کش مکش میں مبتلا ہو جاتا ہے ایسے موقع پر خلق کو بھول کر خالق کو یاد رکھنا یہی معراجِ ذکر ہے۔

۲۔ ذکر بالقلب کا دوسرا مرتبہ خواص،مقربین کا ہوتا ہے جن کا دل کسی لمحہ بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اور وہ خالق کے جلوؤں میں اِس طرح گم ہوتے ہیں کہ اُنہیں مخلوق کی طرف کوئی التفات نہیں ہوتا اور اِس کا اعلیٰ ترین مرتبہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:۔

"لی مع اللہ وقت لایسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"

ترجمہ: میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں میرے ساتھ نہ کوئی ملک مقرب گنجائش رکھتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ حسن الوہیت کے جلووں میں اس طرح محو تھے اور محبت الہی سے ایسے سرشار تھے کہ حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کی توجہ باقی مخلوقات کی طرف تو کیا ہوتی خود اپنی ذات کی طرف بھی التفات نہ تھا۔

ارشاد ربانی ہے۔

{وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝}

ترجمہ: "ہم نے آپ ﷺ کو اپنی محبت میں وارفتہ اور اپنی ذات میں گم پایا"۔ (سورۃ الضحیٰ، آیت ۷، پارہ ۳۰)

تو آپ ﷺ کو مخلوق کی طرف متوجہ کیا کہ آپ ﷺ تو معرفت ربوبیت یادِ الہی اور ذکر خداوندی کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔ ذرا مخلوق کی طرف توجہ فرمائیں کہ انہیں بھی آپ ﷺ کے بحر بداماں مقام سے کچھ قطرے حاصل ہو جائیں اور آپ ﷺ کے فیضان نظر اور انقلاب آور التفاتات سے اُن کی کایا پلٹ جائے۔ گمراہی کی متلاطم موجوں سے تھپیڑے کھانے والے ساحل ہدایت پر آلگیں۔ صبح نور کی آمد سے ظلمت کافور ہو جائے اور توحید کی بلند و بانگ گونجوں سے لات و منات کے سینے پھٹ جائیں معصیت اپنا سر جھکالے اور قدسیوں کی عید ہو جائے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: پس جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بیٹھے اور لیٹے۔

سید المفسرین حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(فاذکروا اللہ قیاماً و قعودا و علی جنوبکم)

کی تفسیر میں حضرت سیدنا ابن عباس سے روایت ہے رات اور دن میں دریا اور خشکی میں سفر اور حضر میں فراغت اور تنگدستی میں بیماری اور صحت میں سر اور جہر سے

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔ (درمنثور للامام السیوطی الشافعی ,جلد ۲,صفحہ ۲۱۴ تفسیرات احمدیہ الملا جیون الحنفی صفحہ ۲۰۷,احیاء العلوم للغزالی جلد ا صفحہ ۳۰۱)

☆ حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ذکر کبھی زبان سے ہوتا ہے کبھی قلب سے اور کبھی اعضاء ظاہرہ سے۔ زبان سے ذکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کریں اور اس کی کتاب پڑھیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۴ ،صفحہ نمبر ۱۹)

☆ حضرت سیدنا علامہ ابن ابی النظر البقلی الشیرازی فرماتے ہیں۔

ذاکرین کے مرتبہ میں ایک وہ قوم ہے جو زبان اور قلب عارف سے ذکر کرتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ ذکر کی مٹھاس پاتے ہیں اور ایک قوم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد افعال مخلصہ اور پسندیدہ عبادات سے کرتی ہے۔ (تفسیر عرائس البیان جلد ا صفحہ ۳۲)

☆ منقول مکتوب ذکر الٰہی (مؤلف حضرت مولانا ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

(باب ذکر الٰہی کے آداب اور تقاضے)

ذکرِ الٰہی کی اہمیت اور فرضیت:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک بنیادی شرط بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ

ترجمہ: ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ ،آیت ۱۶۵ ،پارہ ۱)

اِس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے پناہ محبت کا ہونا مومن کے لئے بہت ضروری ہے ورنہ وہ ایمان کی حلاوت اور چاشنی سے محروم رہے گا۔ محبت الٰہی کی

بہت سی علامات اور تقاضوں میں سے پہلا تقاضا اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر ہے۔ ذکرِ الٰہی اللہ تعالیٰ سے محبت کی پہلی علامت اور پہلی دلیل بھی ہے، اسی سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا پتا چلتا ہے۔

☆ حضرت سیدنا عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، سب سے اچھا آدمی کون ہے۔؟۔(یعنی جس کا انجام پاکیزہ اور عمدہ ہو)۔اس کے جواب میں حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مبارک باد کا مستحق ہے اور انجام کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے جس کی عمر دراز ہو اور اس کا عمل اچھا ہو۔ اس اعرابی نے پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عملوں میں کون سا عمل زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بہترین عمل یہ ہے۔" تو جب دنیا کو بوقتِ وصال چھوڑے تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (مسند احمد)

☆ حضرت سیدنا عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور حدیث یوں مروی ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی احکام مجھ پر غالب آگئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے انہماک سے کرتا رہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تیری زبان ہر وقت ذکرِ الٰہی سے تر رہنی چاہیے۔

ذکر کے دو طریقے ہوتے ہیں۔

(۱) لسانی طریقہ۔

(۲) قلبی طریقہ

محبت محبوب کے ذکر کو پہلے محب کی زبان پروارد کرتی ہے بعد ازاں جب یہ یاد پختہ ہو جائے تو دل میں گھر کر لیتی ہے پھر محب ہمہ وقت اس کی یاد میں مصروف رہتا ہے خواہ وہ زبان پر اس کا نام لائے یا نہ لائے۔ زبان سے اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے اور دل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا۔ جب زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ

اِس کے نام کا ورد ہوتا ہے اور جب دل سے اِس کا ذکر کیا جائے تو یہ اِس کی یاد ہوگی۔

دنیائے محبت کا یہ عام دستور ہے کہ محب کسی نہ کسی بہانے محبوب کا ذکر کرنے یا سننے کا خواہشمند رہتا ہے یعنی اُس کا دل چاہتا ہے کہ محبوب کا نام زبان پر آتا رہے یا پھر اُس کا دل چاہتا ہے کہ میرے محبوب کا ذکر مجلس میں ہوتا رہے اور اُس کے کان بھی ذکر کی حلاوت سے کیف رہتے ہیں۔ یہ اِس کی محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ ہر بہانے سے محبوب کا ذکر کرتا ہے اُس پر اگر اِس سے کوئی دلیل یا عقلی ثبوت طلب کیا جائے تو وہ اِس کی تشریح نہیں کرسکتا، اِس لئے کہ محبت عقل کے تابع ہے ہی نہیں۔ محبت میں "کیوں اور کس لئے" کا جواب نہیں ہوتا۔ بس جس کام سے محب کو دلی سکون ملے، قرار اور طمانیت میسر آئے اُس کام کا کرنا اُس کی محبت کا تقاضا ہو جاتا ہے۔

قرآنِ مجید میں دونوں اقسام یعنی قلبی اور زبانی ذکر کو مختلف مقامات پر بیان فرمایا گیا ہے۔ زبان سے اسم ذکر کی تلقین یوں فرمائی گئی۔

۱۔ ترجمہ: اور اپنے محبوب (رب) کے نام کا ذکر کر اور ہر طرف سے کٹ کر اِسی کا ہو رہ۔ (سورۃ المزمل، آیت ۸، پارہ ۲۹)

۲۔ ترجمہ: بے شک فلاح پا گیا وہ شخص جس نے (اپنے نفس کا) تزکیہ کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور نماز پڑھی۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے دل سے ذکر کرنے کا حکم اِس طرح فرمایا۔

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵)

ترجمہ: اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔

(سورۃ الاحزاب، آیت ۴۱،۴۲، پارہ ۲۲)

کثرتِ ذکر:

یہ ایک عام اصول اور تقاضاءِ فطرت ہے کہ انسان کو جس شے سے محبت ہو جائے اُس کا ذکر بھی کثرت سے اس کی زبان پر آنے لگتا ہے، اِسی اصول اور تقاضاءِ محبت کی نشان دہی حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے اِس قول مبارک سے ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ"

(جسے کسی شئے سے محبت ہوگی وہ کثرت سے اُسے یاد کرے گا)۔

محبت کا بنیادی اور اوّلین تقاضہ ہے کہ محبوب کا ذکر کثرت سے کیا جائے، یا تو محب خود اپنے دل اور زبان سے یہ ذکر کرے یا اِسے اُٹھتے بیٹھتے اِس کے محبوب کی باتیں سنائی جائیں، دونوں صورتوں میں اِس کی محبت کا تقاضہ پورا ہو گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا حال:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب عشقِ الٰہی کا جام پی کر اِس شہادت گاہِ الفت میں قدم رکھا تو حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دعویٰ عشق کی آزمائش کر لوں۔ فرمانِ الٰہی ہوا "اگر تو یہی چاہتا ہے تو میرے بندے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لے کر دیکھ لے"۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کوہِ صفا پر تشریف لائے اور بلند آواز سے "یا اللہ" کی ندا بلند کی۔ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اُس وقت خانہ کعبہ کے اندر مصروفِ عبادت تھے۔ جونہی "یا اللہ" کی ندائے دل آویز آپ علیہ السلام کے کانوں میں پڑی، مضطرب دل کے ساتھ باہر تشریف لائے اور فرمایا "اے میرے محبوب کا نام لینے والے ذرا پھر وہی صدا بلند کرنا"۔ حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام چونکہ آزمائش

کے لئے آئے تھے۔ اس لئے عرض کیا "اس پاک نام کے سننے کا شکرانہ ادا کرو تو یہ نام لوں"۔ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ جب اس مقام پر پہنچے تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور یہ مثنوی ارشاد فرمائی:

شکر نہ وہم ہر و آنچہ در ملک من است
از بہر خدا اے بگوئی اللہ تو باز
جاں تیز وہم و آنچہ در قلب من است
یک بار اگر بگوئی اللہ تو باز

"اے میرے محبوب کا پاک نام لینے والے جو کچھ میرے اختیار میں ہے سارے کا سارا تیرے حوالے کر دوں گا، اگر خدا کے لئے وہی صدائے "یا اللہ" پھر لگا دے اور اگر اس پر بھی تو راضی نہ ہوا تو اپنی جانِ عزیز جو دل کے اندر ہے وہ بھی تیری ملکیت میں دے دوں گا مگر ایک بار اللہ کا نام تو لے"۔

غرض کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے اتنے ہزار اونٹ ہیں سب محبوب کی محبت میں قربان کرتا ہوں، اب کہو تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے کلمہ یا اللہ دہرایا۔ جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنا تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ اب کیا فرمائش ہے۔ تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، ایک مرتبہ پھر وہی کلمہ کہہ دو تو میں اپنی جان بھی تیرے حوالے کر دوں گا۔ حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے جب تیسری بار "یا اللہ" کہا تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نعرہ لگایا اور بیہوش ہو گئے، جب ہوش میں آئے تو حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے ان کے خلوصِ عشق پر انہیں مبارک باد دی اور عرض کیا کہ واقعی آپ اللہ تعالیٰ سے محبت میں صادق ہیں واپس آ کر بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر عرض

کرنے لگے، "الٰہی میں نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تیرے عشق میں ویسا ہی پایا جیسا کہ سنا تھا۔

عشاق کی اِس کیفیت کو عارفِ ربانی حضرت سیدنا میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

"جے اوہ جان پیاری منگے ترت تلی تے دھر دے
سر لوڑے تاں تحمل پچھان رتی عذر نا کر دے"

جیسا کہ بیان فرمایا کہ: ذکرِ الٰہی سے ہی اطمینانِ قلب ممکن ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کسی کے دل کو سکون، اطمینان اور راحت نصیب ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اِس کے دل میں نورِ ایمان موجود ہے۔

اطمینانِ قلب کی دو مختلف علامتیں ہیں۔

۱۔ بعض دل ایسے ہوتے ہیں کہ اِنہیں محبوب کا ذکر سن کر سکون پہنچتا ہے، یہ سکون بھی اطمینان کی علامت ہے۔

۲۔ بعض دل ایسے ہیں جنہیں محبوب کا نام سنتے ہی بے چینی اور اضطراب محسوس ہوتا ہے اِن کے اندر عشق و محبت کی ایسی لہریں پیدا ہوتیں ہیں جو اس کی طبیعت میں ہیجان اور بے چینی پیدا کر دیتی ہیں، اِن کی آتشِ عشق بھڑک اُٹھتی ہے اور وصالِ محبوب کے لئے دل بے قرار ہوتا ہے۔ یہی بے قراری اور اضطراب عُشاق کے دلوں کا سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

پہلی کیفیت اکثر محبین کو حاصل ہوتی ہے اور دوسری کیفیت عُشاق کا حصہ ہے۔ جیسا کہ عشق اور اشتیاق میں فرق ہے، محب کو اگر محبوب مل جائے اور اُس کی قربت و رضا حاصل ہو جائے اور اگر وہ مطمئن ہو جائے اور اُس کی آتشِ عشق ٹھنڈی پڑ جائے اور اِسے قرار و راحت نصیب ہو تو یہ حالت عشق ہے۔ اگر اس کے لئے دیدارِ یار

مزید اضطراب کا باعث بنے اِس کے جذبہ عشق میں ٹھہراؤ کے بجائے تشنگی اور بے قراری پیدا ہو جائے تو یہ حالت اِشتیاق کہلاتی ہے۔

اِسی طرح محبوب کے ذکر سے دل کا لرزنا بھی شدتِ محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ جن کے دلوں کو یادِ محبوب یعنی ذکر مطمئن کر دے وہ بھی مومن ہیں اور جن کے دلوں کو یادِ محبوب مضطرب کر دے وہ بھی مومن ہیں، بلکہ مومن بدرجہ اَولیٰ ہیں۔

عام خیال کے مطابق اور آیت کے مفہوم سے بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ لرز جانا خوف کی کپکپی ہے یا ذکرِ الٰہی سے گھبرا کر اُن پر خوف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس لئے اِس گھبراہٹ کی اِس کیفیت کو دل کے لرزنے سے تعبیر کیا جاتا ہے، مگر ایسا نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ:

"عالم سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل ہے مرگِ آرزو ہجر میں لذتِ طلب"

محبت کی رسمیں جدا اور عشق کے اصول نرالے ہوتے ہیں:

عُشاق کو حالتِ فراق میں محبوب کی یاد سے جس قدر اطمینان اور راحت نصیب ہوتی ہے اِس لذتِ طلب سے بڑھ کر اِن کے لئے کوئی راحت باعثِ اطمینان نہیں ہوتی۔ لہٰذا اطمینان کی پہلی کیفیت کو قرآنِ مجید نے "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۝" کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور دوسری علامت کی تصدیق بھی "اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ" کے الفاظ سے فرمائی ہے۔ یہ دونوں علامات محبوب کے ذکر کے ساتھ ہیں۔ دنیا کی نظر میں جس کیفیت کو سکون کہا جاتا ہے اِن کے ہاں یہی بے سکونی اور بے چینی ہوتی ہے اور دنیا جسے اضطراب و بے چینی کہے وہی اِن کے

لئے سکون و اطمینان ہوتا ہے۔ وہ محبوب کی یاد سے غافل رہ کر خاموش رہنے کو حرام قرار دیتے ہیں اور اس گھڑی اپنے آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے جس گھڑی ان کے محبوب کی یاد انہیں بے چین نہ رکھے۔ اسی لئے حضرت سیدنا امیر خسرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"یا عاذل العشاق دعنی باکیا
انّ السکون علی المحبّ محرم"

اے عاشقوں کو طعنہ دینے والے مجھے یادِ محبوب میں رونے دے بے محبت کرنے والے کے لئے سکون حرام ہے، حضرت سیدنا میاں محمد بخش عشاق کی اسی کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

"عشق جنہاں دی ہڈیں رچیا رون کم اناہاں"
"ملدے دی روندے، وچھڑے دی روندے، روندے ٹردے راہاں"

تبتیل فی الذکر کا مفہوم:

تبتیل سے مراد دنیا کی ہر چیز سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، اور اسی کو پکارنا۔ قرآن مجید میں ہے:

ترجمہ: اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیں اور سب کو چھوڑ کر اسی کے ہو جائیں۔ (سورۃ المزمل)

حضرت سیدنا امام راغب اصفہانی رضی اللہ عنہ نے یہاں تبتیل کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

ترجمہ: اخلاص نیت اور عبادت میں سب سے کٹ کر ایک خدا کی طرف متوجہ ہونا تبتیل فی الذکر ہی لطفِ بندگی ہے۔ ذاکر کو جب اللہ تعالیٰ کی یاد میں مقامِ تبتیل ملتا ہے تو وہ قربت کی تمام

مناظر بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے اِسے ذکر کی ساری حلاوتیں نصیب ہوتی ہیں۔

انسان جب محبت میں غرق ہو جاتا ہے کہ اُس پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد غالب رہتی ہے تو اس کے نتیجہ میں اِسے تبتیل فی الذکر سے اگلا مقام مشاہدہ عطا ہوتا ہے۔ مقامِ تبتیل میں جب انسان کامل ہو جاتا ہے، تو اُسے جلوہ یار نصیب ہوتا ہے یہ مرحلہ تبتیل میں غرق ہوئے بغیر نصیب نہیں ہوسکتا، مشاہدہ کے حوالے سے ذکر کی دو اقسام ہیں:

۱۔ بے مشاہدہ ذکر ۲۔ بامشاہدہ ذکر۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو خود ذکر تو کرتے ہیں لیکن بوجوہ اِن کی آنکھوں پر پردے پڑے رہتے ہیں اِنہیں کچھ نظر نہیں آتا، کسی چیز کا مشاہدہ نہیں ہوتا، اُس کی وجہ یہ ہے کہ اِن کے ذکر میں محبوبِ حقیقی کے علاوہ دنیاکی محبتیں بھی شامل ہوتی ہیں، لہٰذا اِنہیں وہ مشاہدہ نصیب نہیں ہوسکتا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی نگاہوں سے پردے اُٹھا دیے جاتے ہیں، اِنہیں حُسنِ یار کے صفاتی جلوؤں کا نظارہ نصیب ہوتا ہے یہ مشاہدہ مرحلہِ تبتیل سے گزر کر نصیب ہوتا ہے، کیونکہ یہ صاحبِ مشاہدہ ہر چیز سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ کرنے کا حکم ہے۔

ترجمہ: اور اپنے محبوب (رب) کے نام کا ذکر کر اور ہر طرف سے کٹ کا اُسی کا ہو رہ۔

اور پھر کامیاب ہو جاتے ہیں جن کے متعلق فرمایا:۔

ترجمہ: اور اللہ کو باکثرت یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔

(سورۃ الجمعہ، آیت ۱۰، پارہ ۲۸)

ذکرِ الٰہی کے آداب اور تقاضے یہ ہیں۔

۱۔کثرتِ ذکر:

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ زبان کو سچائی میں مصروف رکھنا بھی ذکر ہے۔

۲۔عدمِ غفلت قلب:

ذاکر دل کبھی غفلت کا شکار نہیں ہوتے اِنہیں خاصہ نبوت کا فیض عطا ہوتا ہے۔

۳۔اطمینانِ قلب:

اطمینانِ قلب بھی علامت ایمان ہے۔

۴۔تبتیل فی الذکر:

تبتیل فی الذکر ہی لطف بندگی ہے۔

۵۔مشاہدہ دَرذکر:

مشاہدہ درذکر سے مراد اپنے برزخ (پیرومرشد) سے مکمل طور پر آگاہی حاصل ہونا، جیسا کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔

۶۔نسیان درذکر:

درجاتِ ذکر یا آداب ذکر کا آخری مرحلہ نسیان ہے، اس مرحلۂ نسیان کو مقامِ فنائیت بھی کہتے ہیں۔جس طرح مقامِ مشاہدہ مقامِ تبتیل سے گزرے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، اِسی طرح فنائیت یعنی نسیان بھی مقامِ مشاہدہ سے گزرے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

ذکرِ الٰہی اور یادِ الٰہی میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں پردہ اُٹھ جاتا ہے اور اس مرتبہ کو پالیتے ہیں کہ حجاب اُٹھ جانے سے دیدارِ یار کی صفاتی جھلک نظر آتی ہے اور یہ مقام مقامِ مشاہدہ کہلاتا ہے۔

اہلِ محبت اِس مقام پر ذکر کی بجائے مذکور میں گم ہو جاتے ہیں، جیسا کہ:

"ذاکر ہمہ ذکر و ذکر مذکور شود"

مراد یہ ہے کہ محبوب کے جلووں میں ایسا کھو جاتے ہیں کہ اپنے آپ کو بھی محبوب کی محبت میں گم کر دیتے ہیں جب ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور محبت میں اِس قدر کھو جائے کہ اِسے اپنی بھی خبر نہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا اِسے ہر شے کا نسیان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مقامِ مشاہدہ کے بعد حاصل ہونے والی اِس کیفیت نسیان اور فنائیت کی اعلیٰ منزل کے حصول کا خصوصی ذکر فرمایا اور اپنے محبوب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ"۔

محبوب اپنے رب کا ذکر اِس حالت میں اور (اُس وقت) کر جب (اِس کے سوا سب کچھ) بھول چکا ہو (سورۃ الکھف)۔

حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کو یہاں ذکر کی تلقین یوں کی گئی ہے۔ کہ محبوب اپنے رب کا ذکر اِس شان کے ساتھ کر کہ اِس کے سوا ہر چیز کو بھول جائے، کیونکہ ذکر کا مزا بھی اُسی وقت آتا ہے جب انسان "إِذَا نَسِيتَ" کے مقام پر پہنچ جائے۔ اِس لئے تیری شایانِ شان وہی ذکر ہے جس میں فنائیت اور نسیان ہو، یاد رہے کہ سب کچھ بھول جانے میں اپنی ذات بھی آتی ہے۔ اِس لئے خود کو بھول جانے کی بھی ہدایت کی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھتے بلکہ اذان سنتے تو آپ ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ آپ ﷺ کے گھر والے بھی آپ ﷺ کے لئے اجنبی ہو جاتے تھے۔ یہاں صرف اتنا بتانا

مقصود ہے کہ مقامِ نسیان سب سے اعلیٰ مقام ہے اور جن خوش نصیبوں کو حضور سید نا نبی کریم ﷺ کے تصدق سے یہ مقام نصیب ہوتا ہے وہی کامل محبین ہوتے ہیں ان کے دن رات محبوب کی حضوری میں گزرتے ہیں۔ نسیان کے لغوی معنی چونکہ بھول جانا ہے اس لئے بعض نادان لوگ اس کے لغوی مفہوم کے پیشِ نظر عرفاء و کاملین کے نسیان کو بھی عام لوگوں کے نسیان پر قیاس کرتے ہیں، حالانکہ اہلِ محبت اور اہلِ ذکر کا نسیان دراصل قربِ الٰہی کا اعلیٰ مقام ہوتا ہے اِسے نسیانِ کامل کہتے ہیں، عوام الناس کا نسیان ان کی خطا اور بھول ہوتی ہے اِسے نسیانِ ناقص کہتے ہیں۔

حاصل کلام:

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

☆ {يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ}

ترجمہ: اے لوگو، اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۱، پارہ ۱)

قرآن مجید میں مزید ارشادِ الٰہی ہے۔

☆ {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝}

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (سورۃ الذاریات، آیت ۵۶، پارہ ۲۷)

عبادتِ الٰہی کے زمرہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم بالکل واضح ہے کہ:

☆ {فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ}

ترجمہ: پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو

کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔

(سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵)

متذکرہ بالا آیاتِ کریمہ سے بالکل واضح ہوگیا کہ بندے کا کام ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا ہے۔ جس میں سب سے اہم عبادتِ الٰہی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی حکم ہے۔ لیکن جب بندہ کارِ روزگار میں مصروف ہوگا تو عبادتِ الٰہی میں تساہل ہوگا تو اولیاء عظام رضی اللہ عنہ نے فرائض عبادات کی ادائیگی کے بعد کاروبارِ زندگی چلانے کے ساتھ ساتھ ہمہ وقت عبادتِ الٰہی میں مصروف رہنے کے لئے ایک سائنٹیفک طریقہ "ذکر اللہ" سے متعلق متعارف کرایا، جسے ذکر پاس انفاس کہتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵:

ترجمہ: پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو
کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔
کے مطابق احسن طریقہ سے ممکن ہے۔

جس کے متعلق سلطان العارفین حضرت سیدنا سلطان باھو رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہتھ کار ول۔ دل یار ول" اور فرمایا "جو دم غافل۔ سو دم کافر" اِس لئے ہندوستان سمیت مشرقی ایشیا میں ذکر اللہ کے جتنے بھی طریقے متعارف کروائے گئے اِن میں قدرِ مشترک اور ترجیحی بنیادوں پر نفی اثبات پاس انفاس کو اہمیت دی جاتی ہے پاس انفاس واحد راستہ جو آپ کو خود شناسی سے خدا شناسی کی طرف لے کر جاتا ہے۔ تمام عبادات کا سرِ نہاں اور خلاصہ ذکر الٰہی ہے۔

پاس انفاس:

۱۔ پاس انفاس نہایت سادہ اور بہت پر اثر سائنٹیفک طریقہ ہے۔

☆ پاس انفاس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اپنی قدرتی سانسوں کی

آمد و رفت کا بغور مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

☆ سائنٹیفک اِس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح کسی نظم ، رباعی، گانے، نعت پڑھنے کے لئے انسانی آواز کا استعمال کیا جاتا ہے جو قدرت کی ایک عطا ہے لیکن اُس ہی آواز کو زیادہ پُر اثر بنانے کے لئے ایک سائنٹیفک طریقہ اختیار کیا گیا ہے جسے ہم ساز یا مزامیر کہتے ہیں۔ اِسی طرح انسانی زندگی سے وابستہ سب سے اہم جُزو سانس ہے جس کے جاری رہنے سے انسان زندہ ہے جو انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ ذہن کو بھی کنٹرول کر رہا ہے اِس کو خرافات سے بچانے کے لئے صوفیاء نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے سانس کے ذریعے ایک سائنٹیفک طریقہ اپنایا۔ جسے ذکر پاس انفاس، نفی اثبات کا نام دیا اور اِس میں ذکر دوضربی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ایک ایسا خفیہ طریقہ ہے، جس کے لئے سب سے افضل ذکر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" ہے۔ جسے ذکر نفی اثبات خفی کہتے ہیں۔ جس سے ذاکر نمود و نمائش اور ریا کاری سے بچ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۝

ترجمہ: اور اپنے رب کو یاد کیا کرو، اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔ (سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۵، پارہ ۹)

۳۔ دھیان میں سانس لینے سے ذہن آہستہ آہستہ پُرسکون ہو جاتا ہے۔

جب بندہ مکمل دھیان کے ساتھ ذکر پاس انفاس کرتا ہے تو اُس کے ذہن سے انتشار ختم ہو جاتا ہے اور بندہ "تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" کی منزل پالیتا ہے یعنی جیسا کہ

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

{اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ}

ترجمہ: سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا سکون ہے۔

(سورۃ الرعد، آیت ۲۸، پارہ ۱۳)

۴۔ یہ واحد طریقہ ہے جو خود شناسی کی معراج یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات تک لے جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"مَنْ عَرَفَهٗ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَهٗ رَبَّهٗ"

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔

۵۔ یہ واحد طریقہ ہے جو نظامِ تنفس کو جو انسانی زندگی کی ضمانت ہے کو زیرِ عمل لانے کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ یعنی سانس جس نے انسانی وجود میں آمدورفت رکھنی ہے کو مقصدِ حصول کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

(اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَاتٌ وَكُلُّ نَفْسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ)

ترجمہ: انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں جو سانس بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نکلے مردہ ہے۔

یعنی انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات کو پانا ہے اور انسانی سانس ہر وقت اور ہر حال میں جاری ہے، اگر سانس کے ذریعے اللہ کے ذکر کی مسلسل مشق ہو جائے تو سانس کی آمدورفت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہوتی ہے جیسا قرآنِ مجید میں ارشادِ ربانی ہے۔

{ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ }

ترجمہ: پس جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی۔

(سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵)

جیسا کہ حدیث صحیح بخاری جلد نمبر ۷ حدیث نمبر ۶۵۰۲:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اُسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں سے کوئی عبادت مجھ کو اُس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اُس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نوافل عبادات کر کے مجھ سے اتنا زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، پھر جب میں اُس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اُسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اُس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو پسند نہیں کرتا اور مجھے بھی اُس کو تکلیف دینا اچھا نہیں لگتا۔

۶۔ پاس انفاس کا بنی آدم سے تعلق:

پاس انفاس کا تعلق بنی آدم کے تنفس سے ہے اِسکا مختصر جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ سانسوں کے پاس رہنا۔
۲۔ سانسوں کے ساتھ رہنا۔
۳۔ سانسوں سے آگاہ رہنا۔
۴۔ سانسوں کو دیکھنا۔
۵۔ سانسوں سے قریب رہنا۔
۶۔ سانسوں کا مشاہدہ کرنا۔
۷۔ سانسوں کو جاننا۔

۱۔ سانسوں کے پاس رہنے کا مطلب مکمل یکسوئی کے ساتھ اللہ کے ذکر کا کرنا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

{وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝}

ترجمہ: اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو۔ (سورۃ المزمل، آیت ۸، پارہ ۲۹)

۲۔ سانسوں کے ساتھ رہنے کا مطلب ہے کہ ہمہ وقت مسلسل بلا تعطل اللہ کا ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کرنا۔

۳۔ سانسوں سے آگاہ رہنے کا مطلب ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ادائیگی صحیح طریقہ سے ہو رہی ہے۔ یعنی جب سانس باہر نکالے تو خیال کرے "لَا

اللہ" جب سانس اندر لے جائے تو "اِلَّا اللہ" کی ضرب دل پر لگائے۔

۴۔ سانسوں کو دیکھنے کا مطلب ہے۔تزکیہ اختیار کرنا تاکہ تقویٰ نصیب ہو جائے۔

۵۔ سانسوں سے قریب رہنے۔کا مطلب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا۔

۶۔ سانسوں کے مشاہدہ کرنے کا مطلب ہے اللہ کی معراج ہونا۔

۷۔ سانسوں کو جاننے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہونا۔

پاس انفاس کا طریقہ:

مکمل دھیان سانس پر مرکوز کرکے اپنی آتی اور جاتی سانس سے آگاہ رہیں کہ سانس اندر آرہا ہے یا کہ باہر جارہا ہے مکمل آگہی کے ساتھ اور بہت دھیان سے مسلسل بس یہی جاننا ہے۔لیکن اگر سانس کی آمدورفت غلط ہے تو اس کی درستگی کریں یعنی سانس کی آمدورفت کا مکمل مشاہدہ کرنا، تاکہ ذکر اللہ کی ادائیگی صحیح ہو، اگر دھیان بھٹک جائے تو دھیان کو واپس سانس پر مرکوز کریں، ذہن کو بھٹکنے نہ دیں بالکل بیباکی سے ایک چوکیدار کی طرح خوب چوکس، مکمل آگاہ یعنی ایک بھی سانس بنا آگہی کے اندر جانے نہ پائے، ہر سانس پر مکمل پہرہ خوب دھیان اور مکمل بیداری اور آگاہی سے ہوتا کہ منبع پر مکمل دھیان مرکوز ہو جائے۔سانس کی آمدورفت کی نگرانی کے لئے اپنی توجہ کو برقرار رکھنا بہت ضروری ہے اور اس توجہ کے دوران تسلسل ٹوٹنے اور بھٹکنے کے احتمال سے بچنے کے لئے تصورِ شیخ کا ہونا ازحد ضروری ہے۔کیونکہ تصورِ شیخ ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ایک ڈھال ہے اور اپنی ذات کے گرد تصورِ شیخ کا حصار ہونا بہت ضروری ہے۔یہ دھیان سانس کے ساتھ ساتھ طبیعت میں مکمل سکون پیدا کردے گا۔تاکہ وصل کی منزل کی طرف گامزن ہو سکے اور فنائیت کی منزل پالے گا جب فنائیت حاصل ہو جائے گی تو پھر اپنی ذات ختم ہو جائے گی، وصل کی منزل حاصل ہو جائے گی یعنی

"فَاذْكُرُونِي" کرتے کرتے "اَذْكُرْكُمْ" کی منزل پالے گا۔اور یہی مقصدِ حیات ہے۔

اب تک ذکر کے درجات اور آداب کی ترتیب بیان کی جارہی تھی درحقیقت یہی ترتیب انسانی فطرت کے عین مطابق ہے، پہلے پہلے انسان جس کی محبت کا دم بھرتا ہے اُسی کا ذکر کرتا ہے پھر اس ذکر کو اُٹھتے بیٹھتے اپنا وظیفہ بنالیتا ہے اگر محبت سچی ہو تو کچھ عرصہ کے بعد زبان کے ساتھ دل و دماغ بھی ذکرِ محبوب میں محو رہنے لگتے ہیں اور جب یہی ذکر باعث سکونِ اطمینان ہو جاتا ہے اور اِسی میں محب کی دنیا کی سب راحتیں اور لذتیں ملتی ہیں تو قدرتی طور پر انسان ہر چیز سے جان چھڑا کر اِسی میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے اِس استغراق و یکسوئی سے اِس کے دل میں وصالِ یار کی آرزو ہو جاتی ہے اور شوقِ دید میں وہ دنیا والوں کی پرواہ کیے بغیر ہر ممکنہ انداز سے کوشاں رہتا ہے اِسی طرح اِس شوق سے بڑھ کر کہیں زیادہ شوق محبوبِ حقیقی سے محبت کرنے والوں کا ہوتا ہے اہلِ ذکر جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنا سفرِ محبت شروع کرتے ہیں تو سفر کا آغاز محض محبوب کے نام سے ہوتا ہے اور جب یہ یاد کثرتِ ذکر پر پہنچتی ہے تو انسان ہمہ وقت اِسی یاد میں مگن رہتا ہے، ذکر میں یہ رغبت اِسے مقامِ تبتیل تک پہنچاتی ہے، جہاں وہ ہر چیز کو چھوڑ کر اپنے محبوب کی یاد میں مصروف ہو جاتا ہے اور اگر اِس مرحلہ میں ثابت قدم رہا تو اِسے مقامِ مشاہدہ نصیب ہو جاتا ہے، جہاں وہ اپنے مذکور کے جلوؤں کی دید کرتا ہے۔جن خوش بختوں کو لذتِ دید کا کیف و سرور حاصل ہو جاتا ہے پھر وہ مقامِ نسیان اور فنائیت میں پہنچ کر حیاتِ جاوید حاصل کر لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضور سیدنا نبی کریم ﷺ کے صدقے اور اپنے پیر و مرشد کے طفیل ہم سب کو اِن تمام آدابِ ذکر سے روشناس کرائے اور اپنی محبت میں نسیانِ کامل عطا فرما کر دنیا و مافیہا کے تفرقات سے آزاد کرے کہ یہی اصل عبادت اور روحِ بندگی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

حمد بیحد جناب کبریا کے واسطے
تحفہ صلوۃ حبیب کبریا کے واسطے

پڑھ تحیہ اہل بیت اور چار یاروں کی ضرور
پھر ادب سے ہاتھ اُٹھا اپنی دعا کے واسطے

1 حامی و ناصر رہے ہر دم ہمارا خدا
ضیاء العارفین حضرت پیر میاں محبوب الٰہی قمر الاولیاء کے واسطے

1 رکھ لاج میری ہر گھڑی ہر حال میں
سخی لجپال حضرت پیر فضل احمد سلطان اولیاء کے واسطے

راہنمائے راہِ عرفان اور گنجِ معرفت
حضرت پیر احمد شاہ مظہر نورِ خدا کے واسطے

شمع راہِ ہدایت عارفاں را دستگیر
اویس شاہ ہادی علی امام الاولیاء کے واسطے

آفتاب دین و ملت حضرت عبدالشکور
ماہتاب صبر و تسلیم و رضا کے واسطے

ہو دعا قبول میری صدقہ لاتقنطوا
قبلہ دین کعبہ ایماں رضا کے واسطے

مردہ دل کو زندہ کر دے اے خداوندِ کریم
قطبِ وقت عبدالحیؒ قبلہ نما کے واسطے

مجھ کو اپنی بارگاہِ احدیت میں کر قبول
مخلص الرحمان شاہِ دلربا کے واسطے

کر مدد میری ہر گھڑی ہر حال میں
شاہِ امداد علی بحر عطا کے واسطے

مجھ کو اپنے ذکر و فکر و شغل میں مشغول کر
شاہ محمد مہدی نور الہدیٰ کے واسطے

نور کا تیرے ظہور ہو دل میں میرے اے خدا
حضرت مظہر حسین حاجت روا کے واسطے

فرحت دے مجھے یا رب نہ ہو فکر غیر
فرحت اللہ شاہ دین شمس الضحیٰ کے واسطے

حسن خوبی سے خدایا میرے دل کو کر حسن
حسن علی شاہ حسن ابرِ سخا کے واسطے

نعمت دارین سے کر یا الٰہی سرفراز
شاہِ منعم پاک باز اتقیاء کے واسطے

رکھ شریعت اور طریقت میں مجھے ثابت قدم
شاہ خلیل الدین سید مہ لقا کے واسطے

نفس کی روباہ بازی سے خلاصی دے مجھے
میر سید جعفر بدر الدجیٰ کے واسطے

دور کر مجھ سے خودی اور اہل دل کر دے مجھے
سید اہل اللہ میر اہل صفا کے واسطے

نظم کر میری قبول اے بادشاہِ دوجہاں
شاہِ نظام الدین سید بے ریا کے واسطے

شاہ تقی الدین کا صدقہ مجھے کر متقی
شاہ نصیر الدین سید بے بہا کے واسطے

سید محمود و سید میر فضل اللہ شاہ
شاہِ قطب الدین درِ درجِ فنا کے واسطے

شاہ نجم الدین و سید مبارک غزنوی
شاہِ نظام الدین سید ثانیا کے واسطے

غنچہ دل کو کھلا میرے الہ العالمین
شاہ شہاب الدین صاحب پرضیاء کے واسطے

قادرِ مطلق مجھ پہ اپنا کر لطف کرم
قادرِ جیلانِ قطب اولیاء کے واسطے

از برائے بو سعید و ابوالحسن یاذوالجلال
رحم کر بو یوسف رحمت نما کے واسطے

مجھ کو اپنے عشق میں متوالا کردے اے خدا!
حضرت عبدالعزیز الفت رساں کے واسطے

شاہ رحیم الدین و شاہ ابوبکر شبلی کا طفیل
فضل کر حضرت جنید پیشوا کے واسطے

شاہ سری سقطی و شاہ معروف کرخی
شاہِ امام الدین علی موسیٰ رضا کے واسطے

موسیٰ کاظم کا صدقہ علم و عمل و حلم دے
جعفر و باقر شاہِ زین العباء کے واسطے

راہ میں تیری رہوں ثابت قدم اے بے نیاز
صبر دے مجھ کو شہید کربلا کے واسطے

معرفت کے نور سے دل کو میرے معمور کر
پیشوائے دینِ علی مشکل کشاء کے واسطے

یاالٰہی میرے عصیاں مجھ کو شرماتے ہیں اب
بخش دے یارب محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے

عشق دے مجھ کو محمد ﷺ کا الہ العالمین
سیدہ معصومہ حضرت فاطمہ کے واسطے

یہ نیا تحفہ سخاوت شاہ کا مقبول ہو
انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے



دربارِ عالیہ

قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ، صابریہ نظامیہ، نقشبندیہ، ابوالعلائیہ، جہانگیریہ، تسکویہ، محبوبیہ

احمد نگر نزد ریلوے لوکو شیڈ سمہ سٹہ بہاولپور پاکستان